

راہ یار

مہوش غفار

سر آج آپ سنگنگ نہیں کریں، منیجر کو دیکھتا ہوا وہ مسکرایا تھا۔

آج موڈ نہیں ہے۔ وہ تو تھا ہی اذل سے موڈی انسان۔

پر سر آپ تو رونق ہیں ہمارے کلب کی۔ منیجر نے اسے منانا چاہا تھا۔ جو

نہایت مشکل امر تھا۔

کہہ دیا ناں یار آج موڈ نہیں ہے - دوستانہ لہجہ اپناتا ہوا وہ اپنے ساتھ بیٹھے
دوست کی سمت رخ موڑ گیا تھا -

مطلب اب اس مینجر کا وہاں پر کھڑے رہنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں
ہونے والا تھا -

ڈی جے کو سونگز پلے کرنے کا اشارہ کرتا ہوا مینجر اپنی نشست پر جا کر بیٹھ
گیا تھا -

جاگی جاگی سوئی نا میں ساری رات تیرے لیے

بھگی بھگی پلکیں میری اداس تیرے لیے

فل والیم میں چلتے ہوئے سونگ کو انجوائے کرو جوانوں میں توانائی بھر دی
تمھی -

یہ ایک نائیٹ کلب کا منظر تھا۔ پنک، پریل اور لائٹ بلیو کلر کی لائٹس
میں جگمگاتا کلب اپنی خوبصورتی کا منہ بوتا ثبوت تھا۔

چاروں اطراف رکھے گئے وائیٹ کلر کے جدید ڈیزائن کے خوبصورت کنگ
اسٹائل صوفے، جہان نشے سے چور ڈھلکتے وجود بے سود ڈھے ہوئے تھے۔

کلب کے رائیٹ سائیڈ پر بنا وائن بار جہان ہر فلیور کی وائٹز کسی قیمتی
جواہرات کی طرح سجائی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں کے جو کچھ دیر پہلے ہی اپنے آئی ڈی کارڈز دیکھا کر کلب میں انٹر
ہوئے وہ سب بار ٹیبیل پر اپنی پسند کی وائن کے مزے اڑا رہے تھے۔

کلب کے سب سے عالیشان دیوان جو خاص لوگوں کے لیے خاص طور پر
رکھے گئے تھے۔

ان پر براجمان گرے کلر کے سوٹ میں ملبوس شاہ میر ہمدانی ریلکس سا
بیٹھا ہوا سب کو دیکھنے کے ساتھ اپنی واٹن سے بھرے گلاس کو منہ لگاتا
ہوا دلفریب مسکراہٹ اپنے عنابی لبوں پر سجائے ہوئے تھا۔

لیفٹ سائیڈ پر میوزک سسٹم ہینڈل کرتا ہوا ڈی جے جو خود بھی نشے میں چور
خود با خود جھول رہا تھا۔

کلب کے بچوں پچ وائیٹ پنک اور بلیک کلر کے شیشے سے بنا ہوا ڈانس فلور
اس پورے کلب کی شان تھا۔

جہاں امیر ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولادوں کے ساتھ ان کی گرل فرینڈز جو نشے کی حالت میں ڈانس فلور پر ایک دوسرے کی بانہوں میں جھول رہے تھے ۔

ڈانس فلور کے رنگ برنگی ہیڈ لائٹس میں جھلکتا ہوا نازک وجود جو اس وقت بلیو کلر کی نیٹ کی تنگ میکسی پہنے ہوئے تھی جس میں اس لڑکی کے جسم کا ہر اعضاء ظاہر ہوتا ہوا بے ہودگی کا مناظر پیش کر رہا تھا ۔

جسے ریڈ وائن پیتے ہوئے اس نائٹ کلب کی پر رونق و شان شاہ میر ہمدانی نے بڑی ہی ناگواریت کے ساتھ اپنی نگاہیں اس کے قیامت خیز سراپے سے ہٹائی تھی ۔

اکھیاں بچھائی میں نے تیرے لیے

دنیا بھولائی میں نے تیرے لیے

اپنے رنگے ہوئے بالوں میں ہاتھ چلاتی ہوئی وہ ایک ایک قدم کھوئے ہوئے
انداز میں شاہ میر ہمدانی کی جانب بڑھ رہی تھی ۔

جو شان بے نیازی سے اپنے جگری یار کے ساتھ محو گفتگو تھا ۔

ہوووووووووو تیرے لیے

اب بس یار مجھ سے نہیں بیٹھا جا رہا یہاں ایسے بیٹھے بیٹھے اکتا گیا ہوں
- فرقان جو اس لڑکی کو اپنی جانب آتے دیکھ بے صبری سے بولا تھا نشہ جیسے
سر چڑھ دوڑا تھا اس کے -

روکا کس نے ہے تجھے جا اور انجوائے کر - فرقان فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھی
کھڑا ہوا تھا نشے میں بھی شاہ میر خود پر کنٹرول کیے ہوئے مسکرایا تھا فرقان
کی بے صبری پر -

تو سچ کہہ رہا ہے ناں ہمدانی ۔

تیری ایکس کی قسم ، ایک آنکھ دبائے سونگ انجوائے کرتا ساتھ کو گردن ہلاتا
شاہ میر رقص کرتے نوجوانوں کو دیکھ کر تمسخرانہ انداز میں مسکرا رہا تھا ۔

وہیں فرقان فوراً سے پہلے واپس سے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا ۔

ہائے ، تیز والیم کے باعث وہ شاہ میر پر جھک کر بولی تھی ۔

آئبرو ریس کرتا ہوا شاہ میر فرقان کو دیکھ رہا تھا جو اس لڑکی کے ہوش روبہ
حسن سے گھائل ہو گیا تھا ۔

ایم نینا اینڈ یو ہینڈسم، شاہ میر کے کالر کے ساتھ حرکت کرتی ہوئی وہ بڑے ہی دلفریب لہجے میں بولتی ہوئی مسکرائی تھی۔

شاہ میر ہمدانی، میاں کے کالر پکڑنے پر اس کی کشادہ پیشانی پر ناگواریت کے بل پڑے تھے۔

اپنے کالر سے حرکت کرتے اس کے نرم ملائم ہاتھ کو پکڑ کر وہ اپنا کالر اس کی نازک گرفت سے آزاد کروا گیا تھا۔

بھگی بھگی رات میں لے

کر کے تجھ کو ساتھ میں

مدہوش ہو جائیں ہم آفاصلے کرنے دے کم ،،،

کیا میں ادھر کس کر سکتی ہوں -

شاہ میر کے قریب آتی ہوئی وہ اس کے عنابی لبوں پر انگلی رکھ کر ڈھٹائی
سے مسکرائی تھی - اس کے لہجے اور حرکتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کچھ
زیادہ ہی ڈرنک کر چکی تھی -

جب ہی تو وہ شاہ میر کے اتنے قریب کھڑی ہوئی تھی ورنہ کسی شخص میں اتنی تاب کہاں تھی کہ شاہ میر ہمدانی کے عین سامنے آکھڑا ہو اور اس طرح کی حرکتیں کر سکے ۔

میرے خیال سے محترمہ آپ ڈرنک ہیں سو پلیز دور رہیں مجھ سے ۔ اپنی عادت کے برخلاف کو بہت نارمل انداز میں مخاطب ہوا تھا ۔

کیا کر رہا ہے ہمدانی ایک کس ہی تو کرنا چاہ رہی ہے ،

سب سے بڑی بات وہ خود سے آئی ہے تیرے پاس کرنے میں کیا برائی ہے ۔ شاہ میر کی خونخوار نظروں سے فرقان خاموش ہوا تھا ۔

پلیز دور رہیں محترمہ -- وہ پہلے سے سخت لہجے میں بولا تھا۔

اوہوووو کوئی بڑی ڈیمانڈ تھوڑی کر رہی ہوں بس ایک کس ہی تو کرنی ہے
یارrrrr، جھکتی ہوئی وہ شاہ میر کا ضبط آزما گئی تھی۔

ایک بار کا کہا سنائی نہیں دیتا دور رہو ----

اس کو پیچھے ناہٹتے دیکھ شاہ میر نے غصے سے اسے خود سے پیچھے دھکیلا تھا۔

جس پر نشے میں ہونے کی باعث اوندھے منہ وہ فرش پر جا گری تھی۔

اوتیری،، فرقان جسے ذرا حیرانگی نہیں ہوئی تھی شاہ میر کے عمل پر۔

نینا کو فرش پر گرتے دیکھ سب ہی ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے،

تم جیسی عورتوں کو منہ لگانے کے لیے نہیں آتا ہوں یہاں۔ ناگواریت سے
فرش پر گری ہوئی نینا کو دیکھتا ہوا وہ غصے سے چبا کر غرلایا تھا۔

اس کے پیچھے کھڑا فرقان شاہ میر کے کڑے تاثرات دیکھتا ہوا خاموشی سے
اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

شاہ میر ہمدانی کا اپنا ایک اسٹینڈر ہے جہاں تم جیسی لڑکیاں پوری نہیں
اترتی۔ وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔

آئی لائک یور اسٹائل ہینڈسم پر کیا بہت غلط ہے تم نے یہ نہیں کرنا چاہیے
تھا۔ شاہ میر کے جاتے ہی سب واپس سے مدہوش ہوئے تھے۔ صوفے پر
بیٹھ تھی جہاں تھوڑی دیر پہلے شاہ میر بڑی شان سے براجمان تھا۔

وائن آرڈر کرتی ہوئی افسردگی سے سرخ لپ اسٹک سے سجے اپنے گداز لب
لٹکاتی ہوئی خود سے بڑبڑائی تھی۔

یہ کیا تھا ہمدانی، فرقان جو اس کے پیچھے بھاگتا ہوا آیا تھا آتے ہی فوراً سے
پوچھ رہا تھا۔

جو تو نے دیکھا۔۔ وہ الٹا چبا کر بولا تھا۔

یار یہ کس کرنا تو عام سی بات ہے خوشخواہ بات کو تول دی تو نے۔ دونوں
ہاتھ کمر پر رکھے فرقان چالاک عورتوں کی طرح بول رہا تھا۔

اچھا عام بات ہے تو تو کر لیتا۔ جلے بھونے انداز میں بولتا ہوا پارکنگ ایریا میں
کھڑی اپنی کار کی جانب بڑھا تھا۔

اگر مجھے کہتی تو جب ناں ،، فرقان کے لہجے میں دکھ صاف عیاں ہو رہا تھا ۔

جسے محسوس کرتا ہوا شاہ میر پیچھے گردن موڑ کر اسے دیکھتا ہوا تاسف سے
مسکرایا تھا ۔

لعنت ہے ویسے کہینے تجھ پر کسی لڑکی کو تو بخش دے ، کار ان لاک کرتا ہوا
شاہ میر اس کی آئے دن کی گرل فرینڈز کا حوالہ دیتا ہوا بولا تھا ۔

تو کسی کو چھوڑے جب ناں ، مجھے تو جلن ہوتی ہے یار ۔ فرقان کے لٹکے
ہوئے چہرے کو دیکھ شاہ میر نے بڑی مشکل سے اپنا قمقہ ضبط کیا تھا ۔

ان لڑکیوں کو میرے ساتھ دیکھ کر ہوتی ہے یا پھر انہیں میرے پاس آتے
ہوئے دیکھ ہوتی ہے۔ مزہ لیتا ہوا شاہ میرے چہرے پر مصنوعی سنجیدگی سجائے
ہوئے تھا۔

دونوں۔ کار سے ٹیک لگاتا ہوا فرقان افسردگی سے بولا تھا۔

ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے کینے میری جلی ہوئی کالی بیوی۔ اپنی ہی بات پر
شاہ میرے قہقہہ لگا گیا تھا۔

دیکھ لے اتنی پیار کرنے والی بیوی تجھے چراغ لے کر دھونڈنے پر بھی نہیں
ملے گی۔ معصومیت سے کہتا ہوا فرقان کچھ دیر پہلے والا شاہ میر کا غصہ
غائب کر گیا تھا اپنی بے تکی باتوں سے۔

بلکواس بند کر داجی کی کال آرہی ہے۔ ہنستا ہوا شاہ میر اپنی پاکٹ میں بچتے
ہوئے کو باہر نکالتا ہوا فرقان کو خاموش رہنے کا کہتا ہوا وہ کال ریسوو کر گیا
تھا جبکہ فرقان خاموشی سے اپنے لبوں پر انگلی رکھ گیا تھا۔

داجی یہ کوئی ٹائم ہے آپ کا مجھے کال کرنے کا، بنا سلام دعا کے وہ
شرارت سے سوال کر گیا تھا داجی سے۔

کیا ٹائم ہو رہا ہے برخوردار، یہ تو ہم ینگ جینریشن کے جاگنے کا ٹائم ہے۔ وہ
بھی اس کے داجی تھے اس سے آٹھ قدم آگے۔

اوو اچھا، ان کی بات پر وہ قمقہ لگا گیا تھا۔

بی جان کو پتا ہے ناں کہ آپ جاگ رہے ہیں۔ شاہ میر کے سوال پر داجی
نے بڑا سامنہ بنایا تھا۔

ارے وہ بڑھیا تو سوئی ہوئی ہے اور تو اس کا ذکر کر کے میار موڈ خراب نا کر
، ہمیشہ کی طرح دوستانہ لہجے میں بولتا تھے۔

باتوں میں لگا دیا جس لیے فون کیا تھا وہ تو میں بھول ہی گیا۔ شاہ میر مبہم
سا مسکرایا تھا۔

کیا ہوا داجی۔ سوال کرتا ہوا فرقان کی طرف متوجہ ہوا تھا جو کمر پر ہاتھ رکھے
واک کرنے لگ گیا تھا۔

کب آرہے ہو تم گھر،

آ رہا ہوں بس آپ کی کال آنے سے پہلے ہی گھر آنے کے لیے نکل رہا تھا
۔ فرقان کو آنے کا اشارہ کرتا ہوا وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا تھا۔

ویسے یار داجی بارہ بجے والے جن کی طرح مجھے کال کرنا کب بند کریں گے
آپ، داجی مسکرائے تھے اس کی بات پر۔

بارہ بجتے نہیں ہیں کہ آپ کی کال آنے لگ جاتی ہے۔

اب مجھے لگتا ہے بی جان کو کہنا پڑے گا کہ اپنے بوڑھے شوہر کی لگامیں
کس لیں اور ان کا فون چھپا کر اپنے پاس رکھ لیں تاکہ یہ بڈھاپے میں
بگڑے نا۔ وہ اب اپنے لاڈلے ہوتے کی بات پر مسکرا رہے تھے۔

بہت ہنس لیے برخوردار تھوڑی پریشانی دینی بھی بنتی ہے۔ دل میں سوچتے ہوئے وہ خود با خود شجارت سے مسکرائے تھے۔

تیرا باپ سویا نہیں ہے تیرے انتظار میں۔ اچانک سے عام سے انداز میں بولتے ہوئے وہ شاہ میر کی مسکراہٹ چھین گئے تھے۔

یقیناً آپ نے ہی کوئی شوشہ چھوڑا ہوگا، وہ فوراً سے بھڑک اٹھا تھا۔

نہیں میں نے کچھ بھی نہیں بتایا تیرے باپ کو، رازدانہ انداز اپناتا ہوئے وہ اپنی ہی بات سے دگمگا رہے تھے۔

ہو ہی نہیں سکتا داجی کہ آپ کی زبان نا پھسلی ہو۔ میں نے غلطی کی جو آپ کو بتایا کہ میں فرقان کے ساتھ کلب جاتا ہوں۔ وہ بڑی طرح پچھتایا تھا اس دن کو سوچ کر جب وہ داجی کی ایوشنل بلیک میلنگ میں آگیا تھا۔

نشہ وشہ اتار کر آنا بر خوردار کیونکہ تمھانے دار صاحب گیٹ پر ہی کھڑے ہیں۔ شرارت سے کہتے ہوئے وہ قہقہہ لگا گئے تھے۔ جو اس وقت شاہ میر کو زہر لگا تھا۔ اتنا تو اسے یقین تھا داجی نے اس سے کسی بات کا بدلہ لیا ہے پر کس بات کا۔

نشہ کی وجہ سے دکھتے سر پر دباؤ نا دیتا ہوا وہ گاڑی سائیڈ پر روک گیا تھا۔

اور ہاں برخوردار تمہارا دیوانہ اب تک سویا نہیں ہے۔ ارحم کا خیال آتے ہی
داجی مسکرائے تھے اس کی اور شاہ میر کی محبت پر۔

کبری نے سلایا نہیں اسے کیا۔ شاہ میر نے فکر مندانہ لہجے میں پوچھا تھا۔

جب تک تم آکر اسے اسٹوریز نہیں سناؤ گے وہ نہیں سوئے گا یہ تم اچھے
سے جانتے ہو، اس لیے وعدہ کرنے سے پہلے سو بار سوچا کرو کہ تم اسے پورا
کر پاؤ گے یا نہیں شاہ میر ہمدانی اب جلدی سے گھر آؤ ورنہ میرا پر پوتا یوں ہی
جاگتا رہے گا۔ آخر میں نصیحت کرتے ہوئے داجی کال کٹ کر گئے تھے۔

شٹ یار۔۔ گاڑی کی اسپید بڑھاتا ہوا سرحد کے بارے میں سوچ کر پریشان
ہو رہا تھا۔

جبکہ برابر میں بیٹھے فرقان نیند میں اونگنے لگا تھا۔

اس ویک اینڈ پر گھر آ رہی ہو یا

نہیں۔ کال اٹینڈ کرتے ہی ماما کے پوچھنے کے انداز پر منہ مسکرائی تھی۔

کوشش کرو گی ماما۔ مختصر سا جواب جو منہ دو ہفتوں دیتی آئی تھی۔

دو ہفتوں سے کوشش کروں گی کوشش کروں گی اور اب بھی یہ ہی کہہ رہی ہو کوشش کرو گی ماما۔ منزہ کے اس بار کوشش کرنے کے جواب پر وہ غصے سے تپ کر بولیں تھیں۔

اچھا نا میں پوری کوشش کروں گی آنے کی اور آپ کے پاس پورے دو دن رکنے کی۔ ٹیبل پر بکھری ہوئی کتابوں کو سائیڈ پر ترتیب سے رکھتی ہوئی وہ اپنا اسائنمنٹ اور کافی کالک ہاتھ میں پکڑے ہوئے سنگل بیڈ پر آکر بیٹھی تھی۔

بلکل بھی دل نہیں لگتا میرا تمہارے بنا منزہ ،

مزل اور تمہارے بابا کام پر چلے جاتے ہیں تو میں بالکل اکیلی ہو جاتی ہوں ۔

خالی گھر جیسے کاٹنے کو دوڑتا ہے ۔ افسردگی سے کہتی ہوئیں وہ منزہ کو بھی
اداس کر گئی تھیں ۔

میرا بھی دل نہیں لگتا ماما آپ سب کے بغیر ۔ مگر کیا کیا جاسکتا ہے وہ کہتے
ہیں ناں کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے ۔ پل بھر میں اس کی پلکیں
نم ہوئی تھی ۔

تمہارے اس پروفیسر بننے کے چکر میں میں بیٹی ہونے کے باوجود بھی بیٹی
سے محروم ہوں ۔ ان کی آواز رونے کے باعث بھاری ہو رہی تھی ۔

ایم سوری ماما۔ دو سال ہو گئے تھے منزہ کو پڑھائی کے سلسلے میں ہاسٹل رہتے ہوئے اس دوران وہ چار بار ہی گھر گئی تھی۔ ایک تو منزہ کا ہاسٹل میں اکیلے رہنا انہیں کھائے جاتا تھا اوپر سے اس کا سال میں دو بار آنا انہیں الگ افسردہ کر کے رکھتا تھا۔

تمہاری سوری ایک ہی شرط پر ایکسپٹ ہوگی جب تم گھر آؤ گی ورنہ میں ناراض ہی رہوں گی۔ ماما کی بات پر وہ قہقہہ لگاتی کافی مگ اٹھانے لگی تھی کہ اچانک ہی کافی سے بھرا مگ منزہ کے ہاتھ سے چھوٹ کر اس کے اسائنمنٹ بھگو گیا تھا۔

ہاااااااااا، منزہ کی چیخ نکلی تھی ساتھ آنسو بھی اس کی آنکھوں سے بہنا شروع ہوئے تھے چار دن کی محنت رائیگاں ہونے کے غم سے ۔

کیا ہوا منزہ تم ٹھیک ہو ۔ انہوں نے فکر سے پوچھا تھا ۔

مما میرا اسائنمنٹ ۔ بچوں کی طرح روتی ہوئی کافی کے مگ کو اسائنمنٹ پر گرے ہوئے دیکھ مزید روانگی سے رونا شروع ہو گئی تھی ۔

کیا ہوا اسائنمنٹ کو وہ تو تم نے بنا لیا ہے ناں پھر ۔۔ وہ سمجھتی نہیں تھیں سمجھتی بھی کیسے منزہ نے انہیں سہی سے بتایا ہی کب تھا ۔

مما میری ساری محنت پر کافی پھر گئی آپ سے باتیں کرنے کے چکر میں
میں نے بے دھیان سے مگ اٹھایا اور اسائنمنٹ کافی سے رنگ گیا۔ منزہ کی
محنت رائیگاں ہونے کا سن کر مما بھی افسردہ ہوئیں تھیں۔

یا اللہ تیرا شکر ہے میرے مالک، یو آر دا بیسٹ۔ ہائے اللہ بچ گیا میرا
اسائنمنٹ۔ منزہ کی چمکی ہوئی آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

منزہ اسائنمنٹ خراب نہیں ہوا۔ مما کی آواز سن کر وہ فون کی طرف متوجہ
ہوئی تھی۔

مما میرا اسائنمنٹ خراب ہونے سے بچ گیا۔ اسائنمنٹ کو سینے سے لگائے ہوئے وہ خوشی سے بولی تھی۔

کیسے۔ مما کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

مما میری ہی غلطی تھی میں نے ہی غور نہیں کیا تھا کہ اسائنمنٹ کے اوپر منیبہ نے پلاسٹک کوٹنگ کردی تھی تاکہ خراب نا ہو اور میں بے وقوف خود بھی پریشان ہو گئی اور آپ کو بھی کردیا۔ آخر میں سنجیدگی سے بولی تھی۔

کوئی بات نہیں تم بس اسے احتیاط سے رکھو، اور اپنا بہت سارا خیال رکھنا۔
مما کی نصیحت کے اندر چھپی محبت پر وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

ہممم۔۔ بھرائی آواز میں فقط اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

اور ہاں ویک اینڈ پر تم آرہی ہو اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں سننا سمجھی تم

-

جی ماما۔ آنسوؤں کو واپس دھکیلتی ہوئی دانتوں تلے لب دبا گئی تھی۔

اپنا خیال رکھنا منزہ۔ نم لہجے میں کہتی ہوئی وہ منزہ کے ضبط کردہ آنسوؤں سے

اچھے سے واقف تھیں جب ہی تو خود کو مضبوط کرنے کی سعی کیے ہوئیں

تھیں۔

آپ بھی اپنا بابا کا اور بھائی کا بہت سارا خیال رکھنا۔

خدا حافظ ماما۔ خود کو کمپوز کرتی ہوئی وہ اتنا ہی کہہ سکی تھی اور کال کٹ کر گئی تھی۔

آئی مس یو ماما، آئی مس یو سوچی۔ فون ہاتھ میں لیے اپنے ضبط کردہ آنسوؤں کے سارے بند توڑ گئی تھی۔

ایک عدد لیموں اور عدد ایگ چاہے مجھے - ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روکتا ہوا
شاہ میر فرقان کو گاڑی میں چھوڑ کر خود ریسٹورنٹ کے اندر گیا تھا -

ویٹر کو آرڈر دے کر اپنی نشے سے بند ہوتی آنکھوں ہر انگلیوں سے دباؤ دے
رہا تھا جب ویٹر اس کا آرڈر لیے آیا تھا -

بوئلڈ ایگ نہیں چاہیے مجھے کچا انڈا چاہیے جس میں یلیو کلر کا سرکل ہوتا ہے
جسے فرائی پین میں ڈالتے ہیں تو وہ اپنی شکل چیلنج کر لیتا ہے - بوئلڈ ایف دیکھ
کر وہ فوراً سے نشے کی حالت میں تفصیل دے رہا تھا -

بٹ سر کچا انڈا، ویٹر پریشان ہوا تھا آج تک اس سے کسی نے ایسا آرڈر نہیں دیا تھا۔ پھر بھی خاموشی سے سر ہلا گیا تھا۔

رکو۔۔ فون میں چلتی ویڈیو کو دیکھتا ہوا پریشانی میں جاتے ہوئے ویٹر کو وہ پیچھے سے آواز لگا گیا تھا۔ ایک لمین ایک کچا انڈا اور ساتھ ایک نیم گرم پانی کی بوتل، ایک گلاس رہنے دو یہ تو ہے یہاں اور وہ جو ہوتی ہے نا جس وہ کٹ جاتا ہے۔ ٹیبل پر ہاتھ سے کاٹنے کے انداز سے اسے سمجھا رہا تھا۔

ویٹر کو وہ کہیں سے بھی سرک چھاپ نشائی نہیں لگ رہا تھا۔ جس وجہ سے وہ اسے سمجھنے کی سعی کر رہا تھا۔

سر آپ کو نائف چاہیے۔ وہ اپنے تحت صحیح اندازہ لگا گیا تھا۔

کاریکٹ جو تم کہہ رہے ہو یہ ہی چاہیے مجھے۔ ویٹر کو داد دیتا ہوا مسکرایا تھا۔
ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے وہ اپنا نشے کی وجہ سے ہوتا بھاری سر ان پر رکھ گیا
تھا۔

یہاں کیا کر رہے ہو تم۔ ویٹر کو کچن میں دیکھ کر مینجر نے سخت لہجے میں
پوچھا تھا۔

سر وہ ایک سر کا آرڈر ہے انہوں نے ایک عدد لیمن ، میں گرم پانی کی بوتل
اور اس کے ساتھ ایک نائف منگوائی ہے ۔ تفصیل سے بتاتا ہوا ویٹر سامان
لینے لگا تھا ۔

تم آگے چلو میں بھی آتا ہوں اس سر سے ملنے ۔ عجیب آرڈر کو دیکھتے ہوئے
مینجر نے اسے کہا تھا جس پر ویٹر سر ہلاتا ہوا وہاں سے گیا تھا ۔

سر آپ کا آرڈر ۔ ویٹر کی آواز پر وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا ۔

تھینک یو، ٹیبل پر رکھے سامان کو دیکھ کر فون میں چلتی ویڈیو کو دیکھتا ہوا وہ پھرتی سے آدھے گلاس پانی میں ایک ڈالتا ہوئی ٹیبل پر رکھی ہوئی اسپون سے ہل کر رہا تھا۔

شاہ میر ہمدانی - ویٹر پیچھے سے آگے آکر کھڑے ہوتے مینجر اسے یہاں دیکھ کر چونکے تھے۔

وہیں شاہ میر کو ناک دبائے وہ پانی میں گھولے ہوئے انڈے کو پیتے دیکھ ویٹر کو اکلائی آئی تھی جب ہی تو وہ خود بھی اپنی ناک دبا گیا تھا۔

کتنا بل ہوا ہے۔ تھوڑی دیر ریلکس کرتا ہوا شاہ میر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

اُس اوکے شاہ میر سر۔ مینجر نے مخصوص لہجے میں انکار کیا تھا۔

نہیں پھر بھی بتا دیں۔ پاکٹ مین کہاں رکھتا ہوا ایک ہاتھ میں پانی کی بوتل اور نائف پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے والٹ نکال کر پوچھ رہا تھا۔

میں نے کہا نا سر اُس اوکے۔ مینجر کے انکار پر شاہ میر شانے آچکا گیا تھا

-

ویٹر کو۔ ویٹر کو جاتے دیکھ وہ پیچھے سے پکار گیا تھا۔

یہ لو تمہاری ٹپ -

اُس اوکے سر۔۔ شاہ میر کی بات بچ میں کاٹتے ہوئے مینجر کو اس گھورا
تھا۔

آپ کو نہیں دے رہا یہ اس کا حق ہے۔ پانچ ہزار کانوٹ ویٹر کے ہاتھ میں
تھماتا ہوا وہ مینجر کو خاموش کروا گیا تھا۔

یہ لے کر جا رہا ہوں۔ نائف کی طرف اشارہ کرتا ہوا وہ ریسٹورنٹ کے داخلی
دروازے کی سمت بڑھا تھا۔

پچھے کھڑا ویٹر کبھی ہاتھ میں پکڑے نوٹ کو حیرت سے دیکھ رہا تھا تو کبھی جاتے ہوئے شاہ میر کو ۔

گرلز ہاسٹل کے تیسرے فلور پر بنے اس چھوٹا کمرہ جو سنگل بیڈ، ایک دو پٹ والی کبرڈ کے ساتھ ہی ایپڈ واشروم کی سہولت انہیں میسر تھی ۔

وہیں کمرت کی دائیں جانب رکھی ٹیبل جس پر ایک لمپ کے ساتھ کتابیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں ، نائیٹ بلب کی مدھم روشنی میں سنگل بیڈ کے چھوٹے سے کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی وہ خود بخود مسکرا رہی تھی ۔

دوسری سنگل بیڈ پر لیٹی ہوئی صلہ جو کب سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ
رہی تھی ۔

اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا ۔

کسے اتنی دیر میں سوچا جا رہا ہے وہ بھی مسکرا کر ۔ صلہ کے استفسار کرنے
پر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی ۔

کسی کو بھی نہیں سوچا جا رہا بس ایسے ہی مسکرا رہی تھی ۔

تم بتاؤ تم کس خوشی میں جاگ رہی ہو اب تک - بات ٹالتی ہوئی وہ الٹا اس سے ہی سوال کر گئی تھی -

زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں ہے میرے ساتھ سمجھی تم - صلہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی -

یار مسئلہ کیا تمہیں ، وہ اب اس کے سوالوں سے زچ آئی تھی -

جب ہی اپنے بستر پر سیدھی ہوئی تھی -

منزہ کی بچی زیادہ چالاکیاں مت دیکھاؤ مجھے اور جلدی سے بتاؤ کسے سوچ کر
مسکرایا جا رہا تھا۔ منزہ کے منہ پر سے کسبل کھینچتے ہوئے اونچی آواز میں بولی
تھی۔

آہستہ بولو کسی نے سن لیا نا پرو بلم ہو جائے گی۔ اسے تنبیہ کرتی ہوئی منزہ
اٹھ کر بیٹھی تھی۔

جاذب مجھے کل کافی پر لے جانا چاہتا ہے۔ انگلیاں چٹکھاتی ہوئی منیبہ سے
نظریں چرا رہی تھی۔

سچ میں۔ وہ چیخنی تھی۔

Novelnagri

جاذب کی منزہ کے لیے فیلنگز وہ کب سے جانتی تھی مگر آج منزہ کے بتانے کے انداز سے وہ اندازہ لگا گئی تھی جاذب اکیلا نہیں تھا منزہ سے محبت کے سفر میں۔

چپ ہو جاؤ اور جا کر سو جاؤ، منیبہ کا ڈپٹی ہوئی منزہ تکیے میں دے گئی تھی۔

راجہ کی آئے گی برات رنگینی ہوگی

رات مگن نلچوں گی ہوووووو

مکن میں نلچوں گی -----

سوجاؤ منیبہ، تکیہ اس کے منہ پر مارتی ہوئی وہ شرم اور غصے کے ملے جلے
تاثرات لیے بولی تھی ۔

جس پر قہقہہ لگاتی ہوئی منیبہ اس کے برابر میں ہی لیٹ گئی تھی ۔

اٹھ بے کمیئے تیرا گھر آگیا۔ لیمون جو پہلے ہی وہ پانی کی بوتل میں مکس کرگیا تھا۔ اس لیموں والے پانی کو پیتے ہوا وہ فرقان کو جھنجھوڑنے کے انداز ہلا رہا تھا۔

میری جان ہمدانی آئی لوویو۔ گاڑی سے اترنے کے بجائے فرقان نے اپنی دونوں بازوؤں اس کی گردن میں ڈالی تھی۔

اے کمیئے دور رہ اور اتر میری گاڑی سے، فرقان کو دور کرتا ہوا وہ گاڑی سے اتر اٹھا۔

جس پر فرقان نے منہ بنایا تھا۔

نکل - شاہ میر کی ترکیبیں رنگ لائی تھیں جو اس کا نشہ کافی حد تک اتر گیا
تھا جو رہ گیا تھا اس پر وہ خود سے قابو پائے ہوئے تھا -

یارا تیری یاری کو میں نے تو خدا مانا

یاد کرے گی دنیا تیرا میرا افسانہ

کمینے بند کر اپنا بے سورا راک ، شاہ میر جو اسے سہارا دے کر چل رہا تھا
اچانک سے اس کی اونچی میں میں گانے پر زچ آیا تھا -

اوکے جانی - کہتا ہوا وہ شاہ میر کے گال پر لب رکھ گیا تھا -

کتے کمینے گدھے انسان ، ایک ساتھ گالیوں سے نوازتا ہوا فرقان سے دور ہوا
تھا جس پر وہ ہنستا ہوا لڑکھڑا گیا تھا -

ڈور بیل بجا کر شاہ میر دور ہوا تھا -

اسلام و علیکم ابو - اپنے والد کو دیکھ فرقان آنکھیں پٹ پٹا کر بولا تھا -

جس پر اسے غصے سے بھری سخت گھوری ملی تھی -

اسلام و علیکم انکل چند فرینڈز نے اسے زبردستی پلا دی اس لیے مجھے آنا پڑا
اسے چھوڑنے - جھوٹ بولتا ہوا شاہ میر ذرا نہیں دگمایا تھا -

آؤ بیٹا تم اندر آؤ - شاہ میر کو دیکھتے ہی وہ مسکرائے تھے -

ضرور انکل مگر پھر کسی اور دن ابھی داجی اور بابا انتظار کر رہے ہونگے میرا
میں تو اس کو چھوڑنے کی خاطر آیا تھا اور اب چلتا ہوں - وہ کہتا ہوا مسکرایا
تھا -

چلو بیٹا چکر ضرور لگانا - ان سے اجازت لیتا ہوا شاہ میر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا

کتنا بدل گئے ہو تم شاہ میر ہمدانی - شاہ میر کو جاتے دیکھ وہ فرقان کو اپنے پاس کھڑے نا دیکھ اپنے کمرے کی سمت بڑھے تھے -

مل گئی فرصت گھر آنے کی - پورچ ایریا میں گاڑی کھڑی کرتا ہوا وہ منہ بیل ڈالتا ہوا گھر میں داخل ہی ہوا تھا کہ اپنے ڈیڈ کی آواز پر اس کے قدم منجمد ہوئے تھے -

وہ ڈیڈ۔ آنکھیں جو نشے کی وجہ سے سرخ ہوئیں تھیں اب تک سرخ تھی۔

جو جہانزیب ہمدانی کی تیز نظروں سے چھپی نہیں تھی۔

تمہاری آنکھیں سرخ کیوں ہو رہی ہیں اتنی۔ سخت گیر لہجے میں بولے تھے۔

جس پر شاہ میر کے حلق خشک ہوا تھا۔

کس نے بزنس مین کہہ دیا انہیں، انہیں تو سی آئی ڈی آفیسر ہونا چاہیے۔
اپنے عنابی خشک لبوں کو تر کرتا ہوا اپنا سر کھجا کر رہ گیا تھا۔

وہ ڈیڈ -

بتاؤ کیوں ہو رہی ہیں تمہاری آنکھیں سرخ شراب پی کر آئے ہو - شاہ میر
کے بولنے سے پہلے ہی وہ بول اٹھے تھے -

پکے سی آئی ڈی ہیں اتنا کچھ کیا مگر پھر بھی پکڑ لیا - سر جھکائے گردن پر
ہاتھ پھیرتا ہوا وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا -

جی ڈیڈ - وہ پھر ہلکی آواز میں بولنا شروع ہوا تھا کہ پھر سے جہانزیب ہمدانی
بچ میں بولے تھے -

ڈیڈ کے آگے بھی بولو گے ۔

یار ڈیڈ آپ بولنے دیں گے تو میں کچھ بولوں گا نا۔ دکھتی پیشانی پر ہاتھ رکھے وہ
روانگی سے بولا تھا کہ کہیں وہ پھر سے اس کی بات نا کاٹ دیں ۔

اندر آنے دیں ۔ آخر کو وہ بھی ان کا ہی بیٹا تھا زبان اور دماغ کا تیز ۔

ہاں تو میں نے کب روکا ہے تمہیں گھر میں آنے اور بولنے سے - شاہ میر کو
اندر آنے کا راستہ دیتے ہوئے جہانزیب ہمدانی دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر
ایک سائیڈ پر کھڑے ہوئے تھے -

ڈیڈ میں اور فرحان ایک کلائیٹ کے ساتھ ہوٹل گئے تھے وہیں کچھ فرینڈز
نے بھی ہمیں جوائن کر لیا تھوڑی پارٹی وغیرہ کی تو تھوڑی ،

مطلب تھوڑی سی ڈنک کر لی اس وجہ سے آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں - ہاتھ
سے تھوڑی سی کا اشارہ کرتا ہوا وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ باتوں کو گھما
پھرا کر سچ بنا کر پیش کر رہا تھا -

جس پر جہانزیب ہمدانی کو ذرا یقین نہیں آیا تھا۔

سچ کہہ ہو، شک بھری نظروں سے شاہ میر کو دیکھتے ہوئے انہیں اب بھی
اس پر شک تھا۔

جی ڈیڈ میں کیا آپ سے جھوٹ کہوں گا۔ معصومیت سجائے وہ مبہم سا
مسکرایا تھا ڈیڈ کی شاکی نظروں کو دیکھ کر۔

مجھے یقین نہیں آ رہا تم پر شاہ میر۔

کیونکہ مجھے تم میں سے فرقان کے ہمدانی کی بو آرہی ہے۔ وہ اب بھی اسے
شاکی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

آگے تم شاہ میر۔ ڈیڈ کے بولنے پر شاہ میر کے لب کچھ بولنے کے لیے وا
ہوئے تھے کہ داجی کو دیکھ کر وہ لب سل گئے تھے۔

سارے فساد اور اس کلاس کی جڑ آپ ہیں داجی۔ داجی کے ساتھ اچانک
بغلگیر ہوتا ہوا وہ چبا کر بولا تھا۔

جس پر داجی اپنا قمقہ ضبط کر گئے تھے۔

برخوردار گھوڑے کے نال اور لگام دونوں پر تھوڑا سی کڑکی اور سختی بھی ضروری ہے ورنہ کب بدک کر ہاتھ سے نکل پتا نہیں چلتا۔ شاہ میر کی پیٹھ تھپکتے ہوئے وہ رازدانہ انداز میں بول رہے تھے۔

ابا جان آپ تو اپنے پوتے سے ایسے مل رہے ہیں جیسے وہ صدیوں بعد گھر واپس آیا جنگ فتح کر کے۔ جہانزیب ہمدانی چبا کر بولے تھے۔

دیکھ لیں داجی کتنی جلن ہوتی ہے آپ کے بیٹے کو ہماری محبت سے۔ شاہ میر شرارت سے گویا ہوا تھا۔

جس پر داجی اپنے بیٹے کو دیکھ کر شاہ میر سے الگ ہوئے تھے۔

ابا جان آپ کو نہیں پتا آپ کا یہ لادلا پوتا شراب پی کر آیا ہے آج پھر۔

یار ڈیڈ تھوڑی سی پی تھی وہ بھی دوستوں کے اسرار پر۔ شاہ میر کے جھوٹ
بولنے پر داجی نے اسے گھورتا تھا جس پر وہ خاموش ہوا تھا۔

نہیں تم نے تو جیسے دوستوں کے ساتھ مل کے پی ہی نہیں جو بچے پر اتنی
سختی کر رہے ہو۔

بچہ اتنی رات کو تھک ہار کر گھر آیا ہے بجائے اسے یہ کہنے کہ جاؤ بیٹا آرام
کرو الٹا تم یہاں کمرہ عدالت کھول بیٹھے ہو۔ داجی کے انداز پر جہانزیب ہمدانی

نے دنیا معصومیت چہرے پر سجائے سر جھکا کر کھڑے شاہ میر کو دیکھ
رہے تھے ۔

جی ابا جان ۔ شاہ میر کے لبوں پر مسکراہٹ رینگی تھی ڈیڈ کے بولنے پر ۔

جاتے ہوئے پہلے ارحم سے مل لینا کب سے تمہارا انتظار کرتا ہوا اب سویا
ہے ۔ جہانزیب ہمدانی کہہ کر جانے کے لیے بڑھے تھے ۔

کبری کے روم میں ہے کیا ارحم ، شاہ میر کے سوال پر وہ اثبات سر ہلا گئے
تھے ۔

سوری پھر میں اس سے صبح مل لوں گا۔ اس نے فوراً سے انکار کیا تھا۔

کبری سے شادی کرلو شاہ میرا رحم اور پریشے کے سر پر باپ کا شفقت بھرا
ہاتھ رکھ دو۔

شاہ میر کو اپنے روم کی جانب بڑھتے دیکھ جہانزیب ہمدانی افسردگی سے پکار
رہے تھے۔

وہیں داجی نے اپنے بیٹے کی کم عقلی پر ماتھا پیٹا تھا

وہیں سیڑھیوں پر کھڑے شاہ میر نے لب آپس میں سختی سے پیوست کیے
تھے ۔

ارحم اور پریشے مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں ڈیڈ ۔

رہی بات کبری کی تو وہ میری بھابھی اور میری بہن جیسی ہے جس وجہ سے
میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں ۔ شاہ میر سخت گیر لہجے میں بولتا ہوا
جہانزیب ہمدانی کی طرف رخ موڑ گیا تھا ۔

میں ان کے سر پر بڑا بھائی بن کر تو ہاتھ رکھ سکتا مگر شادی یہ میرے اور کبری کے رشتے کی توہین ہوگی ڈیڈ۔ روانگی سے کہتا ہوا وہ جہانزیب ہمدانی اور داجی کو شکوہ کن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

کبری کو بھابھی کہہ کر کیوں نہیں پکارتے تم۔ ہمدانی صاحب کی بات پر شاہ میر نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔

وہیں داجی نے اپنے بیٹے کی سوچ پر تاسف سے گردن ہلائی تھی۔

چھوٹی ہے وہ مجھ سے عمر میں اس لیے ڈیڈ۔ ضبط کرتا ہوا وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بول رہا تھا۔

ہنہ، وہ ہنکارا بھرتے خاموش ہوئے تھے۔

خدا کے لیے دوبارہ اس چپیٹر کو مت کھولیں گا ڈیڈ، ورنہ میں کبھی بھی
کبریٰ کو فیس نہیں کر پاؤں گا، التجائی لہجہ اپناتا ہوا وہ ڈیڈ کے ساتھ کھڑے
داجی کو بھی دیکھ رہا تھا۔

داجی جو خاموش کھڑے دونوں کو سن رہے تھے۔

گڈ نائیٹ، وہ کہتا ہوا جانے کے لیے مڑا تھا۔

ابی آپ آگئے - شاہ میر کی آواز پر وہ نیند سے جاگ گیا فوراً سے روم سے باہر
آکر وہ شاہ میر کی پیٹھ دیکھ کر آنکھیں مسلتا ہوا بولا تھا -

ارحم کی معصوم آواز نے شاہ میر ہمدانی کے مضبوط قدم جکڑے تھے -

جی ابی کی جان - ارحم کے لیے دونوں بانہیں وا کرتا ہوا شاہ میر مسکرا رہا تھا

-

آپ نے وعدہ کیا تھا ابی کہ آپ مجھے اسٹوری سنائیں گے - دونوں بازوؤں
سینے پر باندھ کر کھڑا ارحم شاہ میر پر اپنی ناراضگی سے جتا رہا تھا -

سوری ، کان پکڑ کر بولتا شاہ میر اگلے ہی لمحے میں ارحم کو اپنے چوڑے سینے میں بھینچ گیا تھا۔

ارحم کے اور شاہ میر کے رشتے کو کسی اور نام کی ضرورت نہیں ہے
جہانزیب -

یہ چلو بھتیجا کے رشتے میں ہی ٹھیک ہیں۔ جہانزیب ہمدانی جو ان دونوں کو
نانکھوں سے دیکھ رہے تھے داجی کی بات پر وہ کہیں نا کہیں متفق ہوئے
تھے۔

ابی پتا ہے آپ کو ممانے مجھے سلا دیا تھا پر میں پھر اٹھا اور داجی کے پاس آگیا تھا۔ شاہ میر اسے گود میں لے کر کھڑا ہوا تھا۔

مگر داجی نے بھی دکھا دیا مجھے ابی۔ داجی کو دیکھتا ہوا رحم انہیں مسکراتے دیکھ رخ موڑ گیا تھا۔

اچھا داجی نے۔ شاہ میر مزہ لینے انداز میں مسکرایا تھا۔

انہوں نے مجھے سلا دیا۔ شاہ میر کی گردن میں دیئے وہ اس سے چپک گیا تھا۔

کوئی بات نہیں ابی آگئے ہیں ناں تو ابی آپ کو اسٹوریز سنائیں گے ۔

کبری بھابھی بتا دیجئے گا کہ ارحم آج میرے پاس سوئے گا ۔ مسکرا کر کہتا
ہوا شاہ میرے ڈیڈ کو اپنے روم میں جاتے دیکھ بولا تھا ۔

ایک نظر سیڑھیوں پر شاہ میرے کو دیکھ کر وہ گئے تھے ۔

رکو برخوردار میری بات تو سنتے جاؤ ۔ شاہ میرے نے انہیں مسکرا کر دیکھا تھا ۔

میرا نیند کی دوا تو دیتے جاؤ ۔ ارحم کی وجہ سے وہ شراب کی کو اپنی دوا کا نام
دے گئے تھے ۔

نگاہ کا چشمہ سیٹ کرتے ہوئے داجی نے اپنی روز کی ڈوز مانگی تھی ۔

آپ نے میری شکایت کی ہے ڈیڈ سے اس کے باوجود بھی آپ مجھ سے ڈوز
کی امید رکھ رہے ہیں داجی ۔ آنکھوں میں شرارت لیے داجی کے لٹکے منہ کو
دیکھ خوش ہوا تھا ۔

یار شاہ میر یہ ٹھیک نہیں کر رہے تم ۔ وہ دوستانہ لہجہ اپنا گئے تھے ۔

جو آپ نے کیا وہ ٹھیک تھا ۔ وہ بھی ان کا ہی پوتا تھا ۔

برخوردار داجی ہیں ہم تمہارے - وہ روادار لہجے میں بولے تھے -

میں بھی آپ کا پوتا ہوں داجی آج بنا ڈوز کے سوئیں آپ - ارحم کی پیٹھ
سہلاتا ہوا شاہ میر اپنا قمقہ ضبط کیے ہوئے تھا -

یار کھانسی تنگ کرے گی مجھے پھر وہ تمہاری بوڑھی دادی پریشان ہو جائے گی
- بی جان کا حوالہ دیتے ہوئے وہ شاہ میر کو بڑے معصوم لگے تھے -

میری بلا سے یہ آپ کا اور بی جان کا مسئلہ ہے میرا نہیں - شاہ میر بھی
آج اذلی ڈھیٹ بنا ہوا تھا -

نہیں آئے گی۔ داجی بیچاگی سے بولے تھے۔

جس پر بالآخر شاہ میر کو ترس آیا تھا۔

پنک کشن کے نیچے رکھی ہے۔ داجی کے چہرہ کھل اٹھا تھا شاہ میر کے
بتانے پر۔

کیا چیز رکھی ہے ابی۔ ارحم جو کب سے داجی اور اس کی باتیں سن رہا تھا فوراً
سے پوچھ گیا تھا۔

داجی کی دوا میری جان - ارحم کی پیٹھ تھپکتے ہوئے شاہ میر نے داجی کو دیکھا
تھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے -

تنگ کر رہا تھا آپ کو اور پلیز تھوڑی ہی لیجئے گا -

میں کوئی بوڑھا ہوں جو مجھے ہدایت دے رہے ہو - ہر بار کی طرح آج بھی وہ
خود جوان کہہ رہے تھے -

نہیں بوڑھا تو میں آپ تو ارحم سے تین سال ہی بڑے ہیں - طنز کرتا شاہ میر
اپنے روم کی سمت بڑھ گیا تھا -

اللہ پاک میرے بچے کو یوں ہی ہنستا مسکراتا رکھے - اسے جاتے دیکھ داجی
نے دل سے دعا کی تھی -

ندا! ارحم کو لے آؤ ذرا شاہ میر کے روم سے لیٹ ہو رہی ہے اسے اسکول
کے لیے - پریشے کے پیچھے بھاگتی ہوئی کبری مصروف انداز میں بولی تھی -

اوکے میم - کبری اور پریشے کو مسکرا کر دیکھتی ہوئی ندا وہاں سے گئی تھی -

تین سالہ پریشے کے بال بنوانے کے بجائے کمرے میں کبری کی دوڑ لگوا
رہی تھی ۔

پریشے ماما تھک گئی ہے بی بی ۔ بلیو کلر کی فیری فراک میں گول موٹل سی
پریشے اپنی ماما کو تھکتے دیکھ ٹک کر بیٹھی تھی ۔

ماما، کبری کے چہرے کو اپنے ننھے ہاتھوں میں لیے ننھی پریشے نے لاڈ سے
پکارا تھا ۔

جی ماما کی جان - پیار لٹاتی کبری نے چٹا چٹ اس کے گال چومے تھے -

جس پر پریشہ کبری کے ساتھ لگ گئی تھی -

زندگی کتنی مشکل ہوتی اگر تم دونوں میری زندگی میں نا ہوتے تو - پریشہ کو گود
میں لیے وہ روم سے باہر آئی تھی -

روم سے باہر آتے ہی وہ سمرین ہمدانی سے ہوا تھا جو اسے دیکھ کر ہمیشہ کی
طرح مسکرائی تھیں -

پریشے میرا بچہ دادو کی جان، کبری کی گود سے پریشے کو لیتی ہوئی سمرین
ہمدانی اسے پی آر کرنے لگی تھی۔

جس پر پریشے کے قہقہے ہمدانی ولا میں گونجے تھے۔

کبری ارحم کہاں ہے۔ سمرین ہمدانی نے ارحم کو کبری کے ساتھ ناپا کر
استفسار کیا تھا۔

آج وہ شاہ میر کے ساتھ سویا ہے ماما، کچن کی جانب بڑھتی ہوئی لائٹ پنک
کمر سادہ سے شلوار قمیض کے ساتھ سر ہر سلیقے سے لیا ہوا لائٹ پنک کمر

کا ڈوپٹہ جو اس کی صاف رنگت خوب بچ رہا تھا۔ میک اپ سے پاک چہرے
لیے کبری ہمیشہ کی طرح آج بھی پرکشش لگ رہی تھی۔

اچھا۔ سمرین ہمدانی مسکرائی تھیں۔

مما آپ بریک فاسٹ میں کیا لیں گی۔ وہ کچن میں جاتے ہوئے پوچھنا
نہیں بھولی تھی۔

تم یہ سب رہنے دو ندا دیکھ لے گی۔

بس ارحم کا بریک فاسٹ تیار کر دو ویسے ہی بہت لیٹ ہو گئی ہے آج - کبری
مثبت میں گردن ہلا کر کچن میں گئی تھی -

وہیں سمرین ہمدانی پریشے کو لے کاؤچ پر بیٹھی تھیں -

منیبہ یار اٹھ جاؤ دیر ہو رہی ہے اسائنمنٹ سمینٹ بھی کروانے ہیں -

اگر تم دو منٹ کے اندر اندر نہیں اٹھی ناں تو میں آج اکیلی جاذب سے ملنے
چلی جاؤں گی -

منزہ جو اسے کئی بار اٹھا چکی تھی اب تھک ہار کر آخری حربہ آزما گئی تھی ۔

میں اٹھ گئی ہوں سمجھی تم ۔ جو کارآمد ثابت ہوا تھا ۔

منزہ اسے بیڈ سے چھلانگ لگا کر اترتے دیکھ مسکرائی تھی ۔

کچھ دیر بعد شیشے کے سامنے کھڑی منیبہ کو بلش آن لگاتے دیکھ منزہ چونکی
تھی ۔

یہ اتنا میک اپ کس خوشی میں کر رہی ہو ۔

جاذب سے میں ملنے جارہی ہو یا تم - حیرت سے پوچھتی ہوئی منزہ کو منیبہ
نے گھورا تھا -

کیا پتا مجھے میرا سلمان خان مل جائے - دونوں ہاتھ باندھے ہوئے وہ
کھوئے ہوئے لہجے میں بولی تھی جس پر منزہ قہقہہ لگا گئی تھی -

مل ہی نا جائے تمہیں پاکستان میں سلمان خان - اسائنمنٹ اٹھاتی ہوئی وہ
اپنے ہینڈ بیگ میں اپنا سیل فون رکھ رہی تھی -

تم تو جب بھی دینا بد دعا ہی دینا - خود پر جائزانه نظر ڈالتی ہوئی منیبہ شیشے کے سامنے سے ہٹی تھی -

یار منزہ تم بھی کوئی لپ اسٹک، کاجل وغیرہ لگا لو آخر کو پہلی بار جاذب کے ساتھ ڈیٹ پر جارہی ہو - منزہ کے عام سے حلیے کو نظر میں رکھتی ہوئی وہ فکر اور شرارت سے بولی تھی -

ڈیٹ پر نہیں جارہی بس اپنے دوست سے ملنے جارہی ہوں - منزہ کا عام سا انداز دیکھ منیبہ حیران ہوئی تھی -

چلیں -- منزہ جانے کے لیے بڑی تھی -

پہلے یہ لگا لو۔ بالکل لائٹ کلر ہے۔ منزہ نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

پلیزززز منزہ ورنہ میں ابھی منہ دھو کر آرہی ہوں۔

اچھا کرو۔ منیبہ کو باتھروم میں جاتے دیکھ منزہ نے چار رونا چار ہامی بھری
تھی۔

اب ٹھیک ہے اب چلتے ہیں۔ منزہ نے کہ اسٹک اسے تھماتے ہوئے کہا
تھا۔

اتنی ہلکی - منیبہ نے کو افسوس ہوا تھا اس کے لپ اسٹک لگانے پر -

ہاں تو - منزہ نے نا سمجھی میں اسے دیکھا تھا -

یہ ان خالی آنکھوں میں بھر لو - غصے سے کاجل منزہ کے ہاتھ پر رکھتی ہوئی وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھنے لگی تھی -

یہ تو میں بھول ہی گئی تھی - اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل لگاتی ہوئی وہ منہ بنائے کھڑی منیبہ جو میک اپ کے بعد اور بھی پیاری لگ رہی تھی اسے دیکھ کر منزہ مسکرائی تھی -

چلیں - منزہ کے پیچھے منیبہ بھی روم سے نکلی تھی -

گڈ مارنگ ماما - ارحم نہیں دکھ رہا اسے اسکول ڈراپ کرنے جانا تھا مجھے اور نا ہی کبری بھابھی - آذر جو آج ذرا لیٹ ہو گیا تھا اٹھنے میں ارحم اور کبری کو ڈانگ ٹیبل پر ناپاکر پریشان ہوا تھا -

ارحم کو اسکول چھوڑنے آج کبری خود چلی گئی ہے - سمرین ہمدانی کے لہجے میں ناراضگی صاف عیاں تھی آذر کے دیر سے اٹھنے کی وجہ سے -

تم یونی جانے کی تیاری کرو۔ آذر کے رف حلیے کو دیکھ سمرین ہمدانی نے
غصے سے کہا تھا۔

گڈ مارنگ بی جان۔ ندا کا ہاتھ پکڑے آتی بی جان کو دیکھ آذر پر جوشی سے بولا
تھا۔

گڈ مارنگ میرے شہزادے۔ بی جان کا ہاتھ پکڑ اپنے ساتھ بیٹھتا ہوا آذر
مسکرایا تھا۔

اور بھائی بہو بیگم میرے شہزادے پر غصے کش لیے ہو رہی ہیں۔ بی جان
نے آتے ہی سمرین ہمدانی کی کلاس لی تھی آخر کو انہوں نے ان کے
چہرے ہوتے کو جو ڈانٹا تھا۔

آپ شہزادہ آج پھر لیٹ اٹھا ہے جس کی وجہ سے کبری گئی ہے ڈرائیور
کے ساتھ ارحم کو چھوڑنے۔ اب بھی ناراضگی سے بول رہی تھیں۔

تو کیا ہوا بچی ہے وہ بھی چلو کسی بہانے تو گھر سے باہر جاتی ہے ورنہ
شارق کے جانے بعد بیچاری نے خود کو قید کر لیا ہے۔ شارق کے ذکر پر بی
جان کے لہجے میں افسردگی گھلی تھی۔

وہیں آذر اور سمرین ہمدانی بھی افسردگی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

-

شارق کا ذکر انہیں آج بھی افسردہ کر دیتا تھا۔

گڈ مارنگ ایوری ون ، شاہ میر کی خوشگوار آواز نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا
تھا۔

ارے واہ بی جان بڑی ہاٹ لگ رہی ہیں آج آپ ریڈ کلر میں ۔ ریڈ کلر کی
بنارسی ساڑھی پہنے بی جان اس عمر میں اپنی مثال آپ لگ رہی تھیں ۔

بی جان کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہوا وہ شرارت سے بولا تھا۔

ارے کہاں ہاٹ جو میں پہلے ہوا کرتی تھی۔

خدا غارت کرے تمہارے داجی کو انہوں نے میری ساری خوبصورتی اپنی
خدمتیں کروا کروا کر ختم کر دی اب تو فقط جھریاں اور یہ سفید بال رہ گئے
ہیں۔ افسوس سے کہتی ہوئی بی جان ان تینوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر
گئیں تھیں۔

کہیں نہیں بی جان مجھے تو آپ اب ہاٹ لگتی ہیں۔ شاہ میر کے بال بکھرتی
ہوئی بی جان کے جھریوں زدہ چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

شاہ میر کو دیکھ تینوں کے چہروں پر مضمونی مسکراہٹ کا خول چڑھا تھا جو
سیکنڈ کا مہمان تھا۔ شارق کے جانے کے بعد شاہ میر ان سب کو اداس
رہنے ہی کب دیتا تھا۔

اووو اوو مسسز جہانزیب ہمدانی آج تو آپ قمر ڈھارہی ہیں۔ ویسے ڈیڈ کی
طبیعت تو ٹھیک ہے نا کہیں۔ ایک آنکھ دبائے وہ راز دانہ انداز میں پوچھ رہا
تھا۔

شاہ میر کے بولنے پر آذر ایک ہاتھ سے اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔
اووو اوو مسسز جہانزیب بلش کر رہی ہیں۔

بدتمیز بیٹا۔ شاہ میر کے شانے پر ہلکی سی چت لگاتی ہوئی وہ شرمائی تھیں۔

آئی لوو یو ماما۔ سمرین کی زانوں پر سر رکھتا ہوا شاہ میر آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔

اور تم جا کر تیار ہو میرے ساتھ چلنا ہے تمہیں۔ شاہ میر آنکھیں بند کیے آذر سے کہہ رہا تھا جو بی جان کے ساتھ کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔

مگر شاہ میر کی بات پر حیران ہوا تھا۔

آپ میرے ساتھ جائیں گے -

نہیں میرا بھوت - شاہ میر کہتا ہوا کھڑا ہوا تھا -

مماندا کو کہہ کر میرا بریک فاسٹ تیار کروادیں -

اور تم اب تک کھڑے ہو جاؤ جا کر تیار ہو - شاہ میر کے کہتے ہی آذر اپنے روم کی جانب دوڑ لگا گیا تھا -

یہ دادجی اب تک سوئے ہوئے ہیں - جاتے ہوئے شاہ میر نے استفسار کیا تھا -

بڑی ہی گہری نیند سوئے ہوئے ہیں تمہارے دادجی -

افففف یار دادجی میری وجہ سے کیوں خود کی صحت کے ساتھ کھیل رہے
ہیں - شاہ میر پریشانی سے مسلتا ہوا اپنا کمرے میں گیا تھا -

کیا ہوا ہے ایسے بھڑکے ہوئے شعلوں کی طرح کیوں بنی ہوئی آرہی ہو تم -
منزہ کو کیفے سے پیر پُچ کر آتے دیکھ منیبہ حیران ہوئی تھی -

کیا ہوا ہے - منیبہ کو فکر ہوئی تھی -

کیا ہوا جاذب نے کچھ کہا کیا - فکر مندانہ لہجے میں پوچھتی ہوئی وہ منزہ غصے سے چہرے کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھی -

نام بھی مت لو اس کمینے کا مجھے بلا کر خود آیا بھی نہیں ہے کمینہ - غصے میں بولتی ہوئی منزہ رونے کو تیار تھی -

کوئی بات نہیںے شاید بڑی ہو - جواز پیش کرتی ہوئی منیبہ اس وقت منزہ کو زہر سے کم نہیں لگی تھی -

اچھا میں پانی لے کر آتی ہوں تم یہاں پر ہی رکنا۔

جلدی آنا۔۔ بس اسٹاپ پر کھڑے رہنے کا کہتی ہوئی خود منیبہ وہاں سے
گئی تھی۔

کافی دیر سے منیبہ کے آنے کی راہ دیکھتی ہوئی منزہ بس کے تھوڑی اور نا
آنے کی دعا کر رہی تھی۔

ذرا سا بھی نہیں دیں گے کسی کو

تیرے بارے میں خود غرضی کریں گے

مسلسل خود پر کسی کی نظروں کی تپیش محسوس کرتی ہوئی منزہ چاروں اطراف
نظریں دوڑا رہی تھی مگر کسی کو بھی خود پر متوجہ ناپاکر بھی پرسکون نہیں ہوئی
تھی ۔

منزہ کی متلاشی نظروں کو دیکھ کر وہ زندگی سے بھرپور مسکرایا تھا ۔

آنکھ کھل گئی آپ کی دادجی - آذر کو یونی چھوڑ کر وہ آفیس جاتا ہوا دادجی کا نمبر ملا گیا تھا جو تین چار کال کرنے کے بعد پک کیا گیا تھا -

کال ملتے ہی شاہ میر طنز کیا تھا -

ارے کہاں بر خوردار ابھی بھی مجھ پر تو نیند مہربان ہے - مضمونی نیند میں ڈوبی آواز نکالتے ہوئے دادجی چائے کچھ دیر پہلے ہی چائے کے مزے لے کر فراغ ہوئے تھے کہ شاہ میر کی کالز پر وہ چونکا ہو کر بیڈ پر نیم دراز ہوئے تھے جیسے شاہ میر ان کے روم کے باہر ہی کھڑا ہو -

یار دادجی وہ دیسی شراب تھی - اپنی پیشانی مسلتا ہوا وہ پریشانی سے بول رہا تھا -

اچھا پر میں نے تو وہ آدھی بوتل پی لی تھی - دراز سے بھری ہوئی بوتل نکالتے ہوئے دادجی مسکرائے تھے -

جبکہ شاہ میر سوچ کر ہی پریشان ہو رہا تھا -

یار دادجی آپ کی صحت کے لیے اچھا نہیں ہے اتنا پینا - صحت ناسہی یہ ہی سوچ لیا کریں کہ حرام ہے یہ - کیوں خودمخواہ بڑھاپے میں اپنی آخرت خراب

کر رہے ہیں میری وجہ سے - پریشانی سے بولتے ہوئے شاہ میر کی آواز میں نمی کی گھلی تھی -

اس پر تم بھی تو عمل کر سکتے ہو نا برخوردار - دادجی کی بات پر شاہ میر نے ضبط سے آنکھیں میچی تھیں -

جس بات سے وہ تین سال سے بھاگتا آیا تھا اس کا موقع آج اس نے خود دادجی کو دے دیا تھا -

تمہاری صحت کو توانائی بخشی ہے کیا ریڈ وائن، ووڈکا، ویسکی، یا سوڈا ان سب میں کون سی وائن تمہیں زیادہ صحت مند بناتی ہے۔ شاہ میر کے لب آپس میں پیوست ہوئے تھے دادجی کے سوال پر۔

شراب حرام تو تم پر بھی ہے شاہ میر، آخرت تو تمہاری بھی خراب ہو رہی ہے صرف میری ہی تھوڑی ہو رہی ہے۔ شاہ میر کی خاموشی پر دادجی سنجیدگی سے بول رہے تھے۔

میرا کیا ہے دادجی نا ہی میری اتنی عمر ہے جو میری صحت خراب ہوگی۔ شاہ میر نم لہجہ لیے بولا تھا۔

ایک نوجوان پوتا کھو چکا ہوں میں شاہ میر -

مجھ میں مزید ہمت نہیں ہے کہ تمہیں بھی پل پل مرتے دیکھوں - یہاں
شاہ میر ہمدانی کی آنکھیں نم ہوئی تھیں شارق ہمدانی کو سوچ کر -

قابل رحم ہیں وہ دیوانے
جن کو حاصل نہیں ہیں ویرانے

ہم ہلاک ستم نہیں ہیں مہر
ہم کو مارا ہے لطف بیجانے

جن کا عنوان بن گئی وہ نظر
کتنے رنگین ہیں وہ افسانے

میں تو اس زندگی سے روٹھا ہوں
آپ کیوں آرہے ہیں سمجھانے

میری محرومیوں کا غم ہے انہیں
چھلک اٹھیں کہیں نہ پیمانے

کشتہ اعتماد ہیں ہم لوگ
ہم کو دھوکا دیا ہے دنیا نے

تلخ گو مخلصوں کی محفل میں
جون کس بات کا برا مانے

جس دن بھی اس بے وجہ زندگی کو جینے کی وجہ مل گئی اس دن میں کہہ
دوں کہ شاہ میر ہمدانی بس اب اس کا سہارا لینا چھوڑ دے -

وہ خدا جس دن میری سننے لگ جائے گاناں اس دن میں خدا کے حضور میں
سر جھکا کر روتے ہوئے پیش ہو جاؤں گا داد جی - بنا ڈرائیور کی فکر کیے
ہوئے وہ اپنی خم آنکھوں کو بے دردی سے صاف کر رہا تھا -

پھر دیر کس بات کی ہے خود کو راہ یار پر ڈال دو - دادجی کی بات پر اس کی
بھنویں سکڑی تھی -

کیا مطلب دادجی -

بھئی کوئی لڑکی وڑکی دیکھو، عشق کی پینگیں لڑاؤں کسی کے ساتھ پھر ہم
بات آگے بڑھائیں گے -

ہمدانی یہ ہی تو عمر ہے تمہاری عشق معاشقے کرنے کی ورنہ میری طرح ساری
عمر پچھتاؤ گے -

Novelnagri

جیسے میں پچھتاتا ہوں تمہاری بی جان کو دیکھ کر۔ آخر میں دادجی کے لہجے
میں شرارت گھلی تھی۔

واہ دادجی میں عشق معاشقے کرنے لگ گیا نا تو خاندان بھر میں آپ کا اور
میرا نام روشن ہو جائے گا۔ شاہ میر کہتا ہوا قہقہہ لگا گیا تھا۔

جس پر ڈرائیور نے میر سے اسے اس طرح ہنستے ہوئے پہلی بار دیکھ کر
حیران ہوا تھا۔

ہو جائے خاندان بھر میں نام روشن کم از کم اس شراب سے تو تمہارا پیچھا
چھوٹ جائے گا۔ شراب کی بوتل اٹھا کر دادجی باتھروم میں گئے تھے ہمیشہ

کی طرح آج بھی وہ بہادی گئی تھی مگر آج ایک امید جاگی تھی جس پر دادجی پر امید تھے ۔

یار دادجی کوئی لڑکی ان آنکھوں کو بہائے تو سہی پھر ہی کوئی محبت کا سین چلے گا ناں ۔ شعات سے بھرپور سنجیدگی لیے وہ مسکرایا تھا ۔

کلب میں کوئی دیکھ لو ۔ انہوں نے رائے دی تھی ۔

یار دادجی وہاں تو فقط غم بھولانے کے لیے جاتا ہوں لڑکیاں تاڑنے نہیں ۔

اور ویسے بھی کلب والی لڑکیاں کبھی بیوی نہیں بن سکتی دادجی - شاہ میر
کی بات پر دادجی اپنا تیز دماغ دوڑانے لگے تھے -

کوئی تو پسند آئے گی -

آخر شاہ میر تم ہو تو میرے ہی پوتے جب مجھے اپنی جوانی میں جلدی سے
کوئی لڑکی پسند نہیں آتی تھی تو تمہیں کیا خاک آئے گی - دادجی کی بات لب
دبائے مسکرایا تھا -

کیونکہ دادجی کی بات میں دم تھا -

کرتے ہیں آپ کی بات پر غور داد جی بس آپ دعا کیجئے گا کہ ان آنکھوں کو کوئی بہا جائے اور سیدھا دل میں اتر جائے ۔

انشاء اللہ بر خوردار نیت صاف ہو تو منزل آسانی سے ملتی ہے ۔ تم بس میری پوتا بہو ڈھونڈو باقی سب کچھ تمہارا داد جی سنبھال لے گا ۔ داد جی کی بات پر وہ مسکراتا ہوا اثبات میں گردن ہلا گیا تھا ۔

میں پھر بات کرتا ہوں تم سے تمہاری بی جان کو دیکھ لوں ذرا ہے کہاں صبح سے میری بوڑھیاں ۔ روم سے باہر نکلتے ہوئے داد جی سنجیدگی سے بولے تھے ۔

جائیں ڈھونڈیں اپنی بوڑھیاں اور میری بی جان کو - شرارت سے کہتا ہوا شاہ
میر کال کٹ کر گیا تھا -

مما ڈیڈ واپس کب آئیں گے -
ارحم کے سوال پر کبری چونک اٹھی تھی -

مجھے ڈیڈ کی بہت یاد آتی ہے رات میں ابی کے سوتے ہوئے بھی مجھے ڈیڈ
بہت یاد آرہے تھے ممما -

آپ ڈیڈ سے کہیں ناں کہ میں انہیں بہت یاد کرتا ہوں اس لیے آجائیں
واپس - معصومیت سے بولتے ہوئے ارحم کو سن کر کبری کی زبان جیسے
تلوے سے چپک گئی تھی -

مما بتائیں ناں آپ ڈیڈ سے کہیں گی ناں کہ وہ ہمارے پاس واپس آجائیں
- کبری کو بازوں سے ہلاتے ہوئے وہ ضدی لہجے میں بول رہا تھا -

ارحم اسکول آگیا ہے باہر آؤ - ہر بار کی طرح آج بھی وہ بات ٹال گئی تھی -

ہم اس بارے میں پھر بات کریں گے - کبری کو غصے سے دیکھتا ہوا وہ
اسکول کے گیٹ کی طرف بھاگا تھا -

ایم سوری ارحم - نم لہجے میں بولتی ہوئی اسے بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھی
جب تک اس کی آنکھوں سے وہ اوجھل نہیں ہوا تھا۔

ذہن میں ارحم کی چلتی باتوں سے افسردہ ہوتی ہوئی کبری کا دل ہر کام
اچاٹ گیا تھا۔

کبری - اپنے روم میں جاتی ہوئی کبری ماما کی آواز پر کی تھی۔

جی ماما۔

کچھ دیر کے لیے ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ پھر اپنے روم میں چلی جانا۔ کبری
جب سے ارحم کو اسکول چھوڑ کر آئی تھی جب سے نبجھی نبجھی سی لگ رہی
تھی جو سمرین اور بی جان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔

جی ماما۔ دھیمہ لہجہ جو ہمیشہ کبری کو پروقار بناتا تھا۔

کیا ہوا ہے کبری میں نے دیکھا ہے جب سے تم ارحم کو اسکول چھوڑ کر آئی
ہو جب سے نبجھی نبجھی سی لگ رہی ہو۔ اپنے ہاتھوں کی خالی لکیروں کو
دیکھتی ہوئی کبری تلخ مسکرائی تھی۔

بی جان میری زندگی میں رونق باقی رہی ہی کب ہے - بی جان سے بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ خود بخود نرم ہوا تھا -

ایسے نہیں بولتے کبری بچے - بی جان فوراً سے اسے لُک گئیں تھیں -

ایم سوری بی جان - لب دبائے وہ اپنی آنسو روک رہی تھی نجانے بہنے کو تیار تھے -

کیا بات ہوئی کبری - سمرین ہمدانی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا -

مما رحم نے آج پھر وہی سوال پوچھا ہے اس کے ڈیڈ کیوں نہیں ملنے آتے
اس سے۔ آنسو ٹوٹ کر اس کے گلابی رخسار پر بہہ نکلا تھا۔

کیا جواب دوں مما پر اب مجھے لگتا ہے کہ وقت آگیا ہے اسے بتانے کا اسے
کہ اس کے ڈیڈ اب کبھی واپس نہیں آئیں گے ہمارے پاس کیونکہ وہ
ہمیں چھوڑ کر اتنی دور جا چکے ہیں جہاں سے آج تک کوئی بھی واپس نہیں
آسکتا۔ سمرین ہمدانی کے شانے پر سر رکھ کر وہ اپنا ضبط کھو گئی تھی۔

اسے یوں روتے دیکھ سمرین ہمدانی اور بی جان کی آنکھوں سے بھی شارق کی
یاد میں آنسو بہنا شروع ہوئے تھے۔

توصلہ رکھو کبری اگر تم ہی ہمت ہار جاؤ گی تو ارحم اور پریشہ اور ہمیں کون
سنجھالے گا۔ بی جان کی بھرائی آواز پر اس کی خم آنکھیں اٹھی تھی۔

کتنا توسلہ رکھو بی جان ہر پل اپنے دل پر بڑا سا پتھر رکھتی ہوں مگر شارق کی
یاد پھر میرے دل و دماغ پر حاوی ہو جاتی ہے۔ مجرمانہ انداز میں بولتی ہوئی وہ
بے بس تھی اپنی دل کے ہاتھوں۔

کبری بچے۔ بی جان نے اسے جگہ سے اٹھتے دیکھ پکارا تھا۔

بی جان میں تھوڑی دیر اکیلے رہنا چاہتی ہوں بہتر محسوس کروں گی۔ وہ کہہ
کر وہاں کی نہیں تھی۔

یا اللہ اس بچی کے حال پر رحم فرما۔

آمین - کبریٰ کو جاتے دیکھ بی جان اپنے آنسوؤں پونچتی ہوئی بولی تھیں۔

کیا ہوا - سیٹ سے ٹیک لگائے ہوا شاہ میر نے اچانک سے بریک لگانے پر
استفسار کیا تھا۔

سوری سر وہ سگنل کی وجہ سے اچانک بریک لگانی پڑی۔ ڈرائیور نے گھبرائی
 ہوئی آواز میں جواب دیا تھا۔

تم نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔۔ شاہ میر بھرک اٹھا تھا ڈرائیور کی غلطی پر۔

ایم سوری سر وہ۔ ڈرائیور کے مسمنائے پر شاہ میر کا غصہ بڑھا تھا مگر
 تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑی بلیک کلر کے سادے سے سوٹ میں ملبوس لڑکی
 پر کی تھی۔

جو بس اسٹاپ پر کھڑے ہونے کے باوجود بھی متلاشی نظریں ادھر ادھر دوڑا
 رہی تھی۔

گاڑی سائیڈ پر لو۔ نظریں ہنوز اس لڑکی پر ٹکائے وہ ڈرائیور سے مخاطب ہوا تھا

جی سر۔

جو کہا ہے وہ کرو۔ حیرانگی سے گاڑی سائیڈ پر کرتا ہوا ڈرائیور اپنے لیے دل
ہی دل میں دعا گو تھا۔

خود کی مسلسل نظروں سے پریشان ہوتی لڑکی کو دیکھ کر شاہ میر کے لبوں پر
جاندار مسکراہٹ رینگتی تھی۔

کہاں مر گئی ہو تم - وہ ویسے خود پر کسی کی نظروں سے خائف ہو رہی تھی
اوپر سے بس بھی آکر جا چکی تھی - بس کے
جاتے ہی منزہ نے اسے کال کی تھی جو نجانے اسے یہاں چھوڑ کر خود
کہاں چلی گئی تھی -

یار بس آرہی ہوں - منزہ کے غصے سے منیبہ ڈری تھی -

تمہارے بس آرہی ہوں کے چکر میں بس نکل گئی ہے ہماری - منزہ غصے
بھڑکی ہوئی تھی -

کیااااا۔ منیبہ کی صدمے سے بھری چیخ پر منزہ اپنے کان پر سے فون دور کر گئی تھی۔

اب کیا ہوگا منزہ۔ منیبہ نے بیچاگی سے پوچھا تھا۔

کیا ہونا تم آؤ پھر کیب لیں گے اور کیا۔ حال بتاتی ہوئی منزہ خود بھی پریشان کھڑی تھی۔

منزہ کے چہرے کے اترتے چڑھتے رنگوں کو دلچسپی سے دیکھتا ہوا شاہ میر
اس کے آنکھوں کے نیچے پسینے سے پھیلے ہوئے کاجل کو بغور دیکھتا ہوا
مسکرا رہا تھا۔

اتنی جلدی دادجی کی دعا قبول کر لی میری تو سنتے بھی نہیں ہیں آپ۔ دل
میں خدا سے مخاطب وہ شکوہ کر گیا تھا۔

یہ جو بلیک کلر کی ڈریس میں

میڈم کھڑی ہیں انہیں لفٹ کی آفر کرنی تمہیں جا کر۔ شاہ میر کی بات پر
ڈرائیور نے فوراً سے اس لڑکی کو دیکھا تھا جو کسی کی راہ دیکھ رہی تھی۔

ابھی سر۔نا سمجھی میں سوال کرتا ہوا ڈرائیور گردن موڑ کر شاہ میر کو دیکھ رہا تھا جو اس لڑکی کو دیکھنے میں مگن تھا۔

نہیں میرے مرنے کے بعد۔ جلے کٹے انداز میں بولتا ہوا شاہ میر نے ڈرائیور کو غصے سے گھورا تھا۔

بلکہ رکو۔ گاڑی سے ڈرائیور کو اترتے دیکھ شاہ میر نے کچھ سوچ کر اسے روکا تھا۔

جی سر۔ ڈرائیور حیرت سے شاہ میر کو دیکھ رہا تھا جس کا انداز آج اسے نجانے کیوں حیران کر رہا تھا۔

تم کار ریوس کر کے ان کے پاس لے جاؤ اور جہاں انہیں جانا ہے وہاں
ڈراپ کرنا ہے تمہیں - شاہ میر کار سے نکلا تھا -

پر سر آپ کیسے جائیں گے آفیس - ڈرائیور کے لہجے میں اپنے لیے فکر دیکھ
شاہ میر نے آبروریس کی تھی -

تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے - میڈم کو ذرا علم نہیں ہونا چاہیے
کہ تم یہاں پر ہی کھڑے تھے -

اور ہاں واپسی پر مجھے میڈم کی ساری ڈیٹیل چاہیے میری ٹیبل پر -

گھر کے ایڈریس سے لے کر سیل فون نمبر تک کی ساری ڈیٹیل چاہیے انڈر اسٹینڈ - ایک لفظ پر زور دیتا ہوا وہ سنجیدگی سے مخاطب تھا -

اوکے سر - کار اسٹارٹ کرتا ہوا ڈرائیور شاہ میر کے حکم پر لمبیک کرتا وہاں سے گیا تھا -

وہیں شاہ میر روڈ کراس کرتا ہوا بنا منزہ کو دیکھے اس کے بالکل قریب سے گزرا تھا -

ڈسکسٹنگ - شاہ میر کے پاس سے گزرتی لڑکی کا سبز آنچل نے اس کے
چہرے پر سلامی پیش کی تھی - جس سے وہ سخت بدمزہ ہوتا ہوا ناک کی
سیدھ میں وہاں سے گزر گیا تھا -

کیسا آدمی ہے دیکھنا تک گوارا نہیں کیا بدمیز - ہوا میں اپنا سبز آنچل لہرا کر
اس کے سامنے سے گزرتی ہوئی منیبہ نے اسے اپنی سمت متوجہ کرنا چاہا تھا

-

اب بھی کیوں آئی - منزہ غصے سے بولی تھی -

منزہ غصے کم کرو ویسے ہی مجھے بہت غصہ آرہا ہے۔ منیبہ نے جاتے ہوئے
شاہ میر کی پیٹھ دیکھ کر کہا تھا۔

اچھا محترمہ میں نے دیکھی ہے تمہاری حرکت۔ منزہ جو منیبہ کی گئی حرکت
دیکھ چکی تھی فوراً سے چڑ کر بولی تھی۔

ہاں تو ہینڈسم بندہ تھا سوچا میرے ایسے کرنے سے مجھے دیکھا گا اور پہلی ہی
نظر میں مجھ پر مرے گا۔

مگر مرے گا تو بعد میں دیکھا بھی نہیں مجھے اس نے۔ ناگواریت سے بولتی
ہوئی منہ لٹکا گئی تھی۔

تمہاری اس حرکت پر اس شخص نے تمہیں دیکھا یا نہیں مگر بہت سے لوگوں کی نظریں اٹھی ہونگی جو تمہارے حق میں بہتر نہیں ہے۔ منزہ کو اس کا اس طرح سے اس شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنا برا لگا تھا۔

اففف یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ اپنی بیوقوفی پر اسے پچھتاوا ہوا تھا۔

اب کیا پچھتانا جو کرنا تھا تم کر چکی ہو۔ منزہ نے اپنے شانے اچکائے تھے۔

اچھاناں سوری ویسے ہی مجھے برا فیل ہو رہا ہے۔ منزہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوئی وہ افسردگی سے بولی تھی۔

ہمم ویسے کس لیے گئی تھیں تم مجھے یہاں چھوڑ کر۔ منزہ کو تفتیش ہوئی
تھی۔

جاذب سے بات کرنے اس کی ماما کی اچانک طبیعت خراب ہوگئی ہے اس
وجہ سے وہ نہیں آیا تم سے ملنے۔ روانگی سے بولتی ہوئی منیبہ ساتھ ساتھ
منزہ کے پریشان تاثرات دیکھ رہی تھی۔

کہ اچانک سے وائیٹ کلر کی کار ان کے پاس آکر رکی تھی۔

میڈم آپ لوگ بس کا انتظار کر رہی ہیں کیا۔ گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے
ڈرائیور نے منزہ سے پوچھا تھا۔

جس پر اسے جواب منیبہ کی طرف سے ملا تھا۔

جی پر آپ کو کیسے پتا۔ جواب کے ساتھ منیبہ سوال پوچھ گئی تھی۔

میڈم وہ بس اب نہیں آئے گی۔ ڈرائیور نے بہانا گھڑا تھا۔

کیوں بھائی۔ منزہ پریشان ہوتی ہوئی کار کے پاس آئی تھی۔

وہ میڈم شاید اچانک سے بسوں کی ہڑتال ہو گئی ہے اس لیے آپ لوگ یہاں سے جلدی سے جائیں کب وہ لوگ یہاں دھوا بول دیں کچھ خبر نہیں ہے۔
 بڑی فکر مندانہ انداز میں بولتا ہوا ڈرائیور بہترین اداکاری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

ایسے لڑکیوں کو قائل کر رہا ہے جیسے نجانے کتنی لڑکیوں کو میری کار میں لفٹ دی ہو۔ جس پر کیفے میں بیٹھا ہوا شاہ میر پر سوچ انداز میں اسے داد دے گیا تھا۔

ایسی بات ہے کیا بھائی مطلب آپ سچ بول رہے ہیں ناں۔ منزہ سوچ کر ہی گھبرائی تھی۔

جی میڈم - بولتے ہوئے ڈرائیور نے سر ہلایا تھا -

منیبہ اب کیا ہوگا ہم ہاسٹل کیسے جائیں گے - منزہ اور دونوں یقین کر گئی
تھی ڈرائیور کی بات پر، کرتی بھی کیوں نا وہ سب بیان ہی ایسے کر رہا تھا جیسے
سچ میں ہر تال ہوئی ہو -

کرنا کیا ہے یہ بندہ شریف لگ رہا ہے اس کے ساتھ چلتے ہیں ویسے بھی
پندرہ سے بیس منٹ کا سفر تو ہے یہاں سے ہاسٹل کا - منیبہ نے تجویز دی
تھی -

اوکے میڈم اب میں چلتا ہوں میرے سر میرا ویٹ کر رہے ہونگے آپ پلیز
یہاں سے جائیں یہاں کھڑے رہنا آپ دونوں کے لیے سیو نہیں ہے -
منیبہ کی سرگوشی سنتا ہوا وہ فوراً سے پہلے بولا تھا -

ارے بھائی رکیں جب نے آپ نے ہمیں اتنا بتایا ہے تو پلیز ایک اور فیور
کردیں - منیبہ نے بڑی ہی عاجزی سے بول رہی تھی -

پر میڈم میرے سر آفیس میں ویٹ کر رہے ہیں میرا - دل میں شکر ادا کرتا
ہوا وہ فرضی بہانا بنا رہا تھا -

پلیز بھائی - منزہ کے کہنے پر وہ اثبات میں گردن ہلا گیا تھا -

آجائیں میں ڈراپ کر دیتا ہوں آپ دونوں کو۔ منزہ کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھ
شاہ میر فاتح انداز میں مسکرایا تھا۔

رکیں بھائی! گاڑی اسٹارٹ کرتے ڈرائیور کو منزہ نے روکا تھا۔

وہیں شاہ میر ٹھٹھکا تھا۔

یہ کیسی خوشبو ہے آپ کی کار میں، کار میں بیٹھتے ہی شاہ میر کے کلون
کی محسوس کن خوشبو منزہ کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔

منزہ کی چھٹی حس بیدار ہوئی تھی جو اسے کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی
تھی ۔

وہ میڈم کار فریشنز کی خوشبو ہوگی ۔ ڈرائیور نے فوراً سے جواب دیا تھا ۔

لگ تو نہیں رہی ۔ منزہ زیر لب برٹرائی تھی ۔

اب میں گاڑی اسٹارٹ کروں میڈم مجھے لیٹ ہو رہی ہے ۔ منزہ کی تیز حس
پر ڈرائیور دگمگاتے ہوئے بولا تھا ۔

جی جی بھائی آپ چلائیں ہمیں بھی لیٹ ہو رہی ہے - منزہ کی جگہ منیبہ فوراً
سے بولی تھی -

اوکے میڈم - سکھ کا سانس لیتا ہوا ڈرائیور اپنی پہلی کامیابی پر خدا کا شکر
گزار تھا -

کیا ہے تمہیں منزہ بیٹھ جاؤ چپ چاپ - منیبہ اسے ڈپٹی تھی -

جو کار بیٹھ تو گئی تھی اب الگ ہی پریشانی لاحق ہو گئی تھی اسے -

بھائی آپ کا نام کیا ہے ؟

آپ کہاں کام کرتے ہیں مطلب کس کے پاس ؟

شادی شدہ ہیں یا سنگل ہیں آپ ؟

اگر شادی شدہ ہیں تو کتنے بچے ہیں آپ کے ؟

روانگی سے سوال کرتی ہوئی منیبہ کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی ۔

جس پر وہ کافی دیر سے ضبط کیے خاموش بیٹھی تھی ۔

الحمد للہ میڈم میں شادی شدہ ہوں اور دو بچے ہیں میرے ، سارے سوالوں کو اگنور کیے وہ مصروف انداز میں مختصر سا جواب دے گیا تھا ۔

یہ نہیں بتایا آپ نے آپ کہاں کام کرتے ہیں ۔ وہ بھی منیبہ تھی کہاں بھولانے والی تھی اپنے سوال بنا جواب لیے ۔

میں میڈم ، خشک لب تر کرتا ہوا ڈرائیور کنفیوز ہوا تھا کہ اسے بتائے یا نہیں کہ وہ شاہ میر ہمدانی کا ڈرائیور تھا ۔

بس بھائی یہاں روک لیں ۔ کشمکش میں گھرے ڈرائیور کو منزہ نے بچایا تھا

آپ کا بہت شکریہ بھائی۔ گاڑی سے نکلتے ہی منزہ نے تشکرانہ لہجے میں اسے کہا تھا۔

اس میں شکریہ کی کیا بات ہے میڈم یہ تو میری خوش نصیبی ہے کہ میں آپ کے کام آیا۔ منزہ کو دیکھ کر پرجوشی میں گویا ہوا تھا۔

کیا مطلب۔ خود کی بیوقوفی پر ماتم کرتا ہوا وہ سر کھجا رہا تھا۔

مطلب میڈم آپ دونوں کی مدد کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی اب میں چلتا ہوں۔ فوراً سے بات سنبھالتا ہوا وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تھا۔

چلو، منزہ کا ہاتھ پکڑ کر منیبہ اسے وہاں سے لے گئی تھی۔

جبکہ منزہ اب بھی ڈرائیور کی بات میں الجھی ہوئی تھی۔

کیا آج تم نے رونا لیا ہوا ہے۔ بی جان کو مسلسل روتے دیکھ دادجی زچ
آئے تھے۔

تمہیں کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا آج میرے رونے سے کیا خاک پڑے گا

-

میں ہی بے وقوف ہوں جو اتنی عمر گزرنے کے بعد بھی مجھے عقل نہیں آئی
اور تمہارے سامنے رونے بیٹھ گئی۔ دادجی کی بات پر بی جان کے رونے
میں روانگی آئی تھی۔

کیون ہونے لگی میری فکر تمہاری پہلی محبت تو سرحد ہے نا ان سے وفاداری
نبھائی مجھ سے کیا خاک نبھاتے۔ بی جان پھٹ پڑی تھیں۔

اپنی ساری زندگی تو بارڈر پر گزار دی پہلے میرے شاہ زیب اس وطن پر قربان ہو گیا۔

پھر سمرین کے پھول جیسا شارق بھی فوج میں پڑ کر ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔

آپ نے ساری عمر وطن سے وفادار رہے شاہ زیب اور شارق بھی آپ پر ہی گئے۔ بی جان دل سے قائل تھیں دادجی کی اپنے وطن سے حد درجہ محبت سے۔

بیگم - رہنے دیں شاہ سلطان - دادجی کی بات بچ میں کاٹتی ہوئیں بی جان
آج فقط بولنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

وطن کی محبت سر آنکھوں پر شاہ سلطان مگر ماں کی ممتا جو پل پل تڑپتی
ہے اسے کیا وطن کی مٹی سکون بخشنے گی ۔

یا یہاں کی مٹی ہماری کبریٰ کو اس کا من پسند شارق واپس لوٹا دے گی
ارحم اور پریشے کو ان کے ڈیڈ لوٹا دی گی نہیں ناں ۔

میں جانتی ہوں آپ سب آرمی والے ہماری ہی وجہ سے کفن سر پر باندھ کر
بارڈر پر دشمنوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں شاہ سلطان ۔

آرمی ، نیوی ، ایئر فورس ، پولیس ، رینجز ، کمانڈوز ، ایڈوکیٹ ، جرنلسٹ ، ان سب کی فیملیز بھی عام ہی انسان ہوتے ہیں جن کے سینے میں بھی وہی چھوٹا سا دل ہوتا ہے جس پر بڑا سا پتھر رکھ کر ہم انہیں ان پیشوں میں بھیجتے ہیں اپنے وطن سے اظہار محبت کرنے کے لیے ۔

پر جب ہم مائیں اپنے بچوں کو تکلیف میں بلکتے ہوئے دیکھتی ہیں ناں تو کلیجہ منہ کو آجاتا ہے ہمارے تڑپ اٹھتی ہیں ہماری آنتیں ، بی جان کی آواز حلق میں اٹکی تھی ۔

پھر وہ جب ہمارے بچے اپنے زخموں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں تو یہ دل پھٹنے لگتا ہے ہم مائیں بے بس ہو جاتی ہیں ۔

ہمیں اپنے شارق پر صبر کیوں نہیں آتا شاہ سلطان ،

ہم اب تک کیوں اپنے شارق کی راہ دیکھ رہے ہیں جبکہ ہم سب اچھے سے
جانتے ہیں وہ واپس نہیں آنے والا تو یہ دل کیوں نہیں مانتا ۔

دادجی کے کندھے پر سر رکھے بی جان کا دل شاہ زیب کی درد بھری یاد
سے دوچار ہوا تھا ۔

شہیدوں پر رویا نہیں جاتا بلکہ فخر کیا جاتا ہے ہم تو دعا گو ہی شہادت کے
ہوتے ہیں بیگم ۔

نم آنکھیں لیے داد جی انہیں دلاسا دے رہے تھے ۔

جانتی ہوں شاہ سلطان اور مجھے اپنا بچے پر بہت فخر ہے پر اس کوکھ کی آگ
کو کیسا ٹھنڈا کروں جو آج بیٹے کی یاد میں کسی لاوے کی طرح پک رہی ہے ۔
بے بسی سے کہتی ہوئی بی جان کو شارق کے ساتھ اپنے پچیس سال پہلے
وطن پر قربان ہوئے بیٹے کی یاد میں تڑپ رہی تھیں ۔

جو کرنل شاہ سلطان ہمدانی کی دیکھا دیکھی میں آرمی جوائن کر گیا تھا ۔

جوائنگ کے دوسرے ہی سال وہ شہادت کے اونچے درجے پر فائز ہو گیا تھا

-

اب میں اپنے کسی بچے کو آرمی میں جانے نہیں دوں گی - آنسوؤں صاف کرتی ہوئی وہ اپنا سر دادجی کے کندھے سے اٹھا گئیں تھیں -

اب آپ خود غرض ہو رہی ہیں روبینہ ، بی جان کے فیصلے کو سن کر بولے تھے -

اب حوصلہ نہیں شاہ سلطان - بی جان افسردگی سے سر جھکا گئیں تھیں -

جب اللہ ہمیں دے کر آزماتا تو ویسے ہی وہ لے کر بھی آزماتا ہے ،

ہم ناشکری کیوں کریں روبینہ جب اللہ نے ہمیں نعمت سے نوازا تھا تو ہم
کتنے خوش و پرہوش تھے ۔

اب جب اس نے اپنے ہی بندے واپس اپنے پاس بلا لیے ہیں تو ہم کیوں
واویلا مچا رہے ہیں ،

اگر ہم خوشیاں نہیں منا سکتے تو ہمیں اس طرح رونے اور ناشکرا پن کر کے
اپنے خدا کو ناراض نہیں نہیں کرنا چاہیے ۔

دیکھنا اللہ پاک سب ٹھیک کر دیں گے۔ جہاں ہمیں شازیب پر صبر آگیا ہے
ویسے ہی شارق پر بھی آجائے گا انشاء اللہ۔ مضبوط لہجے میں انہیں حوصلے
کے ساتھ سمجھاتے ہوئے دادجی مطمئن تھے اپنے خدا کی رضا سے۔

انشاء اللہ۔ بھرائی آواز میں بولتی ہوئیں بی جان اپنے آنسوؤں پونچتی ہوئی
دادجی کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر مزید اپنے آنسوؤں پر ضبط کر گئیں تھیں

-

اب چپ ہو جاؤ بوڑھیاں ورنہ شاہ میر کے چھوڑے ہوئے جاسوس اس تک
ساری خبر پہنچا دیں گے۔ شاہ میر کے ذکر بی جان مبہم سا مسکرائی تھیں۔

یہ اب تک آیا کیوں نہیں، میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی اپنے کین میں بیٹھا
ہوا شاہ میر ڈرائیور کے انتظار میں اب تک بلیک کافی کے چھ مگ ختم کرچکا
تھا۔

کہاں رہ گئے ہو۔ آخر کار شاہ میر ڈرائیور کو کال ملا گیا تھا۔

سر بس میں پہنچ گیا۔ ڈرائیور کے پھولتے ہوئے سانسوں کی آواز سنتا ہوا
شاہ میر ریلکس ہو کر چیئر پر جھولنے لگا تھا۔

انتہا ہو گئی انتظار کی

آئی نا کچھ خبر میرے یار

یہ ہمیں ہے یقین بے وفا وہ نہیں

پھر وجہ کیا ہوئی انتظار کی

انتہا ہو گئی انتظار کی

چیئر پر جھولتا ہوا شاہ میر بے چینی سے انتظار کرتا ہوا گنگنا رہا تھا۔

ٹک ٹک۔ فائلی ڈور ناک ہوا تھا اور شاہ میر کا انتظار بھی اپنا اختتام پذیر ہوا تھا۔

کم ان۔ بنا ایک سیکنڈ کی دیر کیے شاہ میر نے اندر آنے کی اجازت دی تھی

-

سر میڈم کی ساری ڈیٹیل اس فائل میں ہے - کیبن میں داخل ہوتے ہی وہ فوراً سے بولا تھا -

چلو پھر دیر کس بات کی ہے جلدی سے اسٹارٹ ہو جاؤ بتانا - شاہ میر کی جلدبازی پر ڈرائیور حیران ہوا تھا -

فل نیم منزہ وقار مرزا - منزہ زیر لب بڑبڑاتے ہوئے مسکراہٹ نے شاہ میر کے لبوں کا احاطہ کیا تھا -

میڈم حیدر آباد سے ہیں ، فیملی میں پرنٹس کے ساتھ ایک بڑا بھائی ہے جو کیمسٹری کے قابل پروفیسر ہیں وہاں کی یونیورسٹی کے -

تو میڈم کا یہاں کیسے آنا ہوا سنگل ہیں یا۔ شاہ میر نے بچ میں بات کاٹی
تھی۔

آپ نے فکر رہیں سر میڈم سنگل ہیں۔ ڈرائیور کی بات شاہ میر کے لب
آپس میں پیوست ہوئے تھے۔

یہاں اسکالرشپ کے تمہرو دو سال سے کراچی گرلز ہاسٹل میں رہتی ہیں،

دو سال میں میڈم اپنے گھر صرف چار بار گئیں ہیں وجہ ان کی پڑھائی میں
حد درجہ سنجیدگی رہی۔

اور سر ایک بہت اہم بات - وہ جو جاذب کے بارے میں بتانے لگا تھا کہ
شاہ میر نے اسے بچ میں روک دیا تھا -

بس اتنا کافی ہے میں خود دیکھ لوں گا تم جاؤ - فائل لیتا ہوا شاہ میر ڈرائیور
کے روانگی سے بتانے پر اسے بچ میں روک گیا تھا -

اوکے سر - دونوں ہاتھ باندھے وہ وہاں سے گیا تھا -

گھر کا ایڈریس ، ہاسٹل ایڈریس سب دیکھتے ہوئے شاہ میر کی نظریں فون نمبر پر
ٹھہر گئی تھیں -

گھر بھی چلے جائیں گے پہلے تھوڑی بات چیت تو بڑھا لیں - منزہ کا نمبر اپنے
سیل فون میں سیو کرتا ہوا وہ زندگی سے بھرپور مسکرایا تھا -

حیران ہوں میں کیسے تم میری آنکھوں کو اچھی لگ سکتی ہو منزہ - منزہ کو
سوچتا ہوا وہ اس کو سوچتا ہوا کھو سا گیا تھا -

تم نے ضرور کوئی جادو ٹونا سیکھا ہوا ہے ورنہ کیسے ممکن ہے - وہ ایسے
مخاطب تھا جیسے وہ سامنے ہی موجود ہو -

کیا خبر تھی مجھے تم یوں بھیر میں مل جاؤ گے

خبر ہوتی اگر تو ساری زندگی یوں خاک تھوڑی چھانتے

فاسلی کوئی تو وجہ ملی زندگی جینے کی منزہ وقار مرزا - دلفریب مسکراہٹ سجائے
شاہ میر کھویا ہوا تھا --

ماں میری وائیٹ ٹی شرٹ نہیں مل رہی کہاں رکھ دی ہے آپ نے ! منزل
جو ٹی شرٹ ڈھونڈنے کے چکر میں پورا کمرہ بکھر کر اب اپنی ماں کو آواز
دے رہا تھا ۔

یہ کیا حال بنا دیا ہے کمرہ کا منزل ۔ شائستہ بیگم جو اپنے سارے کام بیچ
میں چھوڑ کر منزل کی ایک آواز پر دوڑی چلیں آئیں تھیں مگر کمرہ کی حالت
دیکھ کر ایک ہاتھ سے سر پکڑ کر صدمے سے بولیں تھیں ۔

یار ماں میری ٹی شرٹ نہیں مل رہی تھی بس اس چکر میں ۔ سر کھجائے
ہوئے منزل نے پورے کمرے کا جائزہ لے کر شرمندگی سے کہا تھا ۔

میں نہیں صرف کرنے والی تمہارا کمرہ خود کرو گے اب تم - دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ غصے سے چبا کر بولیں تھیں -

جس پر منزل شرمندہ ہوتا ہوا سر جھکائے ہوئے تھا -

اتنے بڑے ہو گئے ہو تم منزل ،

بڑے بڑے بچوں کو پڑھاتے ہو انہیں یہ درس سے دیتے ہو کیسے کمرہ بکھرا جاتا ، کیسے اپنی بوڑھی ماں کو پریشان کیا جاتا ہے - گال پر ہاتھ رکھے ہوئے منزل خاموشی سے اپنی ماں کو سن رہا تھا جن کا غصہ سوا نیزے پر تھا -

منزہ تمہارے حصہ کی ساری ڈانٹ میرے نصیب میں لکھ دی گئی ہے ۔

یا اللہ جلد از جلد منزہ کے پیپرز کروادیں اور میری بہن کے نصیب میں یہ ساری ڈانٹ واپس سے لکھ دیں اور مجھے آزاد کردے پہلے کی طرح ۔ منزہ کو ٹیکسٹ میسج کرتا ہوا وہ ساتھ میں سیڈ ایموجی بھی ایڈ کر گیا تھا ۔

منزہ کالنگ دیکھ وہ فوراً سے پہلے اٹینڈ کر گیا تھا ۔

اللہ معاف کرے آپ سے بھائی ، منزہ کو کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا ۔

ویسے کیسی فیلنگ آرہی ہے ماما سے ڈانٹ سنتے ہوئے مجھے تو رونا آتا تھا۔
 اپنا درد بتاتی ہوئی وہ قہقہہ لگا گئی تھی۔

بلکل تمہاری جیسی فیلنگ آرہی ہے جیسے میں نوجوان لڑکا نہیں کوئی نازک
 صنف معصوم سی لڑکی ہوں جو ماں کی باتیں سن کر مجھے بھی رونا آ رہا ہے۔
 رازدانہ انداز میں بولتا ہوا وہ مسلسل ماں کو بولتے ہوئے خاموشی سے سن کر
 رہا تھا۔

مزل کی افسردگی سے بھری آواز پر منزہ قہقہہ لگا گئی تھی۔

اب پتا چلا نچو کیسے ہم لڑکیاں پوری کی پوری قوالیاں سنتی ہیں - مزے لیتی ہوئی وہ چمک کر بولی تھی -

اللہ پاک تمہاری جیسی نکمی، ہڈ حرام اولاد میرے دشمن کو بھی نادے - بولنے کے ساتھ وہ مسلسل شرٹ ڈھونڈتی ہوئی اپنی بھڑاس نکال رہی تھیں -

آمین - - منزہ بھرپور قہقہہ لگانے کے ساتھ بولی تھی -

ہوجائیں ایک بار تمہارے پیپر پھر دیکھتا ہوا تمہیں اس طرح میری بے بسی پر ہنستے ہوئے - چور لہجے میں بولتا ہوا شائستہ بیگم کے خاموش ہونے کا انتظار کر رہا تھا جو آج کی تاریخ میں ناممکن سا لگ رہا تھا -

بے فکر رہیں میں آپ کی طرح تنگ نہیں آتی ماما سے ۔

اووووووریٹلی ، شرارت پر آمادہ منزل کھینچ کر بولا تھا ۔

جی یسسسس ، وہ بھی اس کی بہن تھی اس سے چار ہاتھ آگے ۔

یہ لوں یہ رہی تمہاری شرٹ ۔ ایک جگہ پر چیزیں رکھنے کی عادت ڈال لو منزل

آئندہ سے میں نہیں ڈھونڈنے والی تمہاری چھوٹی موٹی چیزیں ۔

بیڈ پر بیٹھے ہوئے منزل کی جانب شرٹ اچھالتی ہوئی وہ بکھرے ہوئے
کپڑے سمیٹنے لگی تھیں۔

فاسٹلی مل گئی۔ منزل صد شکر کرتا ہوا منزہ کو خوشخبری سناتا ہوا پرسکون ہوا
تھا۔

یہ کش سے باتیں کر رہے ہو تم منزل۔ خاموش ہونے پر ماما کے کان
کھڑے ہوئے تھے۔

منزہ سے - فوراً سے جواب دیتا ہوا فون انہیں تھا کر خود باتھروم میں بند ہوا
تھا -

ہاں محترمہ کب آرہی ہو - ماما کے طنزیہ انداز پر وہ لب دانتوں تلے دبا گئی
تھی -

بس انشاء اللہ کل آپ کے پاس ہوں گی - لب دبائے وہ سنجیدگی سے بولی
تھی -

تم سچ کہہ رہی ہو نا منزہ - انہیں شک گزرا تھا -

جی ماما۔ مسکرا کر کہتی ہوئی وہ ان کے شک کو اچھے سے سمجھتی تھی۔

چلو پھر ٹھیک آجاؤ خیر سے بہت دن ہو گئے ہیں تمہیں دیکھے ہوئے۔ نم لہجے میں بولتے سن منزہ بھی افسردہ ہوئی تھی۔

اچھا یہ چھوڑیں بابا تو آپ کا خیال رکھ رہے ہیں ناں۔ ان کا ذہن دوسری جانب ڈالنے میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئی تھی۔

وقار مرزا، وقار مرزا، وقار مرزا،

واہ شاہ میر ہمدانی واہ بنا کھیلے تو سیکسر لگا دیا اگر کھیلے گا تو تو چار چاند لگا دے گراؤنڈ میں -

اپنے فرضی کالر جھاڑتا ہوا وہ چیئر پر شرارت سے جھول رہا تھا۔

آپ تو وہی وقار مرزا ہیں جس کی برانڈ نیو کار کا شیشہ توڑا تھا۔

شاہ میریہ تو وہی انکل مرزا نکلے۔

لو جی پرانے تعلقات نکل گئے ان کے ساتھ تو میرے - خود سے بولتا ہوا
شاہ میر کچھ عرصہ پہلے کی اپنی شرارت یاد کرتا ہوا وہ پرجوش ہوا تھا -

بڑے معصوم انسان ہیں آپ تو انکل ، وقار مرزا کی فوٹو دیکھتا ہوا وہ تاسف
سے مسکرایا تھا -

ارے یار یہ گاڑی کس نے پارک کی ہے یہاں ، ڈھیلی سی بلیک شرٹ کے
ساتھ بلیک کلر کا ہی ٹراؤزر پہنے ہوا سترہ سالہ شاہ میر جو اپنے فرینڈز کے
ساتھ کرکٹ کھیل رہا تھا کہ فلڈینگ کے دوران وہ اپنے پیچھے کھڑی گاڑی
سے ٹکرایا تھا اور اب بھرک اٹھا تھا -

یار ہمدانی سوسائٹی میں نیو آئے ہیں مرزا انکل ان کی ہے تو آجا،

لاسٹ بال ہے اس کے بعد ہمیں بیٹنگ کرنی ہے اس اوور کے بعد -
فرقان نے اسے بلند آواز میں پکارا تھا -

ہاں ہاں آرہا ہوں تو چل - پیچھے مڑ کر کار کو دیکھتا ہوا وہ آگے بڑھ گیا تھا -

شاہ میر کی بیٹ سے تیزی سے لگتا ہوا بال ہواؤں کی سیر کرتا سیدھا مرزا
صاحب کی کار کے فرنٹ گلاس پر اچھا خاصا ضرب لگا گیا تھا -

Novelnagri

وہیں شاہ میر اپنی پیشانی ہر ہاتھ رکھے ان کی ڈانٹ سننے کا سوچ کر ہی پریشان ہوا تھا۔

اسے کیا پتا تھا کہ ان کی یہ نیو کار اس کے ہاتھوں زخمی ہونے والی ہے۔

یہ کس نے کیا۔ ٹوٹنے کی زور دار آواز پر وقار مرزا فوراً سے باہر آئے تھے۔

انکل مجھ سے ہی غلطی سے کرکٹ کھیلتے ہوئے بال لگ گئی اور یہ سب ہو

گیا۔ شاہ میر سر جھکائے اپنی اپنی غلطی مان گیا تھا۔

کوئی بات نہیں بیٹا میں دیکھ لوں گا۔ شاہ میر کو شرمندہ دیکھ وہ بڑے دل
کا مظاہرہ کر گئے تھے۔

جس شاہ میر کو دھچکا لگا تھا۔

کیاااااااااا۔ صدمہ زدہ آواز میں شاہ میر نے پوچھا تھا جبکہ اس کے پیچھے
کھڑے فرقان کا حال بھی اس سے الگ نا تھا۔

جی بیٹا اُس اوکے میں اپنے سر کو کہہ کر ٹھیک کروا لوں گا آپ کھیلوں
جا کر۔ وہ جیسے پریشان ہو کر وہاں آئے تھے اتنی ہی سنجیدگی سے کہہ کر وہاں
سے چلے بھی گئے تھے۔

یار ہمدانی یہ کیسے انسان ہیں جنہیں غصہ نہیں آیا فرقان اب بھی حیران
تھا۔

وہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں ان کی جگہ میرے ڈیڈ ہوتے تو اچھی خاصی
کلاس لیتے سو الگ پاکٹ منی کاٹتے وہ الگ۔ وقار صاحب کو جاتے دیکھ وہ
ایک دوسرے سے حیرت زدہ انداز میں مخاطب تھے۔

سنے انکل۔ شاہ میر کو کچھ ہضم نہیں ہو رہا تھا ان کا ٹھنڈا انداز۔

جی بیٹا۔ صوبر سے وقار صاحب اسے دیکھ کر مسکرائے تھے۔

آپ نے مجھے ڈانٹا نہیں جبکہ میں نے آپ کا اچھا خاصا نقصان کر دیا ہے ۔
شاہ میر کے پوچھنے پر وہ مسکرائے تھے ۔

ایک شخص سے اگر غلطی سے آپ کا نقصان ہو جائے اور پشیمانی بھی ہو اپنی
غلطی کی تو وہ سزا کا حقدار نہیں رہتا ۔

اور اگر دوسرا شخص جس سے غلطی ہو جائے اور وہ مانے نا اور جھوٹ بولے
تو وہ سزا اور جرمانے کا بھی حقدار ہوتا ہے ۔

آپ میرے پاس آئے آپ نے اپنی غلطی بھی مانی اور آپ شرمندہ بھی تھے

-

تو میں آپ کو سزا کیسے دے دیتا یہ تو غلط ہوتا نا اگر میں آپ کو ڈانٹتا تو آپ کبھی بھی اپنی غلطی پر ہونے کے باوجود بھی شرمندہ نا ہوتے۔ تحمل کے ساتھ اسے سمجھاتے ہوئے وہ شاہ میر کے شانے تھپتھاتے ہوئے وہاں سے گئے تھے۔

پوائنٹ تو تھا ان کی بات میں۔ شانے اچکاتا ہوا شاہ میر فرقان کے ساتھ گھر گیا تھا۔

کیا ہوا ہمدانی ! فرقان بنا باک کیے شاہ میر کے کعبین کے اندر داخل ہوا تھا

-

اسے بنا جواب دیئے شاہ میر کھویا ہوا فقط مسکرا رہا تھا۔

کسے سوچ کر مسکرایا جا رہا ہے ہمدانی ، شاہ میر کی چیئر کو زور سے ہلا کر اسے

ہوش میں لایا تھا۔

میری محبوبہ اور تیری ہونے والی بھابھی کے خیالوں میں کھویا ہوا ہوں - شاہ
میر کا کھویا ہوا انداز فرقان کو حیران کر گیا تھا -

نا کر - حیرانگی سے فرقان پوچھ رہا تھا -

ہاں یار فرقہ شاہ میر کو سنجیدہ دیکھ وہ شکوہ ہوا تھا -

تو سچ کہہ رہا ہے مطلب کل تک تو ایسا کوئی سین نہیں تھا تیرا - شاہ میر
کے سامنے ہی چیئر پر بیٹھتا ہوا وہ پانی کے گلاس کو ایک سانس میں خالی
کر گیا تھا -

شاید مل گئی ہے۔ فرقان کو حیران دیکھ کر وہ مبہم سا مسکرا رہا تھا۔

کب ملوا رہا ہے۔

پہلے میں تو مل لوں بات چیت بڑھا لو پھر تجھے بھی ملوا دوں گا۔ اپنی جگہ
کھڑا ہوا تھا۔

کیا مطلب۔ فرقان اس کی بات سے چونکا تھا۔

مطلب وطلب چھوڑ میں جارہا ہوں گھر۔ فون اٹھاتا ہوا شاہ میر اسے حیران
چھوڑ کئبن سے باہر چلا گیا تھا۔

یہ اب کیا گل کھلائے گا۔ شاہ میر کو جاتے دیکھ فرقان سوچ کر ہلکان ہو رہا
تھا۔

معمول کے حساب سے شاہ میر آج گھر جلدی آگیا تھا جو سب کو حیران ہو گئے تھے۔

کبری بھا بھی آذر اور یہ ارحم کہاں ہے دکھ نہیں رہے۔ ڈائینگ پر کبری اور ارحم کو ناپاکر شاہ میر نے استفسار کیا تھا۔

کبری کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے وہ آج اپنے روم میں ہی آرام کر رہی ہے اور رہی بات ارحم کی تو وہ آذر کے ساتھ ہے اس کے روم میں کوئی اسائنمنٹ ملا ہے اسے۔ سمرین ہمدانی نے مختصر سا جواب دیا تھا۔

جس پر کھانا کھانے میں مصروف ہوا تھا۔

کہ اچانک ہی دادجی کا پاؤں اپنے شوز پر مس ہوتے دیکھ وہ اسپون پلیٹ
میں رکھ کر منہ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا تھا۔

آنکھوں میں صاف لکھا تھا کیا مسئلہ ہے دادجی۔ کیونکہ جہانزیب ہمدانی کی
موجودگی میں وہ بولنے سے گریز کر رہا تھا۔

جس کے جواب میں دادجی اپنی ناک پر رکھے چشمے کو درست کرتے ہوئے
شانے اچکا گئے تھے۔

بی جان آج کل آپ دادجی پر بہت کم دھیان دے رہی ہیں - شاہ میر کے
اچانک بولنے پر بی جان نے دادجی کو دیکھا تھا -

کیوں کیا ہوا ابا جان آپ کی طبیعت کو، جہانزیب ہمدانی پریشان ہوئے تھے
-

ارے مجھے کیا ہونے لگا بالکل ٹھیک تو بیٹھا ہوں میں تو - دادجی نے صفائی
دی تھی -

بی جان میں کہہ رہا ہوں دادجی نے اس عمر میں لائن بدل دی ہے حرکت
 کچھ سمجھ نہیں آرہی ہیں ہر وقت فون پر لگے رہتے ہیں ذرا دھیان دیں آپ
 ان پر -

رازدانہ انداز میں بی جان کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا شرارت سے دادجی
 کو دیکھ رہا تھا -

شاہ سلطان - بی جان کا کرخت لہجہ دادجی کو حیران کر گیا تھا -

دادجی گڈنائیٹ - ایک آنکھ دبائے شاہ میر شرارت سے مسکراتا ہوا اپنے روم
 کی جانب بڑھ گیا تھا -

جبکہ دادجی اسے جاتے دیکھ بی جان کی شاکی نظروں سے خائف ہو رہے تھے

-

کیا کہہ کر گیا ہے یہ ہمدانی - دادجی سوچتے ہوئے پریشان ہو رہے تھے -

اب اور کیا کسی سے مراسم بڑھائیں ہم
یہ بھی بہت ہے تجھ کو اگر بھول جائیں ہم

صحرائے زندگی میں کوئی دوسرا نہ تھا
سنتے رہے ہیں آپ ہی اپنی صدائیں ہم

اس زندگی میں اتنی فراغت کسے نصیب
اتنا نہ یاد آ کہ تجھے بھول جائیں ہم

تو اتنی دل زدہ تو نہ تھی اے شب فراق
آتیرے راستے میں ستارے لٹائیں ہم

وہ لوگ اب کہاں ہیں جو کہتے تھے کل فراز
ہے ہے خدا نہ کردہ تجھے بھی رلائیں ہم

دھوکے باز نکلے آپ شارق ،

مجھ سے ساری عمر ساتھ نبھانے کے وعدے کر کے آپ اتنی جلدی میرا
ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ۔

روم کی لائٹس آف کیے بیڈ پر لیٹنے کے انداز سے بیٹھی ہوئی کبری شارق کی
فوٹو کو گود میں لیے ہوئے تھی ۔

آپ کو مجھ پر ترس نہیں آیا کہ آپ کی کبریٰ آپ کے بغیر کیسے رہے گی
کیسے سنبھالے گی خود کو اور اپنے بچوں کو - فوٹو پر ہاتھ پھیلتی ہوئی وہ
مسلسل رو رہی تھی -

آپ کا ارحم بہت یاد کرتا ہے ہر وقت سوال کرتا ہے آپ کے لوٹ آنے
کا -

میری ہی طرح آپ کا دیوانہ بن گیا ہے وہ بھی - آنسو پونچتی ہوئی وہ ارحم کے
ذکر پر ہلکا سا مسکرائی تھی -

اور اس پریشے کو دیکھیں ناں آپ کو اس نے دیکھا تک نہیں ہے مگر آپ کی
 فوٹوز دیکھ کر چومتی رہتی ہے - یہ بالکل آپ پر گئی ہے شارق - اپنے برابر
 میں سوئی ہوئی پریشے دیکھ کر روہانسی ہوئی تھی -

یہ رہتی تو میرے ساتھ مگر یہ ہے آپ کی طرح پہلی بار پکارا بھی آپ کو اور
 آپ کو ہی دیکھ کر یہ روتے روتے چپ ہو جاتی ہے - پریشے کے پھولے
 ہوئے گالوں کو چومتی ہوئی مسکرائی تھی -

کاش میں اس دن آپ کو روک لیتی تو شاید آج ہم یوں جدا نا ہوئے ہوتے -
 ضبط سے لب دانتوں میں دبائے اپنا درد کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو
 ناممکن تھی -

آئی مس یو شارق ، آئی مس یو سوچ - بے خودی میں فوٹو پر لب رکھتی ہوئی
وہ افسردگی سے بولتی ہوئی فوٹو فریم سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر پریشے کے گرد حصار
باندھتی ہوئی نم پلکیں بند کر گئی تھی -

ڈنر کرنے کے بعد شاہ میر سیدھا اپنے روم میں آیا تھا -

گلاس ونڈ کے پاس کھڑا ہوا وہ اپنے پاکٹ سے سیل فون نکال کر منترہ کا نمبر
ڈائل کر گیا تھا -

پہلی کال کی گئی تھی جسے بڑی ہی بے دردی سے رنجیٹ کر دیا گیا تھا۔

مگر اس کے کال اٹینڈنا کرنے پر بھی شاہ میر کی مسکراہٹ گہری ہوئی
تھی۔

دوسری کال جو بڑے ہی دل سے کی گئی تھی کہ شاید اٹینڈ کر لی جائے۔

مگر بے سود یہ کال بھی رد ہو گئی تھی۔

"دیوانہ کر گئے وہ ایک نظر دیکھ کر

ہم کچھ بھی نا کر سکے بار بار دیکھ کر "

دوسری کوشش کو ناکام ہوتے دیکھ شاہ میر کے ٹھنڈے دماغ پر ہلکا ہلکا
سا غصہ طاری ہونے لگا تھا ۔

تیسری کال شاہ میر نے خود پر ضبط کر کے کی تھی ۔

مس منزہ پلیز پک اپ دا فون ۔ دانت دبائے وہ زیر لب بڑبڑایا تھا ۔

شاہ میر جس کی آج تک کسی نے کال کٹ نہیں کی تھی اور یہ لڑکی اس
کی تین کالز ریجیٹ کر گئی تھی ۔

کون منحوس انسان ہے جو تھک ہی نہیں رہا کال کر کے ۔

مسلسل بچتے فون سے منزہ تنگ آئی تھی ۔

ہیلو ! تین چار بار ان نان نمبر اگنور کر کے بلا آخر اس نے کال اٹینڈ کی تھی ۔

منزہ کی اکتائی ہوئی آواز بھی اسے سرور بخش گئی تھی ۔

ہیلو ،، جواب نا پا کر منزہ نے پھر سے ہیلو کہا تھا ۔

منہا سے بات ہو سکتی ہے میری - بہت سوچ سمجھ کر شاہ میر بات شروع
کی تھی -

سوری بھائی راگ نمبر کیونکہ یہ کسی منہا کا نمبر نہیں ہے - منزہ نے اسے
فورا سے جواب دیا تھا -

بھائی ---

دیکھیں میڈم میں آپ کا کوئی بھائی وائی نہیں ہوں سمجھی آپ - شاہ میر کو
صدمہ لگا تھا منزہ کے بھائی کہنے پر -

اس شخص کی بات پر منزہ نے فون کان سے ہٹا کر فون کو حیرانگی سے دیکھا
تھا۔

چلیں کوئی بات نہیں منہا ہیں تو کیا ہوا میں سے بات کر لیتا ہوں۔ شاہ
میر نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا تھا۔

پر مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی سمجھے آپ۔

ارے سنیں تو۔ فوراً سے شاہ میر کے منہ پر فون بند کرتی ہوئی غصے سے
نمبر بلاک کر گئی تھی۔

اتنا تو مجھے پتا تھا مس منزہ آپ نمبر بلاک ضرور کریں گیں۔

رئیس کا نمبر کام آگیا شاہ میر تیرے۔

کئی بار نمبر ملانے پر ہر بار نمبر بڑی آتا سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ نمبر بلاک کر دیا گیا ہے۔

اپنی سمجھداری سوچ کر مسکرایا تھا جو اس نے رئیس (اپنے ڈرائیور کی سیم لے کر اپنا نمبر بلاک ہونے سے بچایا تھا۔

منزہ وقار مرزا - نام دہراتا وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔

کیا ہوا کل نیو نمبر ٹرائی کریں گے - منزہ کا نمبر دیکھتا ہوا بیڈ پر گرنے کے
انداز پر لیٹا تھا -

اذیت _____♡

کل تم پر اک نظر پڑی _____

پھر نظر لاپتہ ہو گئی!!
میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا تھا____
پر پھر بھی گھنٹوں تکتا رہا!!!
جانے کیوں یہ دل میرے بس میں نہیں!!!
میری نگاہ جب جب تم پر پڑی____
مجھے تب تب تکلیف محسوس ہوئی!!!!
اب میں نے سوچا ہے کہ____
میں اپنے دل کو منا کے____
تمہیں ہمیشہ کے لیے بھلا دوں گا!!!
اور اب میں تم سے کبھی نہیں ملوں گا____
مجھے امید ہے____

Novelnagri

میں جب تم سے نہیں ملوں گا_____

تو تکلیف سے بھی نہیں گزروں گا!!!

اے میرے پچھڑے محبوب (ہرجائی)

_____ تو فقط اذیت ہے

اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں!!!

_____ اور اب اسی اذیت سے بغاوت کر کے

میں خوشی سے دوستی بڑھا لوں گا!!!

گڈ مارنگ ڈیر!

ان نون نمبر سے شاعری کے ساتھ مارنگ وش کا میسج منزہ کو صبح کے آٹھ بجے موصول ہوا تھا۔

یہ کس کا نمبر ہے۔ وہ پریشان ہوئی تھی ایک اور ان نان نمبر دیکھ کر۔

اگر کسی جاننے والے کا ہوگا تو دوبارہ آجائے گا ورنہ رانگ نمبر ہی ہوگا کل کی طرح۔

ویسے تھا بہت وہ بے شرم آدمی۔

نمبر کو غور سے دیکھتی ہوئی وہ فون بیڈ پر رکھ کر باتھروم میں اپنے کپڑے لیے گئی تھی۔

تاکہ وہ جلد از جلد تیار ہو کر اپنے گھر جاسکے ۔

مما میں ابی کے ساتھ اسکول جاؤں گا ۔ ارحم کی ضد پر کبری کے لب آپس
میں پیوست ہوئے تھے ۔

ارحم ابی ابھی سوئے ہوئے ہیں ۔

ان کی نیند خراب ہو جائے گی تو پھر وہ ناراض ہو جائیں گے ۔

اس لیے آپ ڈرائیور انکل کے ساتھ جائیں۔ ارحم کو باتوں میں لیتی ہوئی
کبری پریشہ کو ندا کے حوالے کر کے ارحم کو اپنی گود میں لے کر بیٹھ گئی
تھی۔

مما ابی مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوتے۔ وہ مجھ سے ڈیڈ کی طرح پیار
کرتے ہیں۔ ارحم اور شاہ میر کی محبت سے وہ اچھے سے واقف تھی۔ مگر پھر
بھی ارحم کو شاہ میر سے دور رکھنے کی اپنی سی کوشش کرتی تھی جو ہر بار
ناکام ہوتی آئی تھی۔

پر وہ آپ کے ڈیڈ نہیں ہیں ابی ہیں آپ کے - کبریٰ نجانے اسے کیا
سمجھانے چاہ کر رہی تھی جو اس کی خود کی سمجھ سے باہر تھی -

مما وہ ابی ہیں میرے اور پری کے ابی - ارحم کا لہجہ لمحے بھر میں ضدی ہوا
تھا -

جی بے بی پر وہ -

مجھے لیٹ ہو رہی ہے ممّا - کبریٰ کی گود سے اتر کر ارحم اپنا اسکول بیگ لیے
ندا کا ہاتھ پکڑ کر روم سے گیا تھا -

کھیلتی ہوئی پریشے کو دیکھ کر وہ افسردگی سے شارق کی فوٹو دیکھ کر نم ہوتی
آنکھوں کو زور سے میچ گئی تھی ۔

مجھے آپ سب سے ضروری بات کرنی ہے بلکہ ایک اجازت چاہی ہے آپ
دونوں سے ۔

ڈائینگ پر موجود دادجی اور بی جان بھی کبری کی سمت متوجہ ہوئے تھے ۔

جو بڑے تحمل سے لفظوں کی تمہید باندھ رہی تھی ۔

جی ضرور بیٹے مگر والدین سے بیٹیاں اجازت مانگتی ہوئی نہیں بلکہ حق جتاتی ہوئی اچھی لگاتی ہیں ۔ کبری کو پیار سے سمجھاتے ہوئے جہانزیب ہمدانی شکوہ کن انداز اپنائے ہوئے تھے ۔

سوری ڈیڈ ۔ سر جھکائے کبری نے دھیمے لہجے میں کہا تھا ۔

بیٹے ۔

ارے بھئی جہانزیب بچی بات ہی بھول جائے تمہارے سمجھانے کے چکروں میں - دادجی نے جہانزیب ہمدانی کی بات بچ میں کاٹی تھی -

بولو بیٹا ایسی کون سی بات ہے جس کی آپ کے لیے آپ کو اجازت لینے کی ضرورت پڑگئی - سمرین ہمدانی نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا ان کی بات میں -

ڈیڈ میں جاب کرنا چاہتی ہوں - مجرمانہ انداز میں کبری نے اپنی بات رکھی تھی

-

جس کو سوچنے میں ساری رات اس نے صرف کردی تھی -

یہ بہت اچھی بات ہے بیٹا۔ کبریٰ فقط مسکرائی تھی جہانزیب ہمدانی کے
خوشگوار انداز پر۔

تمہیں پھر جاب کرنے کی کیا ضرورت ہے اپنا فیملی بزنس جوائن کر لیں،
وہاں پر تمہارے ڈیڈ اور شاہ میر ہو گئیں آپ کی گائیڈنگ کے لیے۔ سمرین
ہمدانی کی بات سے سب ہی متفق ہوئے تھے جبکہ دادجی کسی گہری سوچ
میں ڈوبے ہوئے تھے۔

پر ماما۔

پر ور کچھ نہیں کبری آپ بس جوائن کر رہی ہیں - کبری کے انکار کرنے کا
 ارادہ بھانپتی ہوئی سمرین ہمدانی نے حتمی فیصلہ سنایا تھا جس پر کبری نے
 خاموشی اختیار کی تھی -

کیا ہوا شاہ سلطان آپ کن سوچوں میں گم ہیں - دادجی کو خاموش دیکھ بی
 جان نے استفسار کیا تھا -

کچھ خاص نہیں - ناک پر ٹکائے چشمے کو درست کرتے دادجی پھیکا سا
 مسکرائے تھے -

کس کی کہاں جوائنگ کی بات چل رہی ہے - بالوں کو نفاست کے ساتھ سیٹ کیے شاہ میر بلیک جینز پر وائیٹ شرٹ میں ملبوس اپنی شاندار پرسنلٹی لیے ساتھ سوال کرتا ڈائینگ روم میں انٹر ہوا تھا -

کبری بیٹے کی آفیس جوائن کرنے کی بات ہو رہی ہے - جہانزیب ہمدانی کے بتانے پر شاہ میر نے ایک نظر پہلے لائیٹ پریل کلر کے سادہ مگر قیمتی سوٹ زیب تن کیے کبری کو حیرانگی سے دیکھا تھا -

پھر دوسرے ہی پل چائے کی سیپ لیتے دادجی کو جواسے دیکھ کر ان دیکھا کر گئے تھے -

کیا شاہ میر تمہیں کبری کے فیصلے سے کوئی اعتراض ہے - سمرین ہمدانی نے
جا بختی نظروں سے اسے دیکھا تھا جو حیرت کا بت بنا کھڑا ہوا تھا -

نہیں مما مجھے کیوں اعتراض ہونے لگا کبری کے کسی بھی فیصلے سے -
شانے اچکاتا ہوا شاہ میر داد جی کے برابر میں آ بیٹھا تھا -

شاہ میر کے انداز سے کبری کی آنکھیں پل بھر کے لئے نم ہوئی تھیں مگر
اگلے ہی پل میں اس نے وہ پیچھے دھکیل گئی تھی -

پھر کب سے جوائن کر رہی ہیں کبری - اورنج جوس گلاس میں انڈیلتا ہوا وہ
عام سے انداز میں پوچھ رہا تھا -

آج سے ہی - کبریٰ کی جگہ جواب جہانزیب ہمدانی کی طرف سے دیا گیا تھا۔

گڈ، گلاس لبوں سے لگائے وہ دادجی کو حد سے زیادہ خاموش بیٹھے دیکھ
حیران تھا۔

آپ کو کونسا صدمہ لگ گیا ہے - رازدانہ انداز میں پوچھتا ہوا وہ جہانزیب
ہمدانی اور سمرین بیگم کو کبریٰ کے ساتھ باتوں میں بڑی دیکھ کر دادجی کی
طرف جھکا تھا۔

سوچ رہا ہوں تین سال میں آج تک کبریٰ نے جاب کی بات نہیں کی آج
اچانک ۔

چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے دادجی بھی اس کے ہی انداز میں بولے
تھے ۔

مجھے بھی اس ہی بات کی حیرت ہوئی مگر کوئی بات نہیں اس ہی بہانے
کبریٰ کا ذہن بھی بہل جائے گا ۔ شاہ میر بولتا ہوا مسکرایا تھا بی جان کی
خود پر ٹلی نظروں کو دیکھ کر ۔

ہاں یہ تو نا باقی بہتر تو خدا ہی جانتا ہے ۔ کبری کو فکر مندانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے داد جی پریشان ہو رہے تھے اس کے اچانک سے کام کرنے کا سن کر

-

کبری بیٹے آپ شاہ میر کے ساتھ آفیس آجائے گا ۔

جہانزیب ہمدانی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے ۔

میں ضرور کبری کو اپنے ساتھ آفیس لے آتا ڈیڈ پر مجھے فرقان کی طرف جانا تھا اس سے فائلز بھی لینی ہیں اور آج کی میٹنگ کے بارے تھوڑی بات چیت کرنی ہے ۔

مجھے دیر ہو جائے گی آفیس آنے میں - شاہ میر کی لہجے سے انہیں شک گزرا
تھا -

ڈیڈ میں خود سے آجاؤں گی ڈرائیور کے ساتھ - جہانزیب ہمدانی کو شاہ میر کو
دیکھتے پا کر کبریٰ فوراً سے بولی تھی -

اوکے بیٹے - شاہ میر پر کڑی نظر ڈال کر جہانزیب ہمدانی ڈائینگ روم سے
گئے تھے ان کے پیچھے پیچھے سمرین ہمدانی بھی وہاں سے گئی تھیں -

کبری آپ آذر کے آفیس چلی جائے گا آج ویسے بھی وہ یونی نہیں جا رہا ہے -
اپنا سیل فون پاکٹ میں رکھتا ہوا شاہ میر داد جی سے مل کر وہاں سے گیا تھا

-

جبکہ کبری کی بھوری آنکھوں نے دور تک اس کا تا کب کیا تھا -

منزہ میری جان واپس آجا۔

صاف صاف بات کرو۔ منیبہ کی کال اٹینڈ کرتے ہی وہ اس کی بات پر نا
سمجھی میں ٹکٹ لیتی ہوئی بس میں کی جانب بڑھی تھی۔

میری جان یہ ہی کہ پیپرز کی ڈیٹ شیٹ آگئی ہے۔ منیبہ نے منزہ کے سر
پر پھوڑا تھا۔

کیا کہہ رہی ہو تم منیبہ۔ منزہ لے قدم منجمد ہوئے تھے پیپرز کی ڈیٹ
شیٹ کا سن کر۔

سچ کہہ رہی ہوں کچھ دیر پہلے جاذب نے ہی مجھے انفارم کیا ہے ورنہ میں تو خود اپنی پیکنگ کر رہی تھی۔ اپنا سامان واپس سے اپنی جگہ پر رکھتی منیبہ نے افسردگی سے بتایا تھا۔

منیبہ مماناراض ہو جائیں گی بابا اور بھائی۔ روہانسی ہوتی ہوئی ماما سے ہوئی کل رات کی بات کو سوچ کر اور زیادہ روہانسی ہو رہی تھی۔

آئی نو منزہ پر کیا کر سکتے ہیں یار۔ منیبہ کی افسردگی سے بولی تھی۔

اب میں کیا کہوں ماما کو۔ منزہ کو نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

وہی جو سچ ہے پیپرز کے بعد آؤں گی - منیبہ نے وہی بات کہی تھی جو اس
نے اپنے والدین کو کہی تھی -

اوکے میں کرتی ہوں ان سے بات - فون کٹ کرتی ہاتھ میں پکڑی ٹکٹ کو
دیکھ کر اپنے آنسوؤں ضبط کر رہی تھی -

جو گھر کی یاد میں اس کی آنکھوں میں آئے تھے -

مما میں نہیں آسکتی اس ویک اینڈ پر، انشاء اللہ نیکسٹ منتھ پیپرز کے فوراً بعد
 آپ کی منزہ آپ کے پاس ہوگی۔ کال کرنے کا ارادہ ترک کرتی ہوئی وہ
 میسج ٹائپ کر گئی تھی۔

اتنی کہاں تھی اس میں کہ وہ مما سے بات کر سکے۔

بے دردی سے آنکھوں میں آئی نمی کو رگڑتی ہوئی ٹکٹ کو چھوٹے چھوٹے
 ٹکڑوں میں بدل گئی تھی۔

اولے ہمدانی صبح صبح کال کیوں کی ہے - شاہ میر کی کال دیکھ فرقان لال
پیلا ہوا تھا -

وہ فرقان جسے اٹھانے کی ہمت اس کے ماں باپ تک نہیں کر سکتے تھے وہ
ہمت شاہ میر ہمدانی کی کال نے کر دکھایا تھا -

کال اس لیے کی ہے تاکہ تو اپنے گھونسلے سے نکل کر فریش ہو جائے میرے
آنے تک - شاہ میر کے تپے ہوئے لہجے پر وہ تکیہ منہ پر رکھ گیا تھا -

فرقی اٹھ جا کمینے - کافی دیر تک فرقان کی طرف سے کوئی جواب ناپاکر شاہ
میر غصے سے بولا تھا -

اٹھ گیا ہوں میرے باپ - بالوں میں انگلیاں الجھائے وہ رونے کو ہوا تھا -

چل ٹھیک ہے اب فریش ہو جا میں تھوڑی دیر میں تجھے پک کرنے آ رہا ہوں
- شاہ میر اس کی حالت سوچ کر مسکرایا تھا -

فون تو بند کر کمیئے انسان - بمشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش میں فرقان
ہلکان ہوا تھا -

اچھا خدا حافظ تیار رہ - مسکرا کر بولتا ہوا شاہ میر کال کٹ کر گیا تھا -

احساس محبت کا میری ذات پہ رکھ دو

تم ایسا کرو ہاتھ میرے ہاتھ پہ رکھ دو

معلوم ہے ، دھڑکن کا تقاضا بھی ہے لیکن

یہ بات کسی خاص ملاقات پہ رکھ دو

یوں پیار سے ملنا بھی مناسب نہیں لگتا

Novelnagri

یہ خواب کا قصہ ہے اسے رات پہ رکھ دو

اظہار ضروری ہے تو پھر کہہ دو زباں سے

یہ دل کی کہانی ہے روایات پہ رکھ دو

یہ پیار کی خوشبو میں نیا رنگ بھرے گا

اک پھول اٹھا کر مرے جذبات پہ رکھ دو

ہر وقت تمہارے ہی تصور میں رہوں میں

جادو سا کوئی میرے خیالات پہ رکھ دو

اک میں کہ مرے شہر میں بارش نہیں ہوتی
 اک تم کہ ملاقات کو برسات پہ رکھ دو

مانوں گا سحر تب ہی کہ جب بات بنے گی
 اس بار میری جیت میری مات پہ رکھ دو

ہماری ملاقاتیں کیا راستے میں ہی ہونگی مس منزہ -
 منزہ کو دیکھ کر شاہ میر خوشگوار حیرت کا شکار ہوا تھا -

مگر آج شاہ میر ہمدانی سے ملے بغیر نہیں جاؤ گی تم - سیلفی کمرے میں
 دیکھ اپنے بال سیٹ کرتا ہوا وہ زندگی سے بھرپور مسکرایا تھا -

یار منیبہ یہ منزہ کہاں رہ گئی ہیں اب تک آئی کیوں نہیں -

تم نے بتایا تو تھا نا کہ ڈیٹ شیٹ آگئی ہے -

مسٹرڈ کلر کی جینز پر بلیک شرٹ پہنے اپنے سیاہ بالوں کو ہمیشہ کی طرح آج
بھی اچھے طرح سیٹ کیے خوبو نوجوان جو کسی بھی لڑکی کے دل خواہ ہو سکتا
تھا -

منزہ کی فکر میں پریشانی سے ہاسٹل کے میں گیٹ کے سامنے چکر کاٹتا ہوا
پریشان ہوا تھا منزہ کے اب تک نا پمچنے پر۔

دیکھو زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آجائے گی نیچی تھوڑی نا ہے
- منیبہ جو خود بھی فکر مند تھی اس کے لیے بنا پریشانی کے تاثرات دیے بولی
تھی۔

ہمم آئی نو منیبہ مگر پتا نہیں کیوں دل گھبرا رہا ہے یار۔ دل کی گھبراہٹ وہ
منیبہ پر عیاں کر گیا تھا۔

کچھ بھی ہاں اس دل کو کہوں کہ خاموشی سے اپنے آپ پر بند باندھ کر رکھے
سب جانتی ہوں منزہ کو دیکھنے کی خاطر اتا ولے ہو رہے ہو - منیبہ نے اس
کی گھبراہٹ والی بات مذاق میں اڑائی تھی -

جس پر مسکراتا ہوا وہ اپنا کان رب کرنے لگا تھا ۔

افففففف جاذب یو آر بلشنگ - منہ پر ہاتھ رکھے وہ تعجب سے بولی تھی -

منیبہ پلیززز - خود کو کمپوز کرتا ہوا جاذب اپنے چاروں اطراف نظریں دوڑانے لگا
تھا -

یار تم ہم لڑکیوں سے زیادہ بلش کر رہے ہو اس وقت - اسے اس طرح بلش کرتے دیکھ منیبہ قہقہہ لگا گئی تھی -

اتنی محبت کرتے ہو منزہ سے - منیبہ نے سنجیدگی سے پوچھا تھا -

محبت تو بہت چھوٹا لفظ ہے میں منزہ کی دل سے بہت عزت کرتا ہوں -

یہ ہی وجہ رہی ہے آج تک میں نے کبھی بھی منزہ کو نظر اٹھا کر بے باکی سے نہیں دیکھا ہے - منیبہ اس کی بات سے دل سے قائل تھیں کیونکہ آج تک جاذب کی نگاہوں میں منزہ کے لیے سوائے احترام کے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا -

اگر میرا منزہ کو عزت دینا محبت کہلاتا ہے تو شاید مجھے ان سے حد درجہ محبت ہے ۔ وہ منزہ کو سوچتا ہوا کھو سا گیا تھا ۔

اف تم اور تمہاری عزت والی محبت ۔

اگر محبت کرتے ہو تو صاف سیدھے کہو میں منزہ سے محبت کرتا ہوں ۔

لیکن نہیں دونوں کو ہی باتیں گھما چھرا کر باتیں کرنا زیادہ پسند ہے ۔ منیبہ کو ذرا نا بھائی تھی جاذب کی باتیں اس پر وہ چڑ کر بولی تھی ۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

میرا نہیں تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

اگر چاہتے ہو کہ تم دونوں کا کچھ بنے تو برائے مہربانی اس عزت کی دلیلوں کو چھوڑ کر اظہار محبت کرو جاذب۔

کہیں قسمت اور وقت تم سے یہ حق چھین نالے غور کرنا میری باتوں پر۔

سنجیدگی سے کہتی ہوئی منیبہ جاذب کو سوچ میں الجھا کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

جس سے ملتا ہے دل مقدر نہیں ملا کرتے
محبت میں بھی ایسے موسم ہوا کرتے ہیں

دل کی بے چینی کا سبب کس کو بتائیں
تیری دید سے دل کو چین ملا کرتے ہیں

بے ترتیب سی راتیں بے ترتیب سے دن
ہمیں سارے موسم یوں ملا کرتے ہیں

منیہ کی باتوں کو سوچتا ہوا جاذب منزہ کی راہ دیکھ رہا تھا۔

ارے بھائی رک جا اففف - کافی دیر سے رکشے والے کو روکتی ہوئی منزہ غصے
مٹھیاں بھیج کر رہ گئی تھی -

رئیس - شاہ میر جو خود کے بکھرے بالوں کو سیٹ کر کے ڈرائیور سے مخاطب
ہوا تھا -

جی سر۔ رئیس جو اپنے سر کے نئے روپ کو دیکھ کر حیرت سے مسکراتا ہوا
فورا سے بولا تھا۔

ہینڈسم تو لگ رہا ہوں نا۔ شاہ میر کے اندر کا چھپا ہوا ٹین اہجر لڑکا اچانک سے
بیدار ہوا تھا۔

جبکہ رئیس حیرانگی سے شاہ میر کو دیکھ رہا تھا جو ہر روز کی طرح آج بھی پروقار
لگ رہا تھا۔

سر آپ تو۔ رئیس ہچکچایا تھا۔

ارے یار جلدی بولو مجھے باہر جانا ہے کہیں چلی ہی نا جائے وہ - منزہ کو
کیب روکتے دیکھ شاہ میر پریشان ہوا تھا کہ کہیں وہ چلی نا جائے وہ -

ییلو کلر کے ڈوپٹے کو سلیقے سے سر پر لٹکائے ساتھ کاندھوں پر بلیک کلر
کی بڑی سی چادر ڈالے خود کو ڈھانپے ہوئی منزہ جو ایک ہاتھ میں سفری بیگ
اور ہاتھ سے کیب روک رہی تھی -

جی سر آپ ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں - رئیس فوراً
سے بولا تھا -

ریٹلی سچ کہہ رہے ہو تم - شاہ میر چمک اٹھا تھا -

جی سر۔ رئیس شاہ میر کی چہکاہٹ پر مسکرایا تھا۔

مگر منزہ کو دیکھنے سے قاصر تھا جو فٹ پاتھ پر کھڑی کیب روکتے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

اگر رئیس منزہ کو دیکھ لیتا تو وہ شاہ میر کی چہکاہٹ کو اچھے سے پہچان جاتا

-

تم میرے فیورٹ ہوتے جارہے ہو رئیس۔ اپنی ڈنر جیکٹ اتار کر سیٹ پر رکھتا ہوا شاہ میر گاڑی سے اتارا تھا۔

سر باہر بہت گرمی ہے ۔ رئیس اسے گاڑی سے اترتے دیکھ بولا تھا ۔

رئیس کی پکار کو شاہ میر یکسر اگنور کر گیا تھا ۔

ہو بارش ، بادل ، طوفان ، یا دھوپ کے ساتھ گہرا سایہ

جب راہ یار پر ہو قدم میرے پھر مجھے فرق نہیں پڑتا

بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا شاہ میر بڑی مہارت سے ٹریفک کراس کرتا ہوا اپنے

دل کی چاہ کی خاطر منزہ کے پاس جا رہا تھا اور خود سے دور ۔

ہائے میم اپنی پرو بلم - منزہ کے قریب آکر کرتا ہوا شاہ میر اس سے بڑے ہی
تھمل مزاجی سے مخاطب ہوا تھا -

جس پر منزہ کا ڈر سے حلق خشک ہوا تھا -

میم میں آپ سے پوچھ رہا ہوں آپ یہاں اکیلی کیا کر رہی ہیں - ادھر ادھر
نظریں دوڑاتا ہوا شاہ میر منزہ کو پریشان دیکھ کر چہرے پر سنجیگی ہو جائے
ہوئے تھا -

تھوڑی دیر پہلے والے شاہ میر کا تو نام و نشان ہی نہیں تھا -

دیکھیں میم میں کوئی ایسا ویسا شخص نہیں ہوں جو آپ اتنا ڈر رہی ہیں - منزہ
کو پریشان دیکھ شاہ میر نے صفائی دی تھی -

یہ کونسی نئی مصیبت آگئی ہے یا اللہ - شاہ میر کو دیکھ کر وہ دل میں بڑبڑائی
تھی -

مممیرا بھائی آرہا ہے - منزہ کے جھوٹ پر شاہ میر چاہ کر بھی مسکرا بھی نا
سکا تھا -

مطلب جھوٹ بولنے میں بھی محترمہ کو مہارت حاصل ہے - منزہ کے جھوٹ پر وہ لگ دبا گیا تھا -

اوکے ہم ویٹ کر لیتے ہیں آپ کے بھائی کا - شاہ میر کی مسکراتی نظروں سے منزہ خائف ہوئی تھی -

آپ جا سکتے ہیں - منزہ مضبوط لہجے میں بولی تھی -

یا اللہ اس بندے کو یہاں سے بھیج دے - جس کے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی اس کے جانے کے دعا کر رہی تھی جو کسی آفت کی طرح اس کے سر پر سوار ہو گیا تھا -

شاہ میر ہمدانی اس طوفان کی مانند ہے منزہ وقار جو تمہاری زندگی میں ٹھہر تو
سکتا مگر جا کہیں نہیں سکتا۔ دل میں سوچتا ہوا بڑے ظرف کا مظاہرہ کر رہا
تھا۔

دیکھیں محترمہ آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔ منزہ کے میک اپ سے پاک
چہرے کو بڑی فرصت سے استحقاق بھری نظروں سے دیکھتا ہوا وہ منزہ کے
دیکھنے پر فوراً سے نگاہیں پھیر گیا تھا۔

میں غلط نہیں سمجھ رہی سر آپکو پلیز آپ جائیں میں خود سے چلی جاؤں گی۔
سہولت کہتی ہوئی وہ جانے کے لیے بڑھی تھی۔

اگر غلط نہیں سمجھ رہی ہیں آپ تو آئیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں -
منزہ کے پیچھے ہوا تھا -

کیا پتا آپ کے بھائی کو آنے میں کافی دیر لگ جائے - حقیقت سے واقف
وہ بات کو گھوما کر عام سے لہجے میں بولا تھا -

جس پر منزہ کے قدم ساکت ہوئے تھے -

ننہیں - - وہ بھائی راستے میں مل جائیں گے مجھے -

یہ میرا آئی ڈی کارڈ ہے دیکھ لیں۔ کہہ کر وہ واپس سے آگے بڑھی تھی کہ
شاہ میر کے دیکھانے پر کی تھی۔

میں کوئی سڑک چھاپ آوارہ گردی کرنے والا کوئی گنڈا ماوالی نہیں ہوں۔

میں شاہ میر ہمدانی ہوں ویسے حیرت ہے مجھے آج تک کسی کو اپنے کردار
کی گواہی نہیں دی ہے میں نے مگر آپ کو اس طرح اکیلے دیکھ کر انسانیت
کے ناطے آگیا تھا یہ الگ بات ہے آپ نے کچھ اور ہی سمجھا۔ آئی ڈی کارڈ
دیکھ کر منزہ تھوڑی پرسکون ہو گئی مگر شاہ میر کی باتوں پر شرمندہ ہو گئی تھی

اپنی ویز میں چلتا ہوں - منزہ کو اچھا خاصا شرمندہ کر کے وہ جانے کے لیے
 بڑھا تھا -

روکو منزہ مجھے - ٹریفک کراس کرتا ہوا دل میں خواہ تھا منزہ کے خود کو پکارنے
 کا -

خدا کی قسم ایک آواز پر رک جاؤں گا - یہ حقیقت تھی وہ شاہ میر ہمدانی جس
 کی ایک آواز پر لوگ لائن سے لگ جاتے تھے آج اسے کسی کے حکم کا
 انتظار تھا -

ایک بار روک لو منزہ ہمیشہ کے لیے رک جاؤں گا -

دل میں عہد کرتا وہ بنا مڑے خالی ہاتھ اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔

کبری جی آپ یہاں! کبری کو آفیس میں دیکھ فرقان کو خوشگوار حیرت ہوئی
تھی۔

جہانزیب ہمدانی کے کیبن میں جاتی ہوئی کبری کی تھی فرقان کے پکارنے
پر وہ پھیکا سا مسکراتی ہوئی کی تھی۔

کیسی ہیں آپ - فرقان کے لہجے میں خوشی عیاں تھی جو کبریٰ کو یہاں دیکھ کر اچانک سے ادھائی تھی -

الحمد للہ آپ کیسے ہیں - سر پر رکھے ہوئے ڈوپٹے کو سہولت سیٹ کرتی ہوئی مروتاً فرقان کا حال پوچھ رہی تھی -

ٹھیک - مختصر سا جواب دے کر فرقان اپنے لب دبا لے کبریٰ کے جھکے سر کو دیکھ کر دل میں اس سے مخاطب ہوا تھا

(اب تک تو ٹھیک تھا مگر آپ نے میرا حال پوچھ کر مجھے اچھا خاصا فٹ اینڈ فائن کر دیا)

آپ یہاں مطلب کوئی ضروری کام جہانزیب انکل سے - فرقان نے تحمل سے استفسار کیا تھا -

وہ میں نے آج سے آفیس جوائن کرنے کا فیصلہ کیا ہے - انگلیاں چٹکھاتی ہوئی وہ جربز کا شکار ہوئی تھی فرقان کے سامنے -

واٹ آگریٹ آئیڈیا کبری جی - فرقان کے چہرے اور لہجے سے پھوٹی ہوئی خوشی دیکھ کبری نا سمجھی میں مسکرائی تھی -

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ انکل کے پاس جا رہی تھی -

جی - فرقان کے دست اندازے پر وہ سنجیگی سے جواب دیتی ہوئی بند
دروازے کو دیکھنے لگی تھی -

پھر تو بہت اچھا ہوا کہ میں صحیح وقت پر آگیا اور آپ سے مل گیا - لہجے میں
لچک لیے وہ خود سے مسکرائے جا رہا تھا -

کیا مطلب - نا سمجھی میں پوچھتی وہ فرقان کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے
پر بکھری ہوئی مسکراہٹ کچھ الگ دھن پیش کر رہی تھی -

وہ میرا مطلب تھا انکل اور میرے ڈیڈ میٹنگ کے لیے آؤٹ آف سٹی گئے
ہیں - پوری بات چیت میں فرقان نے سنجیگی سے جواب دیا تھا -

اوووہہ اور شاہ میر کہاں ہیں - کبری کے سوال پر فرقان نے غصے سے نفی
میں گردن ہلائی تھی -

وہ کمینہ مجھے اٹھا کر اوووا ایم سوری ، کبری کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی
فرقان اپنی پھسلی ہوئی زبان پر بروقت قابو پا گیا تھا -

اُس اوکے میں جانتی ہوں آپ دونوں بچپن کے فرینڈز ہیں تو یہ سب تو
نارمل ہے - فرقان کو شرمندہ دیکھ کھتی ہوئی کبری مبہم سا مسکرائی تھی -

جی -

اب تک شاہ میر نہیں آیا ہے آفیس مجھے فون کیا تھا کہ وہ مجھے پک کرنے
آ رہا ہے مگر نہیں آیا - فرقان کندھے اچکاتا ہوا شاہ میر کی حرکت پر غصے سے
بھرا ہوا تھا -

یا تو اسے میٹنگ کرنی تھی اسے اتنی جلدی نیند سے بیدار بھی کیا اور اب خود
نجانے کہاں غائب تھا -

نہیں آئے - کبری پریشان ہوئی تھی -

آپ پریشان نا ہوں کبری جی -

ہمدانی آتا ہی ہوگا بس - فرقان بات پر لب دبائے گردن ہلاتی ہوئی اپنے
اردگرد نظریں دوڑانے لگی تھی جہاں سارا ہی اسٹاف اپنے اپنے کام میں
مصروف تھا -

آئیں جب تک ہمدانی آتا ہے تب تک آپ مجھے بریک فاسٹ پر جوائن کر لیں

-

سوری میں اپنا بریک فاسٹ کر کے آئی ہوں - فرقان کی نیچر سے کبری اچھے واقف تھی مگر پھر اس کے ساتھ زیادہ بات چیت سے وہ اجتناب برتی ہوئی ہاتھوں کو آپس میں مسل رہی تھی -

کوئی بات نہیں میں بریک فاسٹ کر لوں گا آپ کافی لے لیجئے گا مگر انکار مت کریں کیونکہ میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا -

ورنہ ہمدانی نے میری خوب کلاس لگانی ہے - خود کو کمپوز کر گیا تھا -

ٹھیک ہے - ہامی بھرتی ہوئی کبری فرقان کے ہمراہ ہوئی تھی -

کبریٰ کو اپنی ہمراہ میں دیکھ فرقان کی سیاہ آنکھیں پل بھر کے لیے نم ہوئیں
تھیں -

کیبن کے ڈور پر بڑے بڑے حرفوں میں لکھا ہوا فرقان کاظمی کی نیم پلیٹ
دیکھ کبریٰ کی تھی -

آئیے کبریٰ جی - فرقان کی نظریں اور لہجے سے کنفیوز ہوتی ہوئی کبریٰ اندر
داخل ہوئی تھی -

وہیں شور مچاتی دل کی دنیا میں ہوئی آٹھ سال پہلے کبریٰ کی موجودگی کی وجہ سے آج بھی دل اسے اپنے قریب دیکھ کر جشن منا رہا تھا اور فرقان کو کنفیوز

-

خود کی حالت پر قابو پاتا ہوا وہ طویل سانس بھر کر اندر داخل ہوا تھا۔

زندگی خاک کی مسند ہے ٹھکانہ تیرا
کوئی رشتہ ہے اذیت سے پرانا تیرا

زندگی تجھ سا اداکار بھی شاید ہوگا
زندگی ہم سے سنے کوئی فسانہ تیرا

تیری صورت نے کئی سادہ طبعیت لوٹے
تیری آنکھوں نے لٹایا ہے خزانہ تیرا

تو نہ آئے گا یقیناً یہ خبر ہے مجھ کو
آزماؤں گا مسلسل میں بہانہ تیرا

سوختہ دل کی یہ آشفۃ مزاجی ہائے
ٹھیک سینے پہ لیا خود ہی نشانہ تیرا

چند لمحوں کی ملاقات میں جانا ہم نے

ہم سے دیکھا تو نہ جائے گا یہ جانا تیرا

چاہنے کے باوجود بھی وہ کبریٰ پر اپنی محبت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ایک طرف عزت تھی کبریٰ کی اس کی نظروں میں اور دوسری طرف اس کا
 ڈر کہ کہیں وہ اپنے دل کی بات اسے بتا کر ہمیشہ کے لیے خود سے دور نا
 کر دے۔

لب دبائے مسکراتا ہوا کیبن میں رکھے صوفے پر کبریٰ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا
 ہوا خود بھی بیٹھ گیا تھا۔

کافی - سینٹر ٹیبل پر پہلے سے رکھا ہوا ناشتہ دیکھ کبری نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا -

آپ سے ملنے سے پہلے ہی میں نے بریک فاسٹ کا کہہ دیا تھا - کبری کی سوالیہ نظروں کو دیکھ وہ فوراً سے صفائی دیتا ہوا بریک فاسٹ کرنے لگا -

خود پر اٹھی غلاظت بھری نظروں سے خائف ہوتی ہوئی وہ شاہ میر کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی جس کی نظروں میں اسے غلاظت کا شائبہ تک نا دیکھا تھا

-

یہ ہی وجہ تھی جو لمحے بھر میں فیصلہ کر گئی تھی۔

رکیں سر،

منزہ کے پکارنے پر آنکھیں میچے شاہ میر نے آسمان کی طرف منہ کر کے تشکر سے مسکرایا تھا۔

کوئی بھی شخص کوئی بھی دعا اب تمہیں میرا اور صرف میرا یعنی شاہ میر ہمدانی
 کا ہونے سے نہیں روک سکتے منزہ وقار۔ دل میں عہد کرتا ہوا وہ ایرٹھیوں
 کے بل گھومتا ہوا منزہ کی جانب آنکھوں میں سوال لیے مڑا تھا۔

آپ نے مجھے پکارا محترمہ۔ کمال کی اداکاری کرتا ہوا وہ منزہ کی جانب بڑھا
 تھا۔

جی سر۔ طویل سانس بھرتی ہوئی وہ کہہ کر خاموش ہوئی تھی۔

کیا آپ مجھے میری یونی تک ڈراپ کر دیں گے پلیز۔ منزہ کی بات پر شاہ میر
 نے اس بغور دیکھا تھا۔

آپ کو اعتبار ہے مجھ پر۔ پینٹ کی جیب میں ہاتھ دیے وہ منزہ کے بے
تاثر چہرے کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

جی۔

وجہ۔

آپ کی شہرت،

مطلب میں یہ سمجھوں کہ آپ میری شہرت و دولت کو دیکھ کر میرے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوئی ہیں۔ کیا منزہ شہرت و دولت کے لالچ میں کسی کے بھی ساتھ۔ یہ سوچ کر بھی شاہ میر کا دل مٹھی میں آیا تھا۔

ہرگز نہیں سر اگر آپ میرے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کا سوچیں گے تو میری ہی عزت نہیں ساتھ میں آپ کی بھی عزت دغدار ہوگی۔

اور ویسے بھی میں نے آپ کا آئی ڈی کارڈ دیکھا ہے۔

تو اس کا مطلب ہے آپ فراڈ نہیں ہیں۔ عام سے لہجے میں بولتی ہوئی وہ شاہ میر کو حیران کر گئی تھی۔

منزہ کی بات وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔

مجھے کچھ غلط کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کے ساتھ۔

آجائیں اور بے فکر رہیں محترمہ میرے لیے آپ کی عزت میری عزت کے برابر ہے۔ جذب کے عالم میں بولتا ہوا وہ منزہ کو حیران کرتا اسے اپنے پیچھے آنے کا کہہ گیا تھا۔

کیا مطلب۔ سوچتی ہوئی وہ شاہ میر کے پیچھے چلی تھی۔

Novelnagri

مطلب یہ کبھی کبھی انجان شخص ہمسفر بن جاتے ہیں۔ کندھے اچکا کر چلتا ہوا وہ دھیمی آواز میں بولا تھا۔

رئیس گاڑی آن لاک کرو۔ گاڑی کے باہر کھڑے ڈرائیور کو دیکھ شاہ میر نے ڈرائیور پر حکم صادر کیا تھا۔

جی سر۔ شاہ میر کے پیچھے آتی منزہ کو دیکھ رئیس چونکا تھا۔

ارے بھائی آپ۔ منزہ جو دل ہی دل میں پریشان تھی اس انجان شخص کے ساتھ جانے کے لیے ڈرائیور کو دیکھ کر تھوڑی پرسکون ہوئی تھی۔

آپ جانتی ہے رئیس کو۔ اور تم کیسے جانتے ہو انہیں۔ جان کر بھی انجان بننے کی اداکاری وہ خوب کر گیا تھا۔

سر کل میں نے بتایا تھا نا کہ میں نے میڈم کو لفٹ دی تھی یہ وہیں ہیں۔ وہ بھی شاہ میر ہمدانی کا پڑھایا ہوا طوطا تھا۔

اب تو آپ ریلکس ہو جائیں مجھ پر نا سہی اس رئیس پر تو یقین کر ہی سکتی ہیں آپ۔ پہلی بار اپنے سر کو کسی کے کار کا ڈور کھولتے دیکھ رئیس نے حیرت میں لب تر کئے تھے۔

بنا کوئی جواب دیئے منزہ کار میں بیٹھی تھی ڈور بند کرتا ہوا دوسری سائیڈ سے اس کے برابر میں بیٹھتا ہوا اپنے چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری کیے ہوئے تھا جو اس وقت شاہ میر کے لیے کافی مشکل امر تھا۔

آپ آگے نہیں بیٹھیں گے کیا سر۔ شاہ میر کو اپنے برابر میں بیٹھتے دیکھ وہ چونکی تھی۔

میں اپنے ڈرائیورز کے ساتھ نہیں بیٹھتا۔ بوسیدہ سا بہانا بتاتا ہوا آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

کیسی ہیں میڈم آپ۔ رئیس کی پوچھنے پر شاہ میر کی بھنویں سیکڑی تھی۔

بلکل ٹھیک بھائی ، منزہ کا اس طرح سے ڈرائیور سے بات کرنا شاہ میر کو
ایک آنکھ نہیں بھایا تھا ۔

کار اسٹارٹ کرو رئیس ، چبا کر کہتا ہوا وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکا گیا تھا ۔

کار میں موجود فسوں خیز خاموشی کے ساتھ شاہ میر کے کلون کی سحر انگیز
مہک منزہ کو کنفیوز کر رہی تھی ۔

مزید شاہ میر سے دور سرکتی ہوئی وہ بلکل کار کے ڈور کے ساتھ لگ کر بیٹھ
گئی تھی ۔

میرا نام تو آپ جان گئی ہیں مگر آپ کا نام تو آپ نے بتایا ہی نہیں محترمہ -
بلاخر شاہ میر نے خاموشی توڑی تھی -

منزہ وقار - بنا اسے دیکھے جواب دیتی ہوئی وہ شاہ میر کو مسکرانے پر اکسا گئی
تھی -

نائس نیم - منزہ کو دیکھتا ہوا وہ خاموش ہوا تھا -

ویسے کہاں سے ہیں آپ - شاہ میر کو خاموشی خل رہی تھی -

دنیا سے - بے تکا جواب منزہ سے پا کر وہ لب دبا گیا تھا -

میرے پوچھنے کا مطلب تھا کدھر سے ہیں آپ - شاہ میر جو سب جاننے
کے باوجود بھی منزہ سے بات چیت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا -

پاکستان سے ، وہ اب بھی الٹا جواب دے گئی تھی - شاہ میر مسکرایا تھا -

کس جگہ سے ہیں آپ - شاہ میر بھی ڈھیٹ واقع ہوا تھا اس معاملے میں -

گھر سے - وہ پھر الٹا جواب دے کر اسے لاجواب کر گئی تھی -

گھر سے تو سب ہی ہوتے ہیں آپ کہاں سے ہیں - منزہ کا لاجواب کرنا اس کے ضبط کو آزما رہا تھا -

میرے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کس سٹی کا شہر سے ہیں - خود پر ضبط کرتا ہوا شاہ میر بظاہر کر مسکرا کر پوچھ رہا تھا -

آپ کیا کریں گے جان کر سر۔ شاہ میر کو سخت لہجے میں جواب دیتی ہوئی
وہ ساتھ سوال کر گئی تھی۔

منزل کے سوال پر وہ کھجالت کر شکار ہوا تھا۔

جی کے لیے۔ شاہ میر کو مسکراتے دیکھ وہ واپس سے رخ موڑ گئی تھی

-

اففف شاہ میر تیری چوائس۔ شانے آچکا کر وہ سر جھکائے مسکرایا تھا۔

عجیب انسان ہے کوئی نارمل انسان کسی سے اس کے شہر کے بارے میں
 جی کے لیے بھی پوچھتے ہیں کیا۔ زیر لب بر بڑاتی ہوئی ترچھی نظر سیٹ
 کی پشت سے سر ٹکائے شاہ میر پر ڈالتی ہوئی الجھن کا شکار ہوتی رخ موڑ گئی
 تھی۔

خاموش رہے شاہ میر اب مزید خود کو کوئی سوال کرنے سے باز ہی رکھ تو بہتر
 ہے تیرے لیے۔ خاموشی میں عافیت جانتا ہوا وہ زبان پر لگام کس گیا تھا۔

او فووو آنکھیں نہیں ہیں کیا، اپنی دھن میں چلتی ہوئی منیبہ کسی پہاڑ جیسی
جسمات کے شخص سے ٹکراتی ہوئی اپنی پیشانی مسلتی ہوئی چلائی تھی۔

جبکہ مقابل کھڑا شخص اس نازک سی لڑکی کی غلطی ہونے کے باوجود بھی
خاموش رہا تھا۔

تم سب جاؤ میں آتا ہوں، اپنے فرینڈز کو جانے کا کہتا ہوا وہ اس لڑکی کو
دیکھ کر مسکرایا تھا۔

اب آگے سے ہٹو بھی اندھے انسان۔ منیبہ نے ہاتھ سے اس شخص کو
ہٹانے کی کوشش کی تھی مگر وہ ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا۔

پہلے آپ میری آنکھیں تو دیں جائیں تاکہ میں دیکھ سکوں پھر ہی راستے سے
ہٹوں گا۔ مقابل کی نرم آواز پر منیبہ نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

دیکھیں میرے ساتھ زیادہ ہوشیاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بپھری
ہوئی شیرنی کی طرح منیبہ اس پر دھاڑی تھی۔

آپ سب سے ایسے ہی بات کرتی ہیں یا صرف میرے ساتھ اس طرح بات کر رہی ہیں۔ شکوہ کرتا ہوا وہ منیبہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو شاید غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ صرف اتنا ہی اندازہ لگا سکا تھا۔

یا پھر یہ بات ہے کہ آپ مجھ پر یہ ظاہر کرنا چاہتی ہیں کہ آپ پر میری ڈیشنگ پرسنلٹی کا کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ منیبہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں اس شخص کی بات پر۔

اس غلط فہمی میں کس نے مبتلا کیا ہے آپ کو کہ آپ کی پرسنلٹی ڈیشنگ ہے۔

توبہ توبہ کوئی ازلی دشمن ہی ہوگا آپ کا جس نے بھی یہ جھوٹ کہا آپ

سے -

تھا تو وہ شخص قابل تعریف مگر حد درجہ اپنی پرسنلٹی پر مغرور بن رہا تھا اس

کا غرور توڑنا بھی تو منیبہ صفر پر لازم ہو گیا تھا -

ہممم یہ تو بالکل صحیح کہہ رہی ہیں آپ !

اس شخص کو بیچاگی سے بولتے دیکھ منیبہ کے دل میں ٹھنڈی پھوار پڑی تھی

-

میرے سارے فرینڈز تو میرے دشمن نکلے آج تک مجھ سے جھوٹ بولتے
رہے کہ ہینڈسم ہوں -

تھینک یو سوچ کہ آپ نے میری اس غلط فہمی دور کر دیا ورنہ میں تو ساری
زندگی اس ہی خوش فہمی میں گزار دیتا -

منیبہ کے مسکراتے چہرے کو بغور دیکھ وہ اپنی ناک کھجاتا ہوا نظریں جھکائے
بولتا ہوا اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا -

ارے ارے اب اتنے بھی برے نہیں ہیں آپ - منیبہ اس کے چہرے پر
بیچاگی کے تاثرات دیکھ فوراً سے پہلے بولی تھی -

اچھا چلیں پھر تو آپ ہی میری بیسٹ فرینڈ بن جائیں اور ایسی فرینڈ جو مجھے
حقیقت کا آئینہ دیکھائے۔ وہ اپنی بات پر آیا تھا جو منیبہ کے معصوم چہرے
کو دیکھ کر اس کے دل میں خیال آیا تھا۔

کیااااا۔۔۔ منیبہ چونکی تھی۔

یہ ہی آپ میری بیسٹ والی فرینڈ بن جائیں۔ منیبہ کے شکڈ فیس کو وہ اپنا
ہاتھ آگے بڑھا گیا تھا۔

آذر۔۔۔ آذر ہمدانی - منیبہ کی جانب ہاتھ بڑھائے وہ اپنے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے ہوئے منیبہ کو دیکھ رہا تھا جو کبھی اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ رہی تھی تو کبھی آذر کے اپنی جانب بڑھائے ہوئے ہاتھ کو -

بنے گئیں آپ میری دوست - ہیزل براؤن آنکھوں میں امید کا چراغ جلائے آذر اس چھوٹی سی معصوم لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو بت بنی کھڑی تھی -

سن رہی ہیں ناں آپ -

جی - لب کاٹتی ہوئی وہ آذر کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام گئی تھی -

یور نیم - منیبہ کے ملام ہاتھوں پر گرفت مضبوط کرتا ہوا پوچھ رہا تھا -

منیبہ صفر -

منیبہ صفر - آذر نے اس کا اس کا نام زیر لب دہرایا تھا -

کون سے ڈیپارٹمنٹ سے ہیں آپ - بی اے سیکنڈ سیمسٹر - منیبہ کا ہاتھ
اب بھی آخر کی گرفت میں تھا -

اووو جونئیر - منیبہ کے بتانے ہر آذر نے اپنے دانتوں کی بھرپور نمائش کی
تھی -

جی۔ اپنے ہاتھ کو اس کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کرتی ہوئی کنفیوز ہو رہی تھی۔

آپ سے نہیں! تم سے ملاقات ہوتی رہے گی آفٹر آل تم میری بیسٹ والی فرینڈ ہو۔ منیبہ کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ دیتا ہوا بلاآخر اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت سے آزاد کر گیا تھا۔

ہمم۔ منیبہ گردن ہلاتی ہوئی فوراً سے وہاں سے بھاگنے کے انداز میں گئی تھی۔

منیبہ صفر - اسے بنا مڑے جاتے دیکھ وہ نام دہراتا ہوا مسکرایا تھا -

ٹیک کیئر مس منزہ وقار - گاڑی کا شیشہ نیچے کرتا ہوا مسکرا کر بولا تھا -

تھینک یو سر - شاہ میر کی مسکراہٹ کو اگنور کرتی ہوئی منزہ یونی کی جانب
بڑھی تھی -

ٹھہرکی انسان - اب بھی شاہ میر کو خود کو دیکھتے پا کر منزہ بڑبڑائی تھی -

منزہ - کسی شخص کی آواز پر شاہ میر کے کان کھڑے ہوئے تھے -

اپنے نام کی پکار پر منزہ یونی کے مین گیٹ پر کھڑے جاذب کو دیکھ کر
مسکرائی تھی -

جاذب تم - منزہ اس دیکھ کر مسکراتی ہوئی جاذب کی سمت بڑھی تھی -

وہیں کار میں بیٹھا ہوا بے چین شاہ میر اس لڑکے کے چہرے کو دیکھنے سے
قاصر تھا -

کون ہے یہ لڑکا - گاڑی سے اترتا ہوا شاہ میر غصے سے بھرا ہوا اپنے بچتے فون
کی جانب متوجہ ہوا تھا -

کوئی وعدہ نہیں پھر بھی
انتظار تھا تیرا،،،

دور ہونے _____ پر بھی
اعتبار تھا تیرا،،،

نا جانے کیوں بے رخی کی
تم نے ہم سے،،،

کیا کوئی ہم سے زیادہ بھی

طلبگار تھا تیرا!!!..

فرقان کالنگ دیکھ کر کال پک کرتا ہوا وہ کار سے اترتا تھا جب تک منزہ اس
شخص کے ساتھ مین گیٹ عبور کر گئی تھی ۔

کہاں تھے آپ ، دادجی کو آتے دیکھ بی جان نے مشکوک لہجے میں پوچھا تھا ۔

جس پر ان کے ساتھ کھڑی ندالب دبائے مسکرائی تھی ۔

بڑھاپے میں بھی شک ہے اس بوڑھیا کو مجھ پر ، بی جان کے مشکوک لہجے پر برا سامنہ بناتے ہوئے دادجی تاسف سے بڑبڑائے تھے ۔

جب اعمال ہی ایسے ہونگے تو دوسروں کو شک تو ہوگا ہی ۔ بی جان کے پر یقین لہجے ہر دادجی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں ۔

پارک گیا تھا واک کرنے اگر یہ عشق معاشقے کرنے ہوتے تو تم سے اپنی
قسمت تھوڑی پھوٹنے دیتا۔ بی جان کو سائیڈ کرتے ہوئے دادجی اندر
جاتے ہوئے چبا کر بولے تھے۔

میری قسمت تو جیسے چمک اٹھی تھی نا تم جیسے ٹھہرکی کرنل سے شادی کر کے

-

جو سال میں ایک آدھ بار اپنا چہرہ دیکھا کر سرحد پر چلا جاتا تھا۔

بی جان کا وہی پرانا شکوہ دادجی کو ماتھا پیٹنے پر اکسا رہا تھا۔

خدا کی ناشکری بندی ! دادجی نے گہرے ضبط سے بی جان کو دیکھ کر کہا
تھا۔

لو جی دیکھو ذرا خدا کے نیک ، شریف اور حاجی بندے کو۔

تمسخر سے کہیں ہوئیں بی جان مسکراہٹ ضبط کرتی ندا کے شانے پر ہلکی
سی چت لگاتی ہوئی شرارت سے بولیں تھیں۔

اچھے سے جانتی تھیں دادجی کی برداشت کا معدہ سست پڑ رہا ہے۔

ان سے زیادہ کوئی شریف مرد ہو سکتا ہے بھلا جو اپنی خالہ، پھوپھی، چچا اور تایا
ابا کے داماد بننے کے خواہ تھے۔

دادجی کے ضبط سے سرخ ہوئے سفید و گلابی چہرے کو دیکھ کر بی جان
مزے لیتی ہوئی بول رہی تھیں۔

برے نصیب میرے جو تمہارے ساتھ پھوٹ گئے۔

ورنہ کہاں رخسانہ کہاں تم۔ (رخسانہ چپکو)

کہاں وہ راحیلہ کہاں تم،

(راحیلہ چغل باز پتا نہیں کیوں یاد دلاتی ہیں)

کہاں چچا زاد کوثر اور کہاں تم ۔

(شیطان بھی پناہ مانگے اس کوثر سے تو)

اور تایا ابا کی دل پریر ہائے کیا یاد دلا دیا تم نے ۔

(ایک نمبر کی دھوکے باز اور گھمنڈی عورت)

ارے بھئی تمہارا اور اس کا تو کوئی میل ہی نہیں وہ آسماں کی حور اور تم
کہاں بھٹکی ہوئی روح -

ہنہ - بی جان کو چڑاتے ہوئے دادجی دل ہی دل میں ان سب کو سوچ
کر کوفت محسوس کر رہے تھے -

وہیں بی جان غصے سے سرخ انگارہ ہوئی تھیں یہ سوچ کر کہ ان شاہ
سلطان آج تک اپنی محبوباؤں کو یاد کرتے سرد آہ بھر رہے ہیں -

ہاں تو کر لیتے نا ان میں سے کسی ایک سے شادی میری کیوں زندگی تباہ و برباد
کے - پل بھر میں بی جان کا لہجہ نم ہوا تھا -

ہونی تھی سو ہوگئی اب کیا کر سکتے ہیں - شانے اچکاتا ہوئے دادجی سکون سے صوفے پر بیٹھے تھے -

اچھے بھلے رشتوں کو میرے ابا نے لات مار کر آپ جیسے سے مجھے باندھ دیا جو عمر کے آخری حصے میں بھی اپنی محبوباؤں کو نہیں بھولے - آنکھیں پر لگے نگاہ کے چشمے کو اتارتی ہوئی وہ اپنی نم آنکھیں صاف کرتی ہوئی دادجی کے برابر میں آکر بیٹھی تھیں -

ارے بیگم صاحبہ آپ رونے لگ گئیں - بی جان کے شانوں کے گرد ہاتھ پھیلاتے ہوئے دادجی فکر مندی سے گویا ہوئے تھے -

ان کا مذاق آج کچھ زیادہ ہی بھاری پڑ گیا تھا ۔

ہاتھ مت لگائیں شاہ سلطان مجھے ۔ ندا ان دونوں کی نوک جھونک سے مزے
لیتی ہوئی اب پریشان ہوئی تھی ۔

ندا بیٹا ۔ بی جان کو روتے دیکھ داد جی حیران کھڑی کو پکارنے لگے تھے ۔

جی سر ۔ سر جھکائے وہ آگے بڑھی تھی ۔

ذرا دو کپ چائے کے کچھ کھانے کو لے آؤ۔ ندا کو کھڑے دیکھ دادجی فوراً سے اسے جانے کا کہتے ہوئے روتی ہوئی بی جان کی سمت متوجہ ہوئے تھے

-

ارے بیگم میں تو مذاق کر رہا تھا آپ سے بھلا میں کوئی پاگل ہوں جو اپنی گلاب جیسی بیگم کے آگے ان چڑیلوں کو ترجیح دوں گا۔ بی جان نے انہیں خفگی سے دیکھا تھا جو مسکرا رہے تھے۔

رہنے دیں رہنے دیں شاہ سلطان اس عمر میں میں آپ کی باتوں میں نہیں آنے والی۔ بی جان کے بولنے پر دادجی کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی

-

اگر ان سے شادی کرنی ہوتی تو آج میں آپ کے ساتھ اتنی عمر تھوڑی گزارتا۔

ارے روبینہ بیگم آپ ہی میری دشمن ہیں اور آپ ہی میری زندگی کی وہ پہلی عورت ہیں جسے میں نے اپنی ماں کے بعد سب سے زیادہ چاہا ہے۔ بی جان کا جھریوں زدہ ہاتھ تمھارے دادجی مسکرائے تھے۔

آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے اب جب میں پر دادا بن بھی گیا ہوں روبینہ۔ دادجی قہقہہ لگا گئے تھے۔

بی جان کے شکی انداز پر۔ جس پر بی جان نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

ساری عمر تمہارے ساتھ گزار دی ہے بیگم پھر بھی تمہارا شک وہیں مرغ کی
ایک ٹانگ - بی جان دل ہی دل ہمیشہ کی طرح آج خود ہوئیں تمہیں داد جی
کی صفائیوں سے -

بس اللہ پاک میرے جیسی قسمت میرے کسی بیٹے اور پوتے کی نابنائے -
داد جی کی بات پر بی جان نے انہیں خفگی سے گھورا تھا -

میرے پوتے ایسے کام تھوڑی نا کریں گے جس کی وجہ سے ان کی بیوی
ان پر شک کریں - اب بھی بی جان کو داد جی کی بات پر یقین نہیں آیا تھا

جس پر داد جی ہمیشہ کی طرح آج بھی تاسف سے گردن ہلا کر کر مسکرا رہے
تھے ۔

یہ لڑکا کون تھا رئیس ۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی شاہ میر نے رئیس سے پوچھا تھا
۔

مجھے بتایا کیوں نہیں اس لڑکے کے بارے میں ۔

یہ وہی ہیں سر جن کے بارے میں آپ کو بتا رہا تھا مگر آپ نے نہیں سنا تھا۔ شاہ میر نے غصے سے اپنی پیشانی مسلی تھی۔

میں نے پوچھا ہے یہ لڑکا کون تھا۔ شاہ میر کے سخت گیر لہجے پر رئیس کا حلق خشک ہوا تھا۔

سر یہ جاذب آرائیں ہیں میڈم کے بیسٹ فرینڈ۔ دگمگاتے لہجے میں بولتا ہوا رئیس آخر میں لب دبا گیا تھا۔

بیسٹ فرینڈ ہے یا کچھ اور - رئیس کا ڈمگاتا لہجے سے شاہ میر کو گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی کچھ بھی غلط ناسننے کی چاہ لیے وہ خود پر کمال کا ضبط کیے ہوئے تھا -

سر میڈم اور جاذب سر ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور پیپرز کے بعد اپنی پسندگی کو مضبوط رشتے میں باندھنے کے خواہ ہیں -

وہ بھی پسند کرتی ہیں - شاہ میر کی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی -

جی سر --

او کے تم جاؤ فلحال یہاں سے - کار ہمدانی کنسٹرکشن کے پارکنگ ایریا میں
پارک کر کے رئیس وہاں سے جاچکا تھا -

رئیس کے جاتے ہی اپنے حلق میں اٹکے سانسوں کو تیزی سے باہر نکالتے
ہوئے شاہ میر کے دماغ کی نسیں پھٹنے کو تھیں یہ سوچ کر کہ وہ جس لڑکی
کی محبت میں گرفتار ہوا تھا وہ کسی اور کی چاہ رکھتی تھی یہ سوچ کر ہی اس
کے دل میں درد کی لہر دوڑ گئی تھی -

عجیب سنسایٹ اس کے روم رقم میں اٹھ رہی تھی -

مجھے محبت بھی اس لڑکی سے جو پہلے ہی کسی اور شخص کی محبت میں مبتلا ہے -

واہ شاہ میر ہمدانی واہ

کیا جھنڈا گاڑا ہے تیری قسمت نے تیری زندگی میں ،

کیا مذاق کیا ہے تیری قسمت نے داگریٹ بیچلر شاہ میر ہمدانی تیرے ساتھ - وہ اپنی ہی بے بسی پر ماتم کرتا ہوا دیوانہ وار سرد قہقہہ لگا گیا تھا -

لعنت ہے تیری زندگی پر شاہ میر کتنی لڑکیاں تھی تیرے سامنے اور کتنیوں کے دل بڑی بے رحمی سے توڑے تو نے۔ بے دردی سے بالوں کو نوچتا ہوا زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی پر اٹھی اپنی نگاہ پر پچھتایا تھا۔

یہ آنکھیں کسی اور کو کیوں نا دیکھ سکی دیکھا بھی تو ایسی لڑکی کو دیکھا جس کے دل پہلے ہی کوئی اور شخص براجمان ہے تیرے لیے محبت تو شاید ہی کبھی اس کے دل میں آئے۔ درد سے پھٹتے سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑتا ہوا سختی سے لبوں بھینچے ہوئے تھا۔

پہلی بار کسی سے پیچھے رہنا درد وہ شاہ میر ہمدانی نے بخوبی محسوس کر رہا تھا جو آج تک کسی سے پیچھے نہیں رہا تھا ہمیشہ جیتنے والا شاہ میر آج اپنی پسند کردہ لڑکی کی نظروں ذرا معنی نہیں رکھتا تھا۔

رکھتا بھی کیسے وہ تو کسی اور شخص کی گمراہی کے خواب نبجانے کتنے عرصے سے دیکھ رہی ہے۔

نہیں میں شاہ میر ہمدانی کسی کی زندگی میں ان چاہا نہیں بن سکتا۔

میں کسی سے اس کی محبت نہیں چھین سکتا میں خود غرض نہیں ہوں پر
میں ہوں خود غرض - وہ خود کی بات کی نفی کرتا ہوا عجیب الجھن کا شکار ہو رہا
تھا -

پر منزہ کے معاملے میں خود غرض نہیں بن سکتا اسے حق ہے اپنی زندگی کے
فیصلے لینے کا -

میں کون ہوں اس کی زندگی کوئی بھی تو نہیں - میری ذات ہے ہی کیا اس
کی نظر میں اور میں نے دو بار ہی تو دیکھا ہے اسے -

مجھے اسے بھولنے میں ٹائم تھوڑی لگے گا -

ہزانی انداز میں طویل سانس بھرتا ہوا شاہ میر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے
اپنے بکھرتے حال پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کچھ توقف بعد گہری سانس لیتا ہوا وہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش
میں کافی حد کامیاب ٹھہرا تھا۔

آنکھیں بند کیے ہوئے شاہ میر نے منہ کا عکس اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ
کر فوراً سے آنکھیں کھولی تھیں۔

دو دن کی محبت تیرے دماغ پر حاوی نہیں ہو سکتی شاہ میر۔

یہ منزہ وقار ہے کون کوئی بھی تو نہیں - حتمی فیصلہ کرتا ہوا وہ کار سے نکلا
تھا -

دماغ دل کو پیروں تلے کچل گیا تھا -

اور شاہ میر ہمدانی اپنے آفیس کی جانب قدم بڑھا گیا تھا -

مما آپ کیوں اپنی انرجی ویسٹ کرتی ہیں مجھے ایک ہی بات بول بول کر۔
 اکتاہٹ زدہ لہجے میں بولتی ہوئی اپنے کیبن میں کھڑی کبری جہاں تھوڑی
 دیر پہلے ہی فرقان اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

کبری شاہ میر سے بہتر ارحم اور پریشے کو ڈیڈ اور تمہیں شوہر کوئی اور نہیں
 مل سکتا یہ تم اچھے سے جانتی ہو۔ الماس ہاشمی آج پھر اسے سمجھانے کی
 ناکام کوشش کر رہی تھیں۔

مما پلیز میرا برین واش کرنے سے بہتر ہے آپ عالیہ کو دیکھیں جسے اس
 وقت آپ کی اٹیشن کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہر بار کی طرح وہ افسردہ ہوئی تھی
 شاہ میر اور اپنی شادی کا سن کر۔

الماس ہاشمی اکیلی تو نہیں تھیں جو اسے شاہ میر سے شادی کرنے کی تجویز
کر رہی تھیں۔

ہمدانی فیملی میں سوائے دادجی اور شاہ میر کے سب ہی اس شادی سے
رضامند تھے۔

کبری میری جان تم اکیلی نہیں ہو تمہارے ساتھ پریشے اور ارحم بھی ہیں
جنہیں شاہ میر سے زیادہ پیار کوئی اور نہیں دے سکتا۔ اس بات سے خود
کبری بھی قائل تھی۔

مما پلیز۔

کبری ساری عمر یوں اکیلے نہیں گزر سکتی میری جان۔ الماس ہاشمی کی بھرائی
آواز سن کر کبری کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

مجھے نہیں معلوم کہ جس راہ پر میں چل رہی ہوں اس کی کوئی منزل ہے
بھی یا نہیں

یا پھر میں یوں ہی عمر بھر ان انجان راہوں کی کٹھن مسافت میں بھٹکتی
ہی رہوں گی۔

یا پھر ان مجھے اس دھوپ کے سفر میں کوئی چھاؤں کا مسافر مل جائے گا
 جو اس کڑی دھوپ میں میرے لیے چھاؤں اور میرے بچوں کے لیے چھاؤں
 بن کر آئے گا۔ افسردہ لہجے میں امید کا ننھا سا چراغ جلائے کھڑی کبری
 سامنے سے گزرتے شاہ میر کو دیکھ کر سرد آہ بھر کے رہ گئی تھی۔

میں سے آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔ فون کے کرتی ہوئی وہ شاہ میر
 کو جاتے دیکھ رہی تھی۔

لمبے لمبے ڈھانگ بھرتا ہوا بنا کسی کو دیکھے بس ناک کی سیدھ میں چلتے
 ہوئے شاہ میر کا اسٹاپ اس کے کیبن میں لگا تھا۔

کہاں گئی منزل کی فائل - ٹیبل پر رکھی فائلز میں سے جلدبازی میں منزل کی فائل ڈھونڈتا ہوا وہ بڑا بڑ رہا تھا -

اف - منزل کی فائل ملنے پر پرسکون سانس لیتا ہوا وہ اچانک کیبن میں داخل ہوتے فرقان کو دیکھ کر نظریں چرا گیا تھا -

ہمدانی تو ٹھیک ہے نا - شاہ میر کا نظریں چڑھانا فرقان نے بخوبی نوٹ کیا تھا

--

کیا ہوا شاہ میر - شاہ میر کی سرخ آنکھیں دیکھ فرقان نے فکر سے پوچھا تھا -

کچھ نہیں یارا بس تھوڑا سر میں درد ہو رہا ہے - جبراً مسکراہٹ لیے وہ ہنوز
نظریں جھکائے ہوئے تھا -

ہمدانی یار جھوٹ نا بول - فرقان سے آج تک کیا چھپا تھا جو آج وہ نا پہچانتا
اپنے جگری دوست کی کیفیت -

کچھ بھی نہیں ہے یار -

تو کہہ رہا ہے تو مان لیتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ چبا کر کہتے ہوئے
فرقان کو دیکھ شاہ میر نے سختی سے لب بھیجنے تھے۔

اور ہاں میں میٹنگ اٹینڈ نہیں کر سکوں گا تم کبریٰ کو اپنے ساتھ لے جانا۔

سمجھدار ہے اگر اسے کچھ سمجھ میں نا آئے تو تم اسے گائیڈ کر دینا۔ فرقان
کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا وہ خود پر بند باندھے مسکرایا تھا۔

تو اچھے سے جانتا ہے ہمدانی یہ میٹنگ کتنی اہم ہے ہمارے لیے۔

آج ہمارا مخالف سلیمان بزدار ہے اور تو ہمدانی میٹنگ میں جانے سے انکار کر رہا ہے۔ فرقان کی بات پر شاہ میر نے آنکھیں میچی تھیں۔

میں وہاں ہو کر بھی میٹنگ میں موجود نہیں ہواؤں گا۔

اور ویسے بھی تو ہے نا تو مجھے کسی چیز کی فکر نہیں ہے اور ہاں اگر تجھے میری ضرورت پڑے جو مجھے نہیں لگتا کہ تجھے میری ضرورت پڑے گی۔

پھر بھی تو مجھے کال کر لینا۔

میں چلتا ہوں اللہ حافظ - منزہ کی فائل ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے وہ
جانے کے لیے بڑھا تھا -

فرقان کو غصہ تو بہت آ رہا تھا مگر شاہ میر کی بکھری سی حالت دیکھ کر
خاموش رہا تھا -

اپنا خیال رکھنا ہمدانی - جاتے ہوئے شاہ میر کی پشت دیکھتا ہوا فرقان اسے
جتا گیا تھا -

تو بھی پھر نائیٹ کلب میں ملتے ہیں - گردن موڑ کر فرقان کو نم آنکھوں سے دیکھتا ہوا شاہ میر جیسے وہاں آیا تھا اس سے کئی زیادہ رفتار سے وہاں سے چلا بھی گیا تھا -

جاذب آرائیں نام ہے - بڑے ضبط سے بتاتا ہوا بلیو ٹوتھ اتار کر پھینک کر شاہ میر نے گاڑی گھر کے راستے پر ڈال گیا تھا -

آنٹی کی طبیعت کیسی ہے اب - جاذب کے ساتھ چلتی ہوئی منزہ نے بولنے میں پہل کی تھی -

ٹھیک ہیں اب پہلے سے - منزہ کا سفری بیگ کندھے پر ڈالے جاذب مسکرا کر بول رہا تھا -

وہ مسکراہٹ جو ہمیشہ منزہ کی موجودگی میں اس کے چہرے پر سچی رہتی تھی

-

سوری - جاذب کے اچانک سوری کہنے پر منزہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا -

اس لیے کہ آپ کو کل انتظار کرنا پڑا میرا۔ منزہ کی سوالیہ نظروں کو سمجھتا
وہ جواب دے گیا تھا۔

کوئی بات نہیں مجبوری تھی تمہاری بھی۔ جتنے آرام سے وہ کہہ رہی تھی
جاذب سن کر حیران رہ گیا تھا۔

منزہ۔

ہممم کیا۔ جاذب کے پکارنے پر وہ سنجیگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کچھ نہیں پھر کبھی - جاذب جو اسے اپنے دل کی بات آج کہنے کا ارادہ رکھتا
تھا مگر کنفیوز ہوتا ٹال گیا تھا -

ٹھیک ہے پھر کبھی سی او کے پھر ملتے ہیں - منزہ نے مناسب نہیں سمجھا
بات کو کھینچنا -

پیپرز کے بعد لے کر چلوں گا آپ کو امی سے ملوانے کے لیے - جاذب کی
بات پر منزہ مسکرائی تھی -

کیوں نہیں ضرور - عام سے لہجے میں کہتی ہوئی وہ دونوں ہاسٹل کے نیچے
کھڑے ہوئے تھے -

خدا حافظ -

میرا بیگ تو دے دو پہلے - مسکراہٹ ضبط کرتی منزہ کو دیکھ جاذب نے سر
کھجایا تھا -

سوری - بیگ منزہ کو دیتا ہوا شرمندہ ہوا تھا -

کوئی بات نہیں خدا حافظ - بیگ لیتی ہوئی منزہ ہاسٹل کے داخلی دروازے کی
دہلیز پار گئی تھی -

پتا نہیں آپ کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کبھی کر بھی پاؤ گا بھی یا نہیں
- منزہ کو جاتے دیکھ منزہ کے سامنے اپنی بند ہوتی زبان سے پریشان ہوا تھا۔

او میڈم کیا ہوا ہے اور تم ایسے اپنا ہاتھ کیوں پکڑے بیٹھی ہو۔ ہاسٹل روم
میں داخل ہوتے ہی اپنا بیگ ٹیبل پر رکھتی ہوئی منزہ نے حیرت سے پوچھا
تھا۔

منزہ مجھ لگ رہا ہے میرا ہاتھ پر سویلنگ آگئی ہے۔ اپنے ہاتھ کو دیکھتی ہوئی
منزہ فکر سے بولی تھی۔

کیا ہوا ہے کوئی چوٹ لگ گئی ہے کیا ہاتھ پر - منزہ فوراً سے اس کے پاس آئی تھی -

جھوٹی کہاں ہے سو جن اور چوٹ کہاں پر لگی ہے تمہیں - منیبہ کے ہاتھ پر ذرا بھی خراش و سو جن نا دیکھ منزہ کرخنگی سے بولی تھی -

یہ میں نے کب کہا کہ مجھے چوٹ لگی ہے ، بس ایک لمبے چوڑے ہینڈسم بندے نے کافی دیر تک پکڑے رکھا ہے میرا نازک سا ہاتھ - وہ صدمے میں تھی یا خوشی سے دوچار تھی منزہ اندازہ نہیں لگا سکی تھی -

منیبہ - منزہ نے خاصا زور دے کر اس کا نام لیا تھا -

منزہ میری جان تو آگئی - اسے اب ہوش آیا تھا -

تجھے پتا آج بہت ہی ہینڈسم بندے نے خود سے براہ راست میرے یعنی منیبہ
صفر کی جانب دوستی ہاتھ بڑھایا ہے -

ہائے شکر کوئی تو ہوگا جاذب کے علاوہ میرا ہینڈسم دوست -

پتا ہے پہلے تو ڈر گئی تھی کہیں وہ بندہ میری اچھی خاصی سبکی نہ کر دے -

مگر منزہ اس نے تو میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر مجھے حیران ہی کر دیا۔
 روانگی سے بولتی ہوئی منیبہ کو شاکی نظروں سے دیکھتی ہوئی منزہ اپنی پیشانی پکڑ
 کر بیٹھ گئی تھی۔

منزہ تو سن رہی ہے نا۔ منزہ کو نظریں جھکائے بیٹھے دیکھ منیبہ کی چلتی زبان
 کو بریک لگا تھا۔

تجھے اور تیری بے تکی باتوں کو ہی سن رہی ہوں۔

حد کرتی ہو منیبہ تم میں سمجھی پتا نہیں کیا ہو گیا۔

پتا نہیں کیا چیز ہو۔۔ منیبہ کی باتیں اسے ناگوار گزری تھی۔

منیبہ لب دبا لے سب خاموشی سے سن رہی تھی۔

تم بالکل ایچور حرکتیں کرتی ہو منیبہ،

کبھی چھوٹی سی بات پر ڈرا دیتی ہو کبھی بڑی سے بڑی باتیں مذاق میں ٹال دیتی ہو اور کبھی تو ایسی حرکتیں کرتی ہو جو میں کبھی اپنے تصور میں بھی نہیں سوچ سکتی۔

سر پکڑے وہ نجانے کیوں اس پر آج بھڑک رہی تھی ۔

اس لیے کہ اسے اس کے منہ سے اس ہینڈسم بندے کا ذکر اچھا نہیں لگا
تھا ۔

نکال لی اپنی بھڑاس یا اور باقی ہے ابھی ۔ منزہ کو خاموش دیکھ منیبہ نے
افسردگی سے پوچھا تھا ۔

سوری منیبہ میں نے زیادہ ہی غصہ کر دیا جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا پر غلطی
تمہاری ہی تھی اگر کوئی ہینڈسم ہے تو کیا تم کسی سے بھی دوستی کر لو گی ۔

یہ ٹھیک نہیں ہے منیہ پتا نہیں کیسی فطرت کا مالک ہوگا اور تم نے اس
بنا سوچے سمجھے دوستی کر لی۔ منزہ کی اپنے لیے فکر دیکھ منیہ اس کے برابر
می آکر بیٹھی تھی۔

تجھے لگتا ہے منیہ صفر کسی بھی ایسے ویسے سے دوستی کر لے گی۔ منزہ
نے نا سمجھی میں دیکھا تھا اسے۔

ہماری یونی کے سب لائق فائق اسٹوڈنٹس میں سے ایک ہے آذر ہمدانی اور
ہینڈسم بھی۔ آخر میں وہ پھر وہ واپس اپنی ٹون میں آئی تھی۔

آذر ہمدانی ناں - منزہ نے تصدیق چاہی تھی -

لیس میڈم آذر ہمدانی - منیبہ نے اسے اپنی اور آذر کی ہوئی حادثاتی ملاقات کا بتاتی ہوئی منیبہ چمک رہی تھی -

کل تمہیں بھی ملواؤں گی پر ظاہر نا کرنا اس پر کہ میں اس کے ساتھ دوستی ہونے پر خوش ہوں -

ساری دنیا بدل سکتی ہے سوائے تمہارے -

اس میں کوئی شک - منیبہ کے جواب پر مسکراتی ہوئی منزہ اپنے بچتے فون کی جانب متوجہ ہوئی تھی -

ہیلو ، ہیلو کون ہے - منزہ کو فقط مقابل کی چلتی سانسوں کی ہلکی سی ردھم سنائی دی تھی اور مقابل کی جانب سے کال کٹ بھی کر دی گئی تھی -

کون تھا - منیبہ نے پوچھا تھا -

شاید غلطی سے لگ گئی ہوگی کال جب ہی بنا کچھ بولے کال کٹ کر دی - فون کو دیکھتی ہوئی وہ خود ہی اخذ کر گئی تھی -

میں مستفوق ہوں تیری تمام باتوں سے

بہر حال یوں دل توڑا نہیں کرتے

اور عشق ایک شخص سے حلال ہے

ہر ایک سے تھوڑا تھوڑا نہیں کرتے

منزہ کی آواز سن کر ہی شاہ میر نے کالکٹ کر دی تھی ۔

آخر وہ کال کیوں کٹنا کرتا اس کے اور منزہ کے درمیان تعلق ہی کیا تھا۔

اور جو تعلق بنانے کا شاہ میر ارادہ رکھتا تھا وہ تو کسی طور اسے ممکن ہوتا دکھ نہیں رہا تھا۔

آج شاہ میر ہمدانی کے خوبصورت نقوش پر افسردگی کا راج تھا شرارت اور چمکاہٹ تو کہیں کھوسی گئی تھی۔

اسلام و علیکم سر۔ گارڈز کے سلام پر وہ فقط گردن کو خم کر گیا تھا۔

سر آج اتنے اداس - شاہ میر جو ہمیشہ ہی پرچوشی سے سلام کے جواب کے ساتھ گارڈز کا حال چال ضرور دریافت کرتا تھا مگر آج تو بول کر بھی سلام کا جواب نہیں دیا گیا تھا شاہ میر کی طرف سے -

مردہ قدموں سے گھر کے اندر جاتا ہوا شاہ میر ٹھٹھکا تھا گارڈن کی سائیڈ پر جلتی آگ کو دیکھ کر زیادہ حیران تو وہ ندا کے ساتھ کھڑے ارحم کو دیکھ کر ہوا تھا جو جلتی آگ کو دیکھ مسکرا رہا تھا -

وہیں تھوڑے سے فاصلے پر کھڑی میڈ اور ان کی گود میں روتی ہوئی پریشے کو دیکھ رہا تھا جو روتی ہوئی جلتی ہوئی آگ کی جانب اشارہ کر رہی تھی -

پری اب آپ صرف میرے ساتھ کھیلو گی اس ٹیڈی بیئر کے ساتھ آپ کبھی نہیں کھیلو گی - میڈ سے پریشے کو لیتا ہوا رحم لڑکھڑایا تھا -

تیدی - جبکہ پریشے رحم کی گود سے اتر کر ہری گھاس پر بیٹھ گئی تھی -

مطلب صاف تھا کہ وہ اپنے بھائی سے ناراض ہے -

دیکھو پری وہ ٹیڈی بیئر گندا تھا اور اس کی وجہ سے آپ میرے ساتھ نہیں کھیل رہی تھی - پریشے کے آنسو صاف کرتے رحم نے معصومیت سے کہا تھا -

وہیں شاہ میر نا سمجھی میں کھڑا ہوا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

پریشہ کی ننھے ہاتھوں سے مار کھاتا ہوا رحم مسکرا رہا تھا۔

مگر لگے ہی لمحے شاہ میر حیران ہوا پریشہ کو رحم کے گلے لگے دیکھ۔

بھیا آپ سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہی پری۔ پریشہ کی ٹیل پونی سیٹ
کرتا ہوا رحم مسکرا کر بولا تھا جس پر پریشہ قمقہ لگاتی ہوئی رحم کی انگلی پکڑ کر
کھڑی ہوئی تھی۔

کیا ہو رہا تھا یہاں۔ شاہ میر نے دونوں کھڑے ہوتے دیکھ پوچھا تھا۔

ابی - شاہ میر کو دیکھتے ہی ارحم کے ساتھ پریشے بھی اس کی ٹانگوں سے لپیٹی تھی -

یس ابی کی جان - پریشے کو گود میں اٹھاتا وہ ارحم کے بال بکھر گیا تھا جس پر ارحم کا منہ بنا تھا - اسے کہاں پسند تھا کہ کوئی اس کے بالوں کو ہاتھ بھی لگائے مگر آج اس کے بال بگاڑنے والا کوئی اور نہیں اس کا جان عزیز ابی تھا -

سوری میری جان - ارحم کا منہ بنے دیکھ پریشے کے پھولے ہوئے گالوں کو چوم رہا تھا -

یاں (یہاں) پریشے کبھی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر شاہ میر کو بوسہ دینے کا کہتی
تو کبھی اپنی ناک پر ایسے کرتی ہوئی وہ شاہ میر کی چوڑی پیشانی پر اپنے ننھے
لبوں سے بوسہ دے گئی تھی۔

میری شہزادی ، میری بچی ، ابی کی جان - پریشے کو اوپر کی طرف اچھلتا ہوا
شاہ میر اپنی پہلے والی ساری ٹینشن بھول گیا تھا۔

میری باری کب آئے گی - ارحم جو کافی دیر سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا آخر
کار بول اٹھا تھا۔

جیسی بوائے۔ شاہ میر نے ارحم نے محبت سے دیکھا تھا۔

ندا آپ پریشے کو چیلنج کروا کر کچن میں لے آئیں گا اور مجھے آج کچن میں اسٹاف کا کوئی بھی میمبر نادکھے۔ پریشے کو ندا کے حوالے کرتا ہوا شاہ میر ارحم کو گود میں اٹھا گیا تھا۔

ابی ماما کہاں۔ شاہ میر کی گود میں آتے ہی ارحم نے سوال کیا تھا۔

جب سے وہ اسکول سے آیا تھا جب سے ہی کبری اسے نہیں دیکھی تھی۔

کیوں ماما کی یاد آرہی ہے آپ کو - شاہ میر نے بتانے کے بجائے سوال کیا تھا -

یاد بھی آرہی ہے اور ماں کے ہاتھ کا پاستا کھانے کا دل بھی کر رہا ہے -
چہرے پر بلا کی معصومیت لیے بول رہا تھا -

آج ابی کی جگہ ماما آفیس میں کام کر رہی ہیں اور ابی ماما کی جگہ آج آپ کے لیے پاستا بنائے گے -

سچی - یس مائے سن - ارحم کی حیرت زدہ چیک پر شاہ میر کی مسکراہٹ
جاندار ہوئی تھی -

چلیں - یس ابی - آئی لوو یو یو آردا بیسٹ - شاہ میر کی ہلکی بڑھی شیو پر لب
رکھتا ہوا چمبھن محسوس کرتا فوراً سے پیچھے ہوا تھا -

ابی آپ شیو کر لیں - ارحم نے ناگواریت سے ہلکی بڑھی شیو کو دیکھ کر کہا
تھا -

جو حکم میرا بچہ - ارحم کو گود میں لیے شاہ میر کچھ کی سمت بڑھا تھا -

سلام دادجی یہ ہماری مس ورلڈ کہاں - لیونگ روم نیوز دیکھتے دادجی کو سلام
کہتا وہ ساتھ ہی بی جان کا پوچھ گیا تھا -

بوڑھی ہوگئی ہے تمہاری مس ورلڈ آرام کر رہی ہے - دیوار میں نسب ایل ای
ڈی میں چلتی خبروں پر نظریں جمائے دادجی مصروف انداز میں بولے تھے -

شاہ میر مسکراتا ہوا کچن میں داخل ہوا تھا -

ارحم کو سلیپ پر بیٹھاتا ہوا اپنی ریسٹ واچ ، اپنا والٹ اور اپنا سیل فون ارحم
کو پکڑاتا ہوا خود ہاتھ دھونے لگا تھا -

ابی آپ کیا بناؤ گے - ارحم کے سوال پر شاہ میر سوچنے لگا تھا -

ہم پاستا اور کافی بنائے گئے - ایپرن باندھتا ہوا شاہ میر سامان نکالنے لگا تھا -

کافی کے ساتھ بینگو ملک شیک - ارحم کی فرمائش پر شاہ میر نے مسکرا کر
اسے دیکھا تھا -

ابی آپ کے فون پر کال آرہی ہے - شاہ میر کے فون پر آتی کال دیکھ ارحم
نے اسے پکارا تھا -

کس کی ہے - فریزر میں منہ دیئے شاہ میر نے پوچھا تھا -

فرقان چاچو کا فون ہے - ارحم کے بتانے پر شاہ میر نے اپنے پینٹ کی
پاکٹ سے بلو ٹوتھ نکال کر کان میں لگایا تھا -

ہاں بول میٹنگ کیسی رہی -

یار ہمدانی میٹنگ تو لگ بھگ اچھی جارہی ہے مگر -

مگر - فرقان کے رکنے پر وہ پریشان ہوا تھا -

تجھ سے ملنے کے لیے باضد ہیں صدیق صاحب پھر ہی کچھ فیصلہ کریں گے
 ڈیل ڈن کرنی ہے یا نہیں - فرقان کے پریشان تاثرات سب کے ساتھ بیٹھی
 کبری باآسانی نوٹ کر رہی تھی -

کیوں انہیں مجھ سے کیوں ملنا ہے - ایک ہاتھ کمر پر رکھے شاہ میر نے پر
 سوچ انداز میں پوچھا تھا -

ہوگی ان کی کوئی بیٹی تمہیں دیکھ کر اپنا داماد بنانے کی خواہش دل میں جاگ
 گئی ہوگی - چبا کر کہتے فرقان کی بات پر وہ بے ساخت قہقہہ لگا گیا تھا -

رہنے دے یار - شاہ میر خود کے قہقہے پر کنٹرول کرتا ارجم کو خود کی طرف
متوجہ پا کر سنجیدہ ہوا تھا -

ہممم، فرقان کی جانب فقط ہنکارا ابھرا تھا -

اچھا سن انہیں کہہ کہ وہ کل آفیس آجائیں میں ان سے مل لوں گا - شاہ
میر ان سے ملنے کی رضامندی دے گیا تھا آخر اتنی بڑی ڈیل ہاتھ سے جانے
تھوڑی دیتا -

ٹھیک ہے گھر پر ہے تو - فرقان نے پوچھا تھا -

ہاں - چل پھر میں آتا ہوں ،،،،

ٹھیک ہے آجا - فون کٹ کر کے شاہ میرا رحم کے پاس آیا تھا جو سلیپ پر
بیٹھا ہوا اس کو گھور کر دیکھ رہا تھا -

کیا ہوا ہے میری جان کو -

آپ نے میری بات نہیں کروائی فرقان چلیو - ہونٹ لٹکائے ارحم نے
شکایت کی تھی -

اس لیے نہیں کروائی کیونکہ فرقان چلو آپ سے ملنے آرہے ہیں ۔ ارحم کے
گالوں کو چومتا ہوا شاہ میر مسکرایا تھا ۔

کچھ دیر بعد کوکنگ کرتا شاہ میر مصروف انداز میں سیب کترتے ارحم پر
سرسری سی نظر ڈال کر بولا تھا ۔

ویسے ایک بتاؤ ارحم ۔

جی ابی ۔

آپ نے پری کا ٹیڈی بیئر کیوں جلایا۔ سیب کترتا ارحم مسکرایا تھا اور بولنا شروع ہوا تھا۔

کیونکہ وہ ہر وقت اس ٹیڈی کے ساتھ کھیلتی تھی میرے ساتھ نہیں،

تو اس لیے جیلیسی میں آپ نے ٹیڈی کو آگ لگا دی۔ شاہ میر کے لہجے میں ہلکا سا غصہ چھلکا تھا۔

پری میری بہن ہے ابی میں اس سے بہت پیار کرتا ہوں۔ بولتے ہوئے ارحم کی آواز روندھلا گئی تھی۔

جن سے پیار کرتے ہیں انہیں ہرٹ نہیں کرتے ارحم - شاہ میر نے پیار
سے اسے سمجھانا چاہا تھا -

میں نے اسے ہرٹ کیا بھی نہیں ابی میں نے تو اس ٹیڈی بیئر کو ہم دونوں
کے بیچ سے نکال کر پھینک دیا اب بس پری میرے ساتھ کھیلے گی آپ نے
دیکھا تھا نا وہ بس تھوڑی دیر کے لیے روئی تھی اس ٹیڈی کے لیے پھر وہ
میرے ساتھ ہسنے اور کھیلنے لگ گئی تھی اب میری بہن میرے ساتھ
کھیلے گی اپنے بھائی کے ساتھ -

ارحم کا پری کے لیے حد درجہ پیار دن بدن اسے پری کے معمولے میں حساس بنا
رہا تھا -

وہ ٹیڈی میری پری کو وہ پیار نہیں کر سکتا جو میں اپنی پری سے کرتا ہوں ۔
 سات سالہ ارحم اپنی عمر سے بڑی باتیں کرتے پیاز چاپ کرتے شاہ میر
 کے ہاتھ رکے تھے ارحم کی بات سن کر ۔

منزہ کو جتنا پیار ، کیئر اور دولت میں دے سکتا ہوں کیا وہ جاذب آرائیں
 دے سکتا ہے ۔ ارحم کی باتیں شاہ میر کو سوچنے پر مجبور کر گئی تھی ۔

پھر تو آپ کو میرا بھی پری کے ساتھ کھیلنا اچھا نہیں لگتا ہوگا ۔ اپنی ذہن
 میں چلتی سوچ کو جھٹکتا ہوا شاہ میر دونوں ہاتھ کمر رکھے پوچھ رہا تھا ۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے ابی بس مجھے اچھا نہیں لگتا جب وہ میرے ساتھ
 نہیں کھیلتی - شاہ میر کی گردن میں ہاتھ ڈالے وہ معصومیت سے بولا تھا
 جس پر شاہ میر کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا -

اچھا اچھا میری جان مگر آپ دوبارہ یہ ٹیڈی کو آگ لگانے والی حرکت نہیں
 کرو گے ورنہ آپ کے اپنی آپ سے ناراض ہو جائیں گے اور آپ سے بالکل
 بھی بات نہیں کریں گے -

دوبارہ نہیں ہوگا ابی پر آپ مجھ سے ناراض نا ہوں - شاہ میر کی ناراضگی کا
 سوچ کر ہی ارجم روہانسہ ہوا تھا -

نہیں ہوں میں ابھی اپنی جان سے ناراض اب ہم کھانا کھاتے ہیں - ارحم کو
گود میں لیے وہ ڈائینگ روم میں آیا تھا جہاں دادجی کے ساتھ ندا اور پریشے بھی
موجود تھے -

کہاں ہو تم فرقان - کاظمی صاحب کی بھاری آواز فون سے باہر آتی محسوس
کرتا فرقان خجل ہوا تھا -

یار پاپا کبری جی کو گھر ڈراپ کرنے جا رہا ہوں - چبا کر جواب دیتا فرقان
ایک نظر اپنے برابر میں بیٹھی کبری پر ڈالی تھی جو باہر کے مناظر دیکھنے میں
مشغول تھی -

میٹنگ کیسی رہی تمہاری صدیق صاحب کے ساتھ - وہ اپنی بات پر آئے
تھے جس کے لیے انہوں نے فرقان کو کال کی تھی -

سمجھیں کہ ڈیل ہماری ہے -

کیا مطلب سمجھیں کا - کاظمی صاحب پریشان ہوئے تھے -

مطلب یہ پایا کہ صدیق صاحب کل شاہ میر سے مل کر ڈیل ڈن کریں گے
 - فون پر بات کرتے فرقان کو کبریٰ نے اچانک سے دیکھا تھا شاہ میر کا نام
 سن کر -

شاہ میر سے - وہ چونکے تھے -

جی -

کوئی بات تو ضرور ہے فرقان میں ابھی جہانزیب سے بات کرتا ہوں - وہ پر
 سوچ انداز میں بولتے ہوئے کال کٹ کر گئے تھے -

کیا ہو سکتا - فرقان زیر لب بڑبڑایا تھا -

فرقان ،،،، جی - کبری کی مدھم آواز پر وہ فوراً سے پہلے بولا تھا -

اپنی جلدبازی پر خود کو ملامت کرتا کبری کی جانب متوجہ ہوا تھا جو اب تک
کے سفر میں پہلی بار خود سے مخاطب ہوئی تھی -

کیا جو ہم ڈیل کرنے گئے تھے وہ ڈیل ہمیں نہیں ملی کیا - ہلکی آواز مگر
سنجیدگی سے بھرا لہجہ لیے کبری مخاطب ہوئی تھی -

یوں سمجھیں کبری جی کہ یہ ڈیل ہمیں ہی ملے گی -

کیوں - فرقان کا پراعتماد لہجے کو دیکھ وہ پوچھ گئی تھی -

کیونکہ شاہ میر اپنی میٹھی زبان سے انہیں خرید لے گا اور پھر ہر حال میں
ڈیل ہماری ہی ہوگی - فرقان کی بات پر ڈرائیور مسکرایا تھا -

اتنا تو سب ہی جانتے تھے جو کوئی بھی شخص شاہ میر سے ایک بار ملاقات
کر لیتا تھا تو وہ بس پھر شاہ میر کا ہو کر رہ جاتا تھا -

بار بار اس سے ملنے کی خواہش دل میں لیے پھرتے تھے -

فرقان کے پراعتماد لہجے اور شاہ میر کے انداز سے تو وہ اچھے سے واقف تھی ۔

اچھا ہمہم گڈ ۔ فون پر بات کرتے شاہ میر کی لبوں پر مسکراہٹ رینگتی تھی
مقابل کی بات پر ۔

ویل ڈن حسام ایسے ہی کام کرتے رہو گے تو تم ہمیشہ میرے خاص بندوں
کی فہرست میں شامل رہو گے ۔ شاہ میر کا انداز بیان حسام کے لیے باعث
مسرت تھا ۔

او کے پھر بات ہوتی ہے تم سے جب تک کے لیے کڑی نظر رکھنا۔ اسے
محتاط کرتا شاہ میر فون بند کرتا ہوا مسکرایا تھا۔

جب جب میں کسی سے محبت کرنے کی خاطر اس کی طرف قدم بڑھاتا
ہوں تب تب آپ میرے اور اس کے درمیان میلوں کا فاصلہ بنا دیتے ہیں
اللہ اور میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں آپ کی حکمت میں چھپی اپنی بھلائی سوچ کر

-

مگر اس بار میں پیچھے نہیں ہٹوں گا چاہے پھر کچھ بھی ہو جائے۔

اس بار شاہ میر ہمدانی اپنی قسمت ہر حال میں آزمائے گا۔ شاہ میر کے ارادے مضبوط تر ہو گئے تھے۔

اچھا گھر، گاڑی، نوکر چاکر سب سے زیادہ پیسے کی ریل پھیل ایک عورت کو اس سے بڑھ کر کیا چاہیے ہوتا ہے۔

اور رہی بات محبت کی تو اسے مجھ سے ہونے میں دیر تھوڑی لگے گی، تخمیر سے سوچتا ہوا شاہ میر اپنے سوچوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بے قرار تھا۔

ابی ویڈیو گیم کھیلیں۔ ارحم کی نئی فرمائش پر وہ نفی میں گردن ہلا گیا تھا۔

پھر - افسردگی سے شاہ میر کو دیکھا گیا تھا -

کرکٹ کھیلیں - ہلکا سا جھکتا ہوا شاہ میر مسکرایا تھا -

واووووو پری بھی کھیلے گی - ارحم کی پرہوش آواز پر شاہ میر دل سے مسکرایا
تھا -

میں بھی کھیلوں گا ، پیچھے سے آتے دادجی کی آواز پر ارحم نے شاہ میر کو
جھکنے کا اشارہ کیا تھا جس پر شاہ میر فوراً سے جھکا تھا -

دادجی اپنی اسٹک سنبھالیں گے یا بال - منہ پر ہاتھ رکھے وہ شرارت سے بولا
تھا -

ارحم کی بات پر مسکراتا ہوا شاہ میر دادجی کی سمت مڑا تھا -

یار دادجی اس عمر میں ہڈیاں بھی نہیں جڑنی آپ کی اور بات کر رہے ہیں
کھیلنے کی -

اس لیے بہتر ہوگا آپ جاکر اپنے روم میں آرام کریں - شاہ میر کی بات دادجی
نے ناراضگی سے منہ بسورا تھا -

ہاں ہاں جاؤ مجھے بھی شوق نہیں ہے کچے کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا اور
ویسے بھی کچھ دیر میں ریا خان کا پروگرام شروع ہونے والا ہے تو میں نہیں
کھیلنے والا تمہارے ساتھ - بڑی نزاکت سے کہتے ہوئے داد جی ایسے بول رہے
تھے جیسے انہیں کھلانے سے انکار شاہ میر نے نہیں خود انہوں نے کیا ہو -

مسکراتا ہوا شاہ میر فقط گردن ہلا کر رہ گیا تھا -

ارے بھئی کس لیے اتنا خوش ہوا جا رہا ہے - اپنے روم جاتی سمرین ہمدانی
لیونگ روم میں موجود شاہ میر اور ارحم کو دیکھ کر پوچھ رہی تھیں -

آج میں ابی اور پری کرکٹ کھیلیں گے دادو - ارحم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ
 ہی نہیں تھا کیونکہ آج شاہ میر اسے اتنے دنوں کے بعد اس کے ساتھ اتنا
 وقت گزار رہا تھا -

یہ بہت اچھی بات ہے - شاہ میر کو دیکھتی ہوئی وہ نم آنکھوں سے مسکرائی
 تھیں -

آپ بھی کھیلیں گی دادو ہمارے ساتھ - ارحم نے انہیں بھی دعوت دی
 تھی -

سوری دادو کی جان دادو تھک گئیں ہیں اور طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی -

کیوں مام کیا ہوا ہے آپ کی طبیعت کو - شاہ میر کو فکر ہوئی تھی -

زیادہ کچھ نہیں ہے مانگرین ہے دوا لوں گی تو ٹھیک ہو جائے گا تم فکر مت کرنا - شاہ میر کی فکر پر مسکرا کر بولتی ہوئی وہ اپنے روم کی جانب بڑھی تھیں

-

چلیں ،،،،، یس ابی - پری اور ارحم کا ہاتھ پکڑے وہ گارڈن کی سمت بڑھا تھا

-

پری بال لاؤ۔ شاہ میر کے پکارنے پر ننھے قدموں سے بھاگتی ہوئی گول مسٹل
سی پری بال کی جانب بڑھی تھی۔

جس پر شاہ میر منہ پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہا تھا اور وہیں ارحم رن لیتا ہوا
چونکا نظروں سے پری کو دیکھ رہا تھا۔

ابی بال آہستہ کروائیں۔ ارحم کے بولنے پر شاہ میر نے اپنی سلیوز فولڈ کی
تھیں۔

بیٹا اگر اس سے زیادہ آرام سے کروائے نا آپ کو بال پری اور میرا تو نمبر پھر
آنے سے رہا۔ بچوں کے ساتھ بچہ بنا ہوا شاہ میر گلاس ونڈو سے دیکھتے داد جی
اور بی جان کی نم آنکھوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔

آؤٹ -- پری کو گود میں اٹھا کر شاہ میر بلند آواز میں چلایا تھا۔

شٹ یار۔ وکٹ پر بال سے لگنے آؤٹ ہوتا ارحم افسردہ ہوا تھا۔

بیننگ کی باری پری کی آئی تھی جس سے بھاری بیٹ اٹھایا بھی نہیں جا رہا
تھا۔

پنجوں کے بل بیٹھے شاہ میر کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں ان دونوں کو ہنستے
کھیلتے دیکھ -

میں اپنی ذمہ داری دل سے نبھا رہا ہوں شارق - دل میں کہتا ہوا شاہ میر
بھاری بیٹ کو پکڑنے کی جد کرتی پری کے پاس آیا تھا -

اب کرواؤ - ارحم کو چیلنج دیتا شاہ میر بیٹ پر پری کے ہاتھ رکھوا کر کھیلنے
کے لیے تیار تھا -

سیکسر - شاہ میر کی بلند آواز پر چمکتی ہوئی پری نے تالی بجائی تھی -

چیٹنگ ہے یہ تو ابی۔ ارحم نے افسردگی سے کہا تھا۔

کیا چیٹنگ یہ گیم ہے بیٹا۔ شاہ میر نے اس کی پتلی ناک دبائی تھی۔

میں نہیں کھیل رہا آپ دونوں جیت جاؤ گے۔ بیٹ لے کر بھاگتا ہوا ارحم مسکرا کر بول کر بھاگتا اپنے پیچھے شاہ میر اور پری کو آتے دیکھ قہقہہ لگا رہا تھا

-

پورچ ایریا میں رکتی فرقان کی کار سے باہر نکلتی کبری شاہ میر کو بچوں کے ساتھ دیکھ کر کرب سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

ارحم کے بچے - ارحم کے پیچھے بھاگتا ہوا شاہ میر ہری گھاس پر دراز ہوا تھا -

اس کی دیکھا دیکھی ارحم اور پریشہ اس کے سینے پر سر رکھے اس کو ہنستے
ہوئے دیکھ رہے تھے -

یار منزہ کتنا پڑھو گی - منیبہ جو کب سے اپنی بکس بند کیے بیڈ پر نیم دراز
تھی منزہ کو پڑھتے دیکھ اکتاہٹ محسوس کر رہی تھی -

جب تک مجھے میرا دل کرے گا تب تک - منیبہ کو زچ کرتی وہ جان بوجھ کر بولی تھی ورنہ وہ بکس بند کرنے کا ارادہ رکھتی تھی -

پلیز منرہ بند کر دو - منیبہ کی مسمناہٹ پر منرہ مسکرائی تھی -

بکس بند کر کے منرہ اپنے کچر میں مقید بالوں کو رہائی دیتی ہوئی بیڈ پر نیم دراز ہوئی تھی -

آج جاذب نے مجھے اپنی ماما سے ملوانے کا کہا ہے - اچھا کب - منرہ کی بات پر منیبہ تجسس سے اٹھ بیٹھی تھی -

پیپرز کے بعد -

مطلب تمہیں اس نے پروز بھی کر دیا مجھے تو صبح کہہ رہا تھا -

محبت کا تو پتا نہیں ہاں پر میں منزہ کی دل سے عزت کرتا - جاذب کی نقل
اتارتی ہوئی شکد تھی جاذب کے اپنی فیملی سے ملانے کے بڑے قدم سے -

اس میں کوئی شک نہیں میں اور جاذب ایک دوسرے کی دل سے عزت
کرتے ہیں -

ہمارے بچ میں محبت کا رشتہ ہے یا نہیں مجھے نہیں پتا مگر ہمارا ہاں ہمارے درمیان عزت اور احترام کا بہت مضبوط اور گہرا رشتہ ہے ۔ منزہ اور جاذب کی ایک جیسی سوچ سن کر منیبہ اپنی پیشانی پکڑ کر بیٹھ گئی تھی ۔

تو تم صاف سیدھا کہہ دو کہ تم دونوں ایک دوسرے محبت کرتے ہو ایسے ہی بات کو گھومار ہے ہو ۔ منیبہ کے لہجے میں تلخی گھولی تھی ۔

عزت محبت سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہوتی ہے ۔ جب ہمارے درمیان عزت کا رشتہ قائم ہو چکا ہے تو محبت کی گنجائش نہیں ۔ منیبہ کو حیران کرتی وہ مسکرائی تھی ۔

مطلب تم جاذب سے محبت نہیں کرتی ۔

پتا نہیں ۔ شانے اچکاتی وہ تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گئی تھی ۔

حد ہے مطلب ایک دوسرے کی فیملی سے ملنے ملانے کی باتیں ہو رہی ہیں
اور یہاں میڈم کو یہ نہیں پتا کہ وہ محبت کرتی ہے یا نہیں ۔ منیبہ کو
گہرے صدمے میں دیکھ منزہ سوچنے پر مجبور ہوئی تھی ۔

محبت اور عزت کہنے میں تو دونوں ایک دوسرے سے بہت الگ ہیں مگر
دونوں ہی بہت قیمتی ہیں ۔

اور جنہیں محبت مل جاتی ہے بنا عزت کے تو اس محبت کی کوئی معنی نہیں رہتی وہ ہو کر بھی ادھوری رہ جاتی ہے انسان پا کر بھی خالی ہاتھ رہ جاتا ہے ۔
 ہر رشتہ میں محبت اور عزت کا ہونا لازمی ہے ان دونوں کے بغیر ہر رشتہ ادھورا ہے ۔ اس لیے محبت اور عزت دونوں کا ہونا لازمی ہے ۔

ایک عورت کے لیے عزت سب سے زیادہ معنی رکھتی ہے مگر محبت کی کمی بھی کہیں نا کہیں اندر ہی اندر خلقتی ضرور ہے ۔
 اگر محبت اور عزت یہ دونوں ایک ساتھ مل جائے جس شخص یا عورت کو وہ دنیا کا خوش قسمت ترین انسانوں میں سے ایک ہوتے ہیں ۔

اور اگر کسی کو صرف عزت ملتی ہے اور محبت نہیں زندگی بے وجہ گزرتی ہے اور تو اور اس کے دل کا ایک خاکا ہمیشہ خالی رہتا ہے محبت کی بہار کے انتظار میں -

کہا جاتا ہے کہ ایک عورت کو سب سے زیادہ عزت کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ بھی حقدار ہوتی ہے محبت کی - عورت ایک پھول کی مانند ہوتی ہے جسے محبت کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کے عزت کی -

اس عورت کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی اسے بھی چاہے اس کا بھی خیال رکھے اس کی چھوٹی چھوٹی بات غور سے سنیے -

زیادہ نا سہی مگر دو بول محبت کے اس مرجھائی ہوئی عورت کو تروتازہ کر دیتے ہیں -

اس لیے محبت اور عزت دونوں میں برابری لازم ہے -

جس رنگ میں بھی دیکھوں اسے خوشنما لگے

ایک شخص دل کے آسمان پر قوس قزح سا لگے

آج صبح صبح ہی شاہ میر آفیس آگیا تھا وجہ صدیق صاحب سے ملاقات ٹھہری
تھی -

اب بھی وہ صدیق صاحب کا ہی انتظار کر رہا تھا کہ سیل فون میں موجود منرہ کی فوٹو دیکھ کر مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

ٹک ٹک ٹک،،، آجائیں۔ ناک ہوتے ڈور پر الرٹ ہوتا وہ اپنا سیل فون دراز میں ڈال کر اپنے کالر کی ان دیکھی شکن سیٹ کرتا ہوا آنے والے شخص سے واقف تھا۔

ارے صدیق صاحب آپ آئیں ناں۔ لائیٹ براؤن کلر کا سوٹ کوٹ زیب تن کیے صدیق صاحب اپنے بھاری بھر کم وجود سمیت شاہ میر کے سامنے موجود تھے۔

آپ کو اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی صدیق صاحب آپ کا اپنا ہی آفیس ہے۔ شاہ میر کا اس طرح انہیں پرچوشی سے مخاطب کرنا صدیق صاحب کے اندر سرشاری پیدا کر گیا تھا۔

یہ تو تمہارا اخلاق ہے شاہ میر بیٹا ورنہ کون ایسے غیروں کو اتنی عزت دیتا ہے۔ چیئر پر بیٹھتے ہی وہ شاہ میر کا نیچے سے اوپر تک کا جائزہ لیتے ہوئے مسکرائے تھے۔

سیاہ بال جو ہمیشہ کی طرح آج بھی اچھے سے سیٹ کیے گئے تھے جنہیں دیکھنے پر صاف پتا چل رہا تھا کہ سب سے زیادہ وقت انہیں بنانے میں

صرف کیا گیا ہے سب سے بڑا بدلاؤ شاہ میر کی ڈریسنگ میں تھا جو آج اپنی ڈریسنگ کے برخلاف وائیٹ کاٹن کے بنا شکن زدہ سوٹ میں ملبوس انہیں کافی پسند آیا تھا۔

یہ میری سب سے بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھتا ہوا شاہ میر اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے مسکرایا تھا۔

ارے کہاں بیٹا یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم مان گئے مجھ سے ملنے کے لیے۔ صدیق کا لہجہ ہی بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت کس قدر خوش تھے۔

کیا لیں گے ،، شاہ میر ان کے چہرے پر نظریں گاڑے ہوئے مخاطب ہوا تھا

-

کچھ اچھا سا کھانے کے لیے منگوا لو۔ صدیق صاحب کے بولنے پر وہ مسکراتا
ہوا گردن کو ہلکی سی جنبش دے رہا تھا۔

کھانے کا کہہ کر وہ ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھ کر ریلکس ہو کر بیٹھا تھا۔

تو پھر میں ہماری ڈیل ڈن سمجھوں صدیق صاحب۔ مسکراتے لب اور سنجیدگی
سے ٹلی شاہ میر کی نظریں دیکھ صدیق صاحب مسکرائے تھے۔

پہلے وجہ تو جان لو شاہ میر میرے یہاں آنے کی - شاہ میر بھنویں سیکڑی
تھی -

بولیں آپ کو سننے کے لیے ہی تو یہاں بیٹھا ہوں - شاہ میر کا لہجہ اب بھی
نہیں بدلا تھا -

ہماری ڈیل ایک شرط پر ڈن ہوگی شاہ میر ہمدانی - لفظوں کو ترتیب دیتے
ہوئے صدیق صاحب شاہ میر کی گہری ہوتی مسکراہٹ کو نا سمجھی میں دیکھ
رہے تھے -

کیسی شرط - شاہ میر ہلکا سا ان کی طرف جھکا تھا -

بیچلر ہو تم اور مجھے تمہارے جیسے داماد کی ہی تلاش تھی - " فرقان بے غیرت
تیری کالی زبان ہے "

صدیق صاحب کو سنجیدگی سے سناتا ہوا وہ فرقان کی بات اس طرح پوری
ہوتے دیکھ دل ہی دل میں مزید گالیوں سے نواز رہا تھا -

ہمیشہ سے خواہش تھی میری ایک ایسا داماد ملے مجھے جو بزنس بھی اچھے جانتا
ہوں اور میری اکلوتی بیٹی کے معیار پر بھی پورا اترے تم میں وہ سب خوبیاں
ہیں جو مجھے اپنے داماد میں چاہیے تھی -

شاہ میر کے ایک ساتھ سارے طوطے اڑے تھے۔ مگر خود پر کمال کا ضبط
کیے وہ مسکرا رہا تھا جیسے اتنی بڑی کوئی بات ہوئی ہی نا ہو۔

پوچھو گے نہیں میں نے اپنی یہ دیرینہ خواہش تمہارے آگے ہی کیوں رکھی۔
شاہ میر کو خاموشی سے خود کو سنتے دیکھ ان کی ڈھارس بندھی تھی۔

آپ ہی بتادیں صدیق صاحب۔ کس ضبط سے شاہ میر نے کہا تھا یہ شاہ میر
ہمدانی کے سوا کوئی نہیں جان سکتا تھا۔

کیونکہ میں پہلے تمہاری رائے جاننا چاہتا ہوں یہ رہی میری بیٹی کی راعنہ کی
تصویر ہے دیکھ لوں اور اس میں فون نمبر کے ساتھ ٹوئیٹر، ایف بی، انسٹا،

سنیک، ٹک ٹاک آئی ڈیٹر ہیں اور بھی بہت سی ہیں جو میں بتانا بھول گیا ہوں اس میں لکھا ہوا ہے سب - شاہ میر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں اور لب سیل گئے تھے -

اگر تمہیں کوئی اعتراض نا ہو تو اپنی فیملی کو میرے گھر بھیج دینا - شاہ میر کا زندگی میں پہلی حلق خشک ہوا تھا -

یہ کیسا باپ ہے - حیرانگی سے سوچتا ہوا ٹیبل پر رکھا خاکی لفافہ دیکھ رہا تھا -

ویسے اگر منزہ نا ہوتی بچ میں تو شاید نمبر ٹرائی کر لیتا - کر لیتا ہوں -

نہیں یار موٹے صدیق اور اس کی بیٹی کے بچ پھنس گیا تو توبہ استغفار -
لب دبائے وہ سوچ کر ہی توبہ کر گیا تھا -

صدیق صاحب ٹیبل پر رکھے کھانے کی سمت بڑھے اور بیٹھتے ہی کھانے کے
مزے اڑانے لگے تھے بنا شاہ میر کو بلائے -

جبکہ شاہ میر پر سوچ انداز میں انہیں کھانا کھاتے دیکھ رہا تھا -

کچھ توقف صدیق صاحب کھانے سے فارغ ہو کر واپس سے چیئر پر بیٹھ گئے
تھے پورے کئین میں خاموشی کا راج تھا کہ زمین پر سوئی پھینکوں تو اس
کی بھی آواز آسانی سے سن سکتے تھے -

ایک کافی میرے لیے بھی۔ شاہ میر اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے لیے بلیک کافی بنانے لگا تھا جب صدیق صاحب کی پکار پر مسکرا کر ان کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

جی ضرور۔ اپنے اور صدیق صاحب کے لیے کافی بنا کر لاتا ہوا شاہ میر انہیں مگ دے کر خود گلاس ونڈو کے پاس آکر رکا تھا۔

اپنے ذہن میں چلتی سوچوں کو بریک لگاتا ہوا وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔

آپ کو یہ کس نے کہا کہ میں بیچلر ہوں۔ شاہ میر کے سوال کافی کی سیپ لیتے صدیق صاحب نا سمجھی میں اسے دیکھ رہے تھے۔

جو مگ لبوں سے لگائے ونڈو سے باہر دکھتے مناظر کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

کیا مطلب ہر جگہ یہ ہی لکھا ہوا ہے تمہارے بارے میں کہ تم بیچلر ہو۔ وہ صدمے سے چلا بھی نہیں پائے تھے۔

ایم میرڈ صدیق صاحب۔ شاہ میر کے بتانے پر وہ چونکتے تھے۔

کیا ااااا۔

جی میں شادی شدہ ہوں - تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتا شاہ میر ان کی سمت
مڑا تھا -

چند ماہ پہلے ہی میں نے نکاح کیا ہے -

جھوٹ مت بولو شاہ میر - صدیق صاحب کے پراعتماد لہجے پر شاہ میر مسکرایا
تھا -

جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے صدیق صاحب -

ایسا کیسے ہو سکتا ہے تمہاری فیملی کو ہی نہیں پتا تمہاری شادی کا - شاہ میر
نے اپنی آبرورب کی تھی -

کیونکہ میں نے اپنی فیملی سے چھپ کر نکاح کیا ہے - وہ جھوٹ کو سچ بنا
کر بولتا ہوا وہ ذرا نہیں دگگایا تھا -

کیوں -

کیونکہ ڈیڈ نہیں مان رہے تھے پر اب مان گئے ہیں ایک مہینے تک پوری دنیا
کے سامنے اپنی شادی کا اعتراف کرنے کا ارادہ ہے میرا - نظریں جھکائے
وہ کان کھجاتا ہوا کہہ کر پچھتایا تھا -

اب کہاں سے کرتا شادی ایک مہینے میں کے اندر اندر -

میں آپ کو کسی بھی دُکھے میں نہیں رکھنا چاہتا تھا صدیق - صدیق صاحب
مسکرائے تھے شاہ میر کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر -

جتنے تم دکھنے میں خوبصورت اور باوقار ہو اتنے ہی اندر سے ہو -

بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر شاہ میر ہمدانی اور افسوس بھی میں نے آنے
میں دیر کر دی - صدیق صاحب کے لہجے میں درد صاف عیاں تھا جس پر شاہ

میر شرمندہ ہوا تھا مگر وہ منزہ کی جگہ کسی کو سوچنا بھی اب گناہ سمجھنے لگا تھا۔

بے فکر رہو ڈیل تمہاری ہی ہے کل ہی ڈن کر دیتا اگر یہ سب پتا ہوتا تو اللہ تمہیں اور تمہاری مسسز کو ہمیشہ خوش رکھے۔ دیکھاؤ گے نہیں مجھے اپنی مسسز۔ شاہ میر ان کی ڈیل ڈن کرنے والی بات سے زیادہ ان کی دعاؤں پر خوش ہو رہا تھا۔

ضرور انکل۔ شاہ میر دراز سے سیل فون نکالتا ہوا پرچوش ہوا تھا۔

یہ میری ہونے والی مسسز۔

ہونے والی ،،،،، ہاں دنیا کے سامنے ابھی نہیں بنی نا۔ منزہ کو اپنا کہتا ہوا وہ جس قدر خوش تھا یہ صدیق صاحب دیکھ کر افسردہ ہوئے تھے۔

بہت پیاری اللہ پاک تم دونوں کو ایک ساتھ خوش و آباد رکھے۔

آمین۔۔۔ بس اللہ پاک ان کی دعا سن لیں اور منزہ کو میرا صرف میرا بنا دیں
- شاہ میر دل ہی دل میں دعا گو ہوا تھا۔

دعا کرنا تم میری راعنہ کو تم جیسا ہی ہمسفر ملے۔ وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے افسردگی سے گئے تھے۔

مبارک ہو میری جان فرقان ڈیل ڈن جلدی سے آفیس پہنچ بہت ضروری بات
بھی بتانی ہے تجھے - خوشی سے چمکتا ہوا شاہ میر آج پھر فرقان کی نیند میں
خلل ڈال گیا تھا -

آ رہا ہوں - نیند سے بوجھل آواز میں جواب دیتا ہوا فون رکھ گیا تھا -

یقین تھا ہمدانی تو ڈیل ڈن کروا کر ہی رہے گا - کنفرٹ سائیڈ پر پھینکتا ہوا
مسکرایا تھا -

کہاں جارہی ہیں بنا مجھ سے ملے۔ آذر کلاس میں جاتی ہوئی منیبہ کی راہ میں
حائل ہوا تھا۔

آپ سے مل کر کلاس لینی ہوگی مجھے۔ آذر کو دیکھتے ہی منیبہ کی عقل سو گئی
تھی۔

بالکل آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ جیسے ہی یونی میں انٹر کریں ویسے ہی مجھ
سے ملیں۔ منیبہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا ہوا ممسکراہٹ دبائے ہوئے
تھا۔

اوکے اب میں بھی آؤں تو پہلے آپ سے ہی ملوں گی اب میں جاؤں لیٹ
ہو رہی ہے مجھے کلاس لینا ہے ۔

جی جی ضرور میں نے کب روکا ہے مگر کلاس لے کر مجھے کینٹین میں ملنا
اوکے میں ویٹ کر رہا ہوں تمہارا وہاں ۔ گردن ہلا کر جاتی ہوئی منیبہ کو
دیکھتا ہوا عقب سے آتی آواز پر مڑا تھا ۔

یہاں کیا کر رہے ہو مسٹر پڑھا کو ۔ ٹائٹ جینز پر ڈھیلی سی شرٹ پہنے ہوئے
وہ نازک سی لڑکی مسکرائی تھی جس پر وہ لب دبا لئے آگے چلنے لگا تھا ۔

او ہیلو مسٹر کچھ پوچھا ہے تم سے ۔ وہ اس کے پیچھے لپکی تھی ۔

اور مس میں تمہیں بتانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ وہ بھی اس کی ہی ٹون میں
بولا تھا۔

ٹھیک میں کبریٰ آپنی کو بتادوں گی کہ ان کے دیور صاحب آج کل کسی
پیاری سی لڑکی کے چکر میں ہیں۔ بنا بنا کر بولتی ہوئی وہ آذر کے قدم جکڑ گئی
تھی۔

ابھی کچھ نہیں بتانے والی تم کبریٰ بھابھی کو۔ آذر اس کی سمت مرٹتا ہوا
تنبیہ کر گیا تھا۔

وہ کیا ہے ناں مسٹر آذر ہمدانی میری زبان پھسلنے میں دیر نہیں لگتی۔ اب
آذر اس کے پیچھے تھا اور وہ آگے چلتی ہوئی چمکی تھی۔

شیزا یار بات تو سنو۔

سب سن لیا ہے میں نے کینٹین میں آئے گی وہ پھر مجھ سے ملوا دینا پھر
سوچو گی آپ کو بتانا ہے یا نہیں۔ آذر بڑی بری طرح پھنسا تھا۔

پیشانی مسلتا ہوا اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا وہ اسے سب کے ساتھ ہائے
ہیلو کرتے ہوئے دیکھ پیچھے گردن موڑ کر منیبہ کی کلاس کو دیکھ کر
کینٹین کی جانب بڑھا تھا۔

جاذب تم بہت چھٹی کرنے نہیں لگ گئے آج کل - منیبہ جو کلاس میں
انٹر کرتے ہی جاذب پر چڑھ دوڑی تھی -

تمہارا اثر ہو گیا مجھ پر بھی - شانے اچکاتا ہوا وہ منیبہ کی گھورنے پر لب دبا گیا
تھا -

میرا اثر پڑ ہی نا جائے تم - ہاتھ ہلاتی ہوئی وہ لڑکے کو تیار ہوئی تھی -

جبکہ منزہ خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ کر مزے لے رہی تھی۔

تم پر تو منزہ کا اثر پڑنا چاہیے مجھ سے زیادہ تو تم منزہ کے ساتھ ہوتے ہو اس کا اثر تو تم پر پڑا نہیں میرا پڑے گا۔ چڑ کر بولتی ہوئی وہ منزہ کے برابر میں آکر بیٹھی تھی۔

یا اللہ تیرا شکر ہے کہ مجھ پر منیبہ صفر کا سایہ نہیں پڑا ورنہ میں تو ہر کلاس مس کر دیتا۔ دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے وہ کلاس میں موجود سب اسٹوڈنٹس کو خود کی جانب متوجہ کر گیا تھا۔

منزہ اسے چپ کروالو ورنہ - منزہ کو خاموش بیٹھے دیکھ وہ افسردگی سے بولی تھی

-

میں کیا کر سکتی ہوں - منزہ نے شانے اچکائے تھے -

ورنہ کیا - جاذب بھی آج اسے تپانے کے پیچھے تھا -

ورنہ میں -

ورنہ تم -

منزہ چپ کرواؤ اسے - منیبہ کی بھرائی آواز پر جاذب مسکرایا تھا۔

پلیززز جاذب - منیبہ کی رونی شکل دیکھ منزہ نے جاذب کو گھورا تھا۔

وہ یوں ہی تھی حساس بات بہ بات رو دینے والی جس کی عادت سے منزہ اچھے سے واقف تھی -

سوری یار تم بہت پڑھا کو ہو سب سے پہلے کلاس میں آتی ہو سب سے زیادہ ہوشیار ہو تم منزہ سے بھی زیادہ - وہ اب اسے آگ کر رہا تھا -

منزہ - اوکے سوری - کان پکڑتا ہوا جاذب منیبہ کی جانب دیکھ کر مسکرایا تھا
جو منہ بنائے ہوئے اسے گھور رہی تھی -

اب بس بھی سوری کرتا رہا ہوں تمہیں - منیبہ کے گھورنے پر جاذب نے
اس کی ناک دبائی تھی -

اٹس اوکے - شان بے نیازی سے کہتی ہوئی منزہ کو مسکرانے پر اکسا گئی
تھی -

کس لڑکی کو سوچ کر مسکرایا جا رہا تھا اکیلے میں ۔

کوئی لڑکی نہیں ہے تیری ہونے والی بھابھی ہے ۔

کیا کہا دوبارہ کہنا ۔ فرقان کو اپنے سننے پر شک گزرا تھا ۔

کیا کہا تو نے ،،، کچھ بھی تو نہیں یہ بتا کبری چلی گئی گھر ۔ وہ فوراً سے

بات بدل گیا تھا ۔

ہاں انکل کے ساتھ گئیں ہیں - فرقان کا دھیان بٹتے دیکھ شاہ میر نے سکھ
کا سانس بھرا تھا -

یہ بتا صلیق صاحب سے ایسی کیا باتیں تیری - فرقان نے استفسار کیا تھا -

گاڑی میں بتاتا ہوں چل - فرقان گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے شاہ میر کے
پیچھے ہوا تھا -

ڈرائیو کرتا ہوا شاہ میر ساتھ ہی صلیق صاحب سے ہوئی گفتگو میں سے منزہ
والا قصہ چھوڑ کر سب فرقان کو گوش گزار کرتے ہوئے شاہ میر اور فرقان
کالیکتا قہقہہ گاڑی میں گونجتا تھا -

تو بڑا استاد ہے شاہ میر - فرقان نے اس کے شانے پر ہاتھ مارا تھا -

اس میں کوئی شک - شاہ میر نے بڑی خوشی سے داد وصول کی تھی -

آج بھی وہ آفیس کے بعد ان دونوں کی گاڑی کا بریک نائیٹ کلب کے پارکنگ ایریا میں لگا تھا -

شاہ میر سر آج آپ گائیں گے پلیزززززززز-

پلیز سر،، دونوں ہی آج کلب میں بیٹھے ہوئے گرمی سوچ میں کھوئے
 سوفٹ ڈرنک کے مزے لے رہے تھے۔

شیور،، مینجر کے بے حد اسرار کرنے پر شاہ میر ڈانس فلور کی سائیڈ پر رکھی
 چیئر کی جانب بڑھا تھا۔

اس کے بیٹھنے کی ہی دیر تھی کہ اس کے سامنے مانگ لاکر رکھ دیا گیا تھا اور
 پیچھے کھڑا ہوا ایک قابل میوزک بینڈ شاہ میر کو آج اتنے دنوں بعد سننے کے
 لیے بے قرار تھے۔

شاہ میر کو مسکرا کر دیکھتا ہوا فرقان اس کے کھوئے کھوئے سے انداز کو
 خاصا نوٹس میں لیے ہوئے تھا۔

کلب کی تمام لائٹس کچھ پل کے لیے آف کر دی گئی تھی۔ جس سے کلب
 میں سحر انگیز سکوت طاری ہوا تھا ہلکے سے میوزک کی آواز کلب کے چاروں
 اطراف میں گونجتی ہوئی کلب میں موجود سب نفسوں کو اپنے سحر میں جکڑ
 رہی تھی ان سب میں فرقان کا شمار سب سے پہلے ہوا تھا۔

آنکھیں بند کرتے ہی شاہ میر کی آنکھوں کے سامنے منظر کا عکس پوری تاب
 سے جگمگایا تھا۔

منزہ کے عکس کو خود کے ارد گرد محسوس کرتا ہوا شاہ میر اپنی آنکھیں کھولنے
سے انکاری ہوتا گنگنانے لگا تھا۔

وہ گانا جو اس وقت منزہ کو سوچ کر اس کے ذہن میں آیا تھا۔

دل آج کل میری سنتا نہیں
دل آج کل پاس رہتا نہیں

خود پر ہیڈ لائٹ کی تیز روشنی پر بھی وہ آنکھیں بند کیے ہوئے مسکراتا ہوا
گانے میں مگن تھا۔

یہ تجھ سے ہی ملنے کو چاہے

یہ تیری ہی کرتا ہے باتیں

شاہ میر گہری ہوتی مسکراہٹ میں کٹیوں کے دلوں پر ایک ساتھ وار کیا تھا

-

میوزک اور شاہ میر کی خوبصورت آواز پر خود بخود اٹھتے قدم ان سب کو ڈانس

فلور پر رقص کرنے کے لیے اکسا گئے تھے -

کیا تم ہو کیا تم ہو وہی

کیا تم ہو کیا تم ہو وہی

دل آج کل میری سنتا نہیں دل آج کل
دل آج کل میری سنتا نہیں دل آج کل

لائٹ میوزک انجوائے کرتا شاہ میر سب سے بے خبر منزہ کو سوچ کر ہی خود
سے غافل ہونے لگا تھا۔

وہیں فرقان شاہ میر کے پہلی بار اس طرح خود میں مگن ہو کر گانے پر سوچ
میں پڑا تھا۔

تیری آنکھوں کے رستے یہ چلے جاتا

جو بلاؤں میں کبھی لوٹ آتا نہیں

منزہ سے ہوئی پہلی ملاقات سے لے کر اب تک کی اپنی کالز کو سوچ کر
اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی مسکراتی ہوئی ریڈیش براؤن آنکھیں وا ہوئی
تھیں -

بے خبر یہ زمانے سے ٹکراتا ہے بے دھڑک
مجھ سے کہتا ہے میں ہوں یوں ہی

مانگ ہاتھ میں لیے وہ ڈانس فلور کے بچوں پچ آکھڑا ہوا جہاں نشے میں دھت
ایک دوسرے کی بانہوں میں جھولتے لڑکے لڑکیاں اس کی خوبصورت آواز
میں مدہوش ہوئے ہوئے تھے ۔

یہ تجھ سے ہی مل کے ہوا ہے
جو تیری نظر نے چھوا ہے

کیا تم ہو کیا تم ہو وہی
کیا تم ہو کیا تم ہو وہی

دل آج کل میری سنتا نہیں دل آج کل

دل آج کل میری سنتا نہیں دل آج کل

سب کے بچ سے نکلتا ہوا وہ شاہ میر کلب کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

شاہ میر کی آواز کا سحر ٹوٹا تھا میوزک بینڈ کے تمام ممبر آنکھیں پھاڑے شاہ میر کو اپنے ارد گرد نا پا کر حیران ہوئے تھے۔

کچھ دیر پہلے تو اس کی آواز کلبمیں گونج رہی تھی مگر اب اچانک سے وہ خود ہی منظر سے غائب تھا۔

کمینہ کہاں مر گیا مجھے چھوڑ۔ اپنے ڈرائیور کو کال کرتا ہوا فرقان شاہ میر کی حرکت پر شدید برہم ہوا تھا۔

ہے ہنر ایک نیا اس کو تجھ سے ملا
مسکرا کے یہ ملتا ہے سب سے ابھی

آدھی راتوں میں مجھ کو یہ دیتا اٹھا
مجھ سے پوچھے یہ راتیں کیوں کٹتے نہیں

گرلز ہاسٹل کے نیچے کھڑا وہ دونوں بازوں سینے پر باندھے ہوئے بس منزہ کی ہلکی سی جھلک دیکھنے کا خواہ تھا۔

یہ تجھ سے ہی ملنے کو چاہے

یہ تیری ہی کرتا ہے باتیں

کیا تم ہو کیا تم ہو وہی

کیا تم ہو کیا تم ہو وہی

دل آج کل میری سنتا نہیں دل آج کل

دل آج کل میری سنتا نہیں دل آج کل

سیل فون پاکٹ سے نکالتا ہوا وہ منہ کا نمبر ڈائل کر گیا تھا ۔

کیا ہے - رات کے بارہ بجے کے درمیان منزہ اپنے رنگ کرتے فون سے
کوفت محسوس کرتی ہوئی بڑبڑا کر اٹھی تھی -

کیا ہے بھائی کیوں اتنی رات کو کال کر کے پریشان کر رہے ہیں آپ - لمبی
گھنی پلکیں بند آنکھوں سے چپکی ہوئی تھیں جنہیں منزہ نے کھولنا نہیں چاہا
تھا -

اگر آنکھیں کھول دیتی تو اس کی نیند اڑ جاتی پھر وہ باقی کی رات جاگ کر
گزارتی -

وہیں فون پر موجود شاہ میر نے لب بھینچے تھے بھائی سن کر۔

بھائی ماما ٹھیک ہیں نا۔ آنکھیں پٹ سے کھولتی وہ سامنے سے جواب نا پا کر
فکر سے گویا تھی۔

مگر اب بھی اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

دیتا تو جب جاتا جب فون پر منزل ہوتا۔

بھائی پاپا ٹھیک ہیں۔ وہ مزید فکر سے پوچھا رہی تھی۔

میں کوئی آپ کا بھائی نہیں ہوں - مقابل کی آواز سن کر فون کان سے
ہٹاتی ہوئی منہ چونکی تھی -

پھر کون ہیں - وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی -

آواز سننے کا دل کر رہا تھا دل تو دیکھنے کا بھی کر رہا تھا مگر آواز پر گزارا کر رہا
ہوں آج - وہ روانگی سے کہتا ہوا کال کٹ کر گیا تھا -

کچھ دیر پہلے تک فون سے آتی شناسائی آواز کو پہچاننے کی کوشش کر ہی رہی
تھی کہ فون کٹ کر دیا گیا تھا -

اب ساری رات سوچنا میڈم کون تھا - مسکرا کر سوچتا ہوا وہ فوراً سے وہاں سے نکلا تھا -

کون ہوسکتا ہے - کال پر کال کرتی ہوئی وہ ہلکان ہوئی تھی مسلسل بند جاتے نمبر سے -

دونوں ہاتھوں میں سر تھا مے سوچنے لگی تھی اور نیند اس کی آنکھوں سے کئی میلوں دور جا کر سو گئی تھی -

آنکھ کھلتے ہی منزہ کو میسج کر کے فون سے سیم نکال کے اپنے والٹ میں رکھتا ہوا وہ ڈریسنگ روم سے اپنے کپڑے لیے باتھروم کی سمت بڑھا تھا۔

کیسا ہے وقاص - صبح تیار ہو کر اس نے پہلی کال اپنے یونی کے فرینڈ کو ملائی تھی جو پہلی رنگ پر اٹینڈ کر لی گئی تھی -

شاہ میر -،،

ہممم پہچان لیا - خود پر کلون کی بارش کرتا ہوا وہ مسکرایا تھا -

تجھے کیسا نا پہچانتا تو کوئی بھولنے والی چیز تھوڑی ہے۔ اتنے سالوں بعد شاہ
میر کی کال نے اسے سرشار کیا تھا۔

کوئی کام تھا مجھ سے۔ شاہ میر بنا مقصد اسے کال کرنے سے رہا جب ہی
وہ پوچھ بیٹھا تھا۔

ہاں ایک کام تھا یار تجھ سے۔ شاہ میر اسے کال کرنے کے مقصد پر آیا
تھا۔

یار تو حکم کر بس ،،،، حکم نہیں عرض ہے یار مل کر بات کرتے ہیں
۔ وقاص کو ایڈریس بتاتا ہوا شاہ میر اپنے روم سے نکلا تھا۔

ارے کبری جی آپ ابھی تک یہاں پر ہی کھڑی ہیں اور میں کب سے آپ
کا انتظار کر رہا تھا۔ عجلت میں کھڑی کبری فرقان کی آواز پر افسردہ چہرہ لیے
اس کی سمت مڑی تھی۔

جی وہ یہ پرنٹر نہیں چل رہا مجھ سے بہت کوشش کی میں نے لیکن بے
سود، افسردگی سے کہتی ہوئی وہ پرنٹر کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

ایسی بات تھی تو آپ مجھے بلا لیتی سائیڈ ہوں میں چلا دیتا ہوں اسے ،، کبری کو سائیڈ ہونے کا کہتا ہوا فرقان پرنٹر آن کر کے مسکرایا تھا کبری کے شکد فیس کو دیکھ کر ۔

اتنا آسان تھا ،، کبری حیرت سے گویا ہوئی تھی ۔
 جی اتنا آسان تھا اب یہ پیپر آپ مجھے دیں اور آپ میرے کیبمیں بیٹھیں
 میں بس پانچ منٹ میں آتا ہوں ۔ سنجیگی سے کہتا ہوا کبری کی خود پر ٹکی
 نظروں سے انجان بنا کھڑا تھا ۔

جی ۔۔ فرقان کو دیکھتی ہوئی وہ وہاں سے گئی تھی ۔

ہمدانی تو میرے صبر کا امتحان لے رہا ہے اللہ پوچھے گا تجھے کہینے - پیپرز
 پرنٹ کرتا ہوا وہ شاہ میر کی دی ہوئی زمیاری یاد کرتا لب بھینچ گیا تھا -

کبری کو تم گائیڈ کرو گے ،، کیاااااااا ،، شاہ میر کے عام سے انداز پر وہ چونکا
 تھا -

کیا کیا جو کہا ہے وہ ہی کرنا ،، فرقان کے چونکنے پر شاہ میر نے تاسف سے
 گردن ہلائی تھی -

جب تک ڈیڈ واپس نہیں آجاتے جب تک کبریٰ کو گھر تک تم ہی ڈراپ کرو گے ،، ایک نیا حکم اس پر صادر کرتا ہوا شاہ میر فائز سمیٹتا ہوا چہرے پر سنجیدگی طاری کیے ہوئے تھا۔

میں کوئی ملازم نہیں ہوں تیرا پارٹنر ہوں میں ،،، صدے سے کہتا فرقان شاہ میر کے کڑے تاثرات دیکھ کر رخ موڑ گیا تھا۔

اچھے سے جانتا ہوں کہ تو اس کنسٹرکشن بزنس کے ساتھ ساتھ میرا کرائم پارٹنر بھی ہے ،، اس ہی وجہ سے تجھے کبریٰ کی ذمہ داری دے رہا ہوں اگر نہیں نبھا سکتا تو تو سب بھول جا جو تو نے سوچا تھا وہ بھی جو تو اب سوچتا

ہے وہ بھی،، فرقان کو وارن کرتا ہوا شاہ میر اپنی اچانک سے اد آنے والی مسکراہٹ پر قابو پائے ہوئے تھا۔

جبکہ فرقان اسٹل بنا اسے ہی دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ کا شائبہ تک نا تھا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے سمجھے تم،، شاہ میر رخ موڑ کر مسکرایا تھا۔

ہممم،، شاہ میر کہہ کر وہاں سے گیا تھا۔

فرقان سر یہ ہو گئے ہیں، آفیس اسٹاف کے لڑکے کے پکارنے پر سوچوں
میں گم فرقان ہوش میں آیا تھا۔

تھینک یو۔ پرنٹ کیے پیپرز لیے اپنے کیبن کی جانب بڑھتا ہوا فرقان ہاتھ پر
بندھی ریسٹ واچ پر ٹائم دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

کیا ہو گیا ہے آپ کو شائستہ جب دیکھو بچے کے پیچھے پڑی رہتی ہیں آپ۔
وقار صاحب جو کب سے انہیں منزل کو سناتے دیکھ آخر کار بول ہی اٹھے
تمھے۔

میں پڑی رہتی ہوں پیچھے اس کے اور یہ جو مجھے چھوٹے بچوں کی طرح تنگ کیے رکھتا ہے اس کی عمر کے نوجوان سمجھدار میچور ہوتے ہیں اپنا کام سلیقے سے کرتے ہیں اور یہ جب دیکھو کمرے کا حشر بگاڑ کر رکھتا ہے۔ وقار مرزا کے پیچھے کھڑے منزل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں ماں کی بات

پر۔

اللہ اللہ بابا منزہ کی ساری کمی مجھ سے پوری کرتی ہیں ناں۔ کانوں کو چھوٹا ہوا وہ صدمے سے گویا ہوا تھا۔

ہاں تو کسے سناؤ ایک منزہ ہی ہوتی تھی میری سننے والی آپ تو میری سنتے
نہیں تھے ، ان کے تیز تلوار کا رخ وقار صاحب پر آیا تھا ۔

سندھ یونیورسٹی کے قابل پروفیسر اور پرنسپل

کی بیٹی ہونے کے بعد بھی ہماری بیٹی اسکالرشپ پر پڑھ رہی ہے اس سے تو
بہتر ہے آپ ریٹائرمنٹ لے لیں وقار صاحب پھر ہم کراچی ہی شفٹ
ہو جائے گے واپس سے ۔

نا تو پھر ہماری منزہ کو بھی ہاسٹل میں رہنا نہیں پڑے گا ۔ ممتا کی تڑپ
ان کی آنکھیں نم کر گئیں تھیں ۔

اتنا آسان نہیں ہے شائستہ ریٹائرٹ لینا اور مجھے فخر ہے میری بیٹی کی قابلیت پر۔ شائستہ بیگم کے ہاتھ پر دباؤ دیتے ہوئے خود بھی منزہ کی یاد میں افسردہ ہوئے تھے مگر فخریہ انداز سے بولے تھے جس پر شائستہ بیگم خاموش ہوئی تھیں۔

یار آپ دونوں تو ایسے افسردہ ہو رہے ہیں منزہ کو یاد کر کے جیسے وہ ہی آپ دونوں کی سگی اولاد ہے اور مجھے کسی کوڑے دان سے اٹھا کر لائیں ہوں۔ بابا مجھے تو لگتا ہے کہ ماں تو میری شادی بھی رشیدا کی بیٹی سے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ان دونوں کے بیچ میں بیٹھتا ہوا منزل بیچاگی سے وقار صاحب کے کندھے پر سر رکھ گیا تھا۔

ہے ناں ماں سوتیلا بیٹا ہوں نا میں آپ کا - شائستہ بیگم کے سنجیدہ چہرے
کو وہ غور سے دیکھتا ہوا بولا تھا -

یہ تمہیں کیسے پتا چلا میں نے تمہارے رشتے کی بات رشیدا (ملازمہ) کی بیٹی
سے چلائی ہے - شائستہ بیگم کی بات منزل کی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں

-
کیا مطلب ماں -

کیا مطلب کیا جو سچ ہے وہ ہی تو بتایا ہے - منزل کے ساتھ وقار صاحب
بھی حیران ہوئے تھے -

آپ سچ کہہ رہی ہیں شائستہ -

اور نہیں تو کیا اب سوتیلا بیٹا ہے مگر ہے تو بیٹا ہی ناں اتنا تو اس کے لیے
سوچ ہی سکتی ہوں - وہ بھی آج منزل کو زچ کرنے کے درپے تھیں -

بابا کیا سچ میں اگر سچ ہے تو کیا رشیدا کی بیٹی - منزل کا رونے جیسا منہ دیکھ
کر شائستہ بیگم مسکرا اٹھی تھیں -

مذاق کر رہی ہوں میرے بیٹے کے لیے تو بہت ہی پیاری بیوی لاؤں گی -
 شائستہ بیگم کے کہنے کی دیر تھی اور منزل کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی

-

میں وقار صاحب آپ کے لیے چائے لے کر آتی ہوں جب تک آپ اپنے
 بیٹے کو حوصلہ دیں - منزل کے سر پر ہلکی سی چیت رسید کرتی ہوئیں وہ
 کچن کی جانب بڑھی تھیں -

پروفیسر منزل وقار مرزا، باپ کے لہجے میں فخر محسوس کرتا منزل سرشار ہوا تھا

-

جی بابا - خوشی سے دہکتی آنکھوں میں سرشاری ہی سرشاری تھی -

بس میرا اللہ تم دونوں کو ایسے ہی کامیاب کرے - آمین - منزل کا کاندھے
تھپتھاتے ہوئے وہ مسکرا رہے تھے -

منزل تمہارے بابا کا فون بج رہا ہے بیٹا - کچن سے آتی شائستہ بیگم کی بلند
ہانک پر وہ فوراً سے کمرے کی جانب دوڑا تھا -

بابا یونیورسٹی سے فون ہے آپ کے لیے - وقار صاحب کو فون پکڑاتا ہوا وہ
خود بھی ان کے پاس آبیٹھا تھا -

ریٹائرمنٹ مگر صبح تک تو کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی اس بارے میں -

چلیں جیسی آپ کی مرضی کب آنا ہوگا مجھے ریٹائرمنٹ فرام سائن کرنے -
 سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے وقار صاحب کو دیکھ منزل ریٹائرمنٹ کے نام پر
 شاکڈ ہوا تھا -

صبح ٹھیک ہے خدا حافظ - افسردگی سے فون رکھ گئے تھے -

آپ کی ریٹائرمنٹ کا آرڈر آیا ہے کیا بابا - منزل سے رہا نا گیا تو فوراً سے پوچھ
 گیا تھا -

جی بیٹا، مگر اچانک کیسے،،، منزل کے لہجے میں پریشانی گھلی تھی۔

سرکاری ملازمین میں شمار ہیں ہمارا بیٹا کب کہاں ٹرانسفر ہو جائے یا پھر کب ریٹائرمنٹ لیٹر موصول ہو جائے کہاں پتا چلتا ہے۔ افسردگی سے کہتے ہوئے مسکرائے تھے۔

آج یا کل مجھے ریٹائرمنٹ لینا ہی تھی اب وہ خود سے دے رہے ہیں تو اس میں اداس ہونے کی کیا بات ہے منزل۔

ویسے تمہاری ماں کی مراد بھر آئی۔ وقار صاحب کی بات ہر منزل مہذب کو ہلا کر خاموش ہوا تھا۔

تم ملوانے والی تھی اپنی بیسٹ فرینڈ سے - جیل سے سیٹ کیے ہوئے
براؤن بال جو آذر پر کافی سوٹ کر رہے تھے - وائیٹ پینٹ پر بلیو جینز کی
شرٹ پہنے ہوئے وہ جیب میں ہاتھ دیئے منیبہ کے پیچھے چلتا ہوا عام سے
لجے میں پوچھ رہا تھا -

اس کے سوال پر منیبہ نے رک کر اس کی طرف دیکھا تھا جو ہنوز جیب میں
ہاتھ دیئے اس کے دیکھنے پر شانے اچکاتا مسکرایا تھا -

Novelnagri

ہاں ملوانا تو تھا تمہیں اس سے مگر شاید وہ ہاسٹل چلی گئی ہے - کہہ کر
منیبہ واپس چلنے لگی تھی اور اس کے پیچھے آذر۔

ہممہ قسمت میں نہیں تھا ملنا آج ہمارا - بھنویں سیکڑے منیبہ کو دیکھ وہ
آنکھوں میں سوال لیے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

کیااااا،،،،، کچھ نہیں -

ویسے تمہاری دوستی کیسے ہوئی مطلب تمہاری دوست سے - بات بڑھاتا ہوا وہ
کینٹین کے بیرونی دروازہ پار کیا تھا۔

Novelnagri

اسکالرشپ اسٹوڈنٹ وہ -

کیا مڈل کلاس فیملی سے ہیں وہ - اسکالرشپ کا سن کر آذر کے ذہن میں سوال ابھرا تھا جو فوراً سے منیبہ سے پوچھ گیا تھا -

نہیں مڈل کلاس فیملی سے نہیں ہے وہ اس کے بابا حیدر آباد یونیورسٹی کے قابل پروفیسر اور پرنسپل ہیں اور منزل اس کے بابا کے ساتھ ہی کمیٹری کے پروفیسر ہیں - منزل کے نام پر آئی منیبہ کے چہرے پر مسکراہٹ کو آذر نے گہری نظروں سے دیکھا تھا -

اور یہ منزل کون ہے - چاروں اطراف نظریں دوڑاتا ہوا اپنے دونوں لب دبائے ہوئے تھا -

منزہ کا بھائی ہے - ہوا کی دوش پر اڑتے اپنے ڈوپٹے کو سنبھالتی ہوئی وہ بنا آذر کے تاثرات دیکھے بولی تھی -

ہممم تم ملی ہو ان سے ،،

نہیں آج تک یہ حسین اتفاق ہی نہیں ہوا ورنہ جس وقت منزہ ان کی بات کرتی ہے نامیرا تو بس نہیں چلتا کہ ان سے اس ہی وقت مل لوں - اپنی

ٹون میں بولتی ہوئی آذر کے منزل کے نام پر بگڑے تاثرات دیکھنے سے قاصر تھی۔

ویسے میں کیسا لگتا ہوں تمہیں۔ آذر کے اچانک پوچھنے پر منیبہ حیرت سے پوری کی پوری اس کی جانب مڑی تھی جو اس کے منہ سے تعریف سننے کے لیے بے قرار تھا۔

ہممم صحیح۔ مذاق اڑاتی ہوئی وہ مسکرائی تھی آذر کے ساکت چہرے کو دیکھ کر

-

بس صحیح۔ وہ صدمے سے گویا ہوا تھا۔

کہتے ہیں منہ پر تعریف کرنے سے سامنے والے بگڑ جاتے ہیں۔ کہہ کر منیبہ
لائبریری کی جانب بڑھی تھی۔

آذر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھتا ہی رہ گیا تھا جو گھما پھرا کر اس کی تعریف
کر گئی تھی۔

بول کیا درد کر سکتا ہوں میں تیری۔ ریسٹورنٹ میں مزے سے کافی سے
لطف اندوز ہوتا شاہ میر وقاص کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

چھوٹی سی مدد کرنی ہے تمہیں - دونوں کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے شاہ میر وقاص
کی طرف ہلکا سا جھکا تھا -

کیسی مدد کہیں تم مجھ سے کسی کا قتل تو نہیں کروانا چاہتے - رازدانہ انداز
میں کہتا وقاص شاہ میر کے فلک شگاف قہقہہ پر مبہم سا مسکرایا تھا -

کسی کا قتل کرنا ہوگا تو وہ میں خود بھی کر سکتا ہوں تمہاری ضرورت نہیں
پڑے گی مجھے -

پھر - شاہ میر کو مزے کافی پیتے دیکھ وہ اب سنجیگی سے پوچھ رہا تھا -

ایک پروفیسر کا ٹرانسفر اور ایک کی ریٹائرمنٹ کروانی ہے بس۔ قدرے آرام سے کہتا ہوا شاہ میر اسے چونکا گیا تھا۔

واٹ ٹرانسفر اور ریٹائرمنٹ کس کی اور کیوں؟؟؟؟؟

دیکھ بھائی میں ایک انگلش کا پروفیسر ہوں میں کیسے کسی کا ٹرانسفر اور ریٹائرمنٹ نوٹس کنفرم کروا سکتا ہوں۔ شاہ میر کے ہاتھ سے مگ چھینتا ہوا وقاص حیرت زدہ ہوا تھا۔

کسی پولیس والے کی ریٹائرمنٹ کروانے کا نہیں کہہ رہا ایک پروفیسر کی ہی بات کر رہا ہوں - شاہ میر سخت بد مزہ ہوا تھا وقاص کے مگ چھیننے پر -

دیکھ بھائی میں یہ نہیں کر سکتا - وقاص نے ہری جھنڈی دیکھاتے ہوئے دونوں ہاتھ کھڑے کیے تھے -

تجھ سے امید ہی یہ ہی تھی مجھے - شاہ میر نے پریشانی مسلی تھی -

ایک ساتھ دو دو کام - وقاص بڑبڑایا تھا -

مشکل ہے تیرے لیے یہ کرنا - آبرو ریس کرتا شاہ میر بھڑکا تھا -

مشکل نہیں ہے یا اب بابا کو کہہ دوں اب یہ کام ہو جائے گا۔ شاہ میر
کے بھڑکنے پر وہ عام سے انداز میں بولا تھا۔

پھر انکار کیوں کیا تھا پہلے۔ شاہ میر نے گھوری پر وہ مسکرایا تھا۔

ایسے ہی۔ شانے اچکاتا ہوا وہ شاہ میر کو اس وقت زہر لگ رہا تھا۔

ویسے کون ہیں جس کا ٹرانسفر اور ریٹائرمنٹ لیٹر ایک ساتھ چاہیے۔ وقاص
کے پوچھنے پر شاہ میر نے چاروں اطراف نظریں گھومائی تھیں۔

کسی کو پتہ نا چلے میرے ہونے والے سر کی ریٹائرمنٹ اور اپنے سالے کا
 ٹرانسفر تیری یونیورسٹی میں کروانا چاہتا ہوں بہت قابل پروفیسر ہے منزل
 پروفیسر وقار مرزا ان کی ریٹائرمنٹ کروانی ہے ہر سہولت کے ساتھ اور منزل
 وقار مرزا ان کا ہی بیٹا ہے نام تو آنکھوں کے سامنے سے گزرے ہی ہونگے
 تمہاری - شاہ میر کے منہ سے سنے ناموں پر وقاص نے ذہن پر زور دیا تھا -

وقار مرزا تو نے یہ ہی نام لیا ہے ناں - شاہ میر نے اثبات میں گردن ہلائی
 تھی -

یار ایسے پروفیسر کی ریٹائرمنٹ بنتی تو نہیں ہے پھر بھی تو کہتا ہے کروا دیتا
 ہوں - وقار مرزا کے نام پر وقاص نے افسردگی سے ہامی بھری تھی -

اور منزل کا ٹرانسفر -

وہ بھی ہو جائے گا تو بے فکر رہے - شاہ میر مسکرایا تھا -

لیکن وقاص ان دونوں کے ٹرانسفر اور ریٹائرمنٹ لیٹر میں ایک ہفتے کے درمیان کا فرق رکھنا تاکہ انہیں ذرا شک نہ ہو اور خیال رہے میرا نام تو بالکل بھی نہیں آنا چاہیے ان سب میں - شاہ میر کے تنبیہ کرنے پر وقاص نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا -

یار اگر میرا نام آگیا ان کے سامنے تو وہ اپنے ہونے داماد کے احسان میں
ساری عمر نظریں جھکا کر رکھیں گے۔

کیا مطلب۔ شاہ میر کی بے تکی باتوں سے وقاص پریشان ہوا تھا۔

یار وہ کب سے کروانا چاہتے تھے یہ کام اس لیے اور کیا مطلب ہوگا۔ شاہ
میر بروقت بات سنبھالی تھی۔

بے فکر رہے کل تک تجھے گڈ نیوز مل جائے گی وقاص سر کی ریٹائرمنٹ کی
۔ وقاص کی رضامندی پر شاہ میر نے دل ہی دل میں خدا کا شکر گزار ہوا تھا

اپنی دھن میں رہتا ہوں
میں بھی تیرے جیسا ہوں

او پچھلی رت کے ساتھی
اب کے برس میں تنہا ہوں

تیری گلی میں سارا دن
دکھ کے کنکر چنتا ہوں

مجھ سے آنکھ ملائے کون

میں تیرا آئینہ ہوں

میرا دیا جلائے کون

میں ترا خالی کمرہ ہوں

تیرے سوا مجھے پہنے کون

میں ترے تن کا کپڑا ہوں

تو جیون کی بھری گلی

میں جنگل کا راستہ ہوں

آتی رت مجھے روئے گی
جاتی رت کا جھونکا ہوں

اپنی لہر ہے اپنا روگ
دریا ہوں اور پیاسا ہوں

سر آپ یہاں -- شاہ میر کو یونی کے باہر کھڑے دیکھ اسٹاف بوائے زبیر
نے حیرت سے پوچھا تھا۔

ہاں کیوں میرا یہاں آنا منع ہے پابندی عائد ہوئی ہے مجھ پر کہ شاہ میر
ہمدانی یونیورسٹی نہیں آسکتا ، دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے ریلکس کھڑا
ہو وہ طنزیہ انداز میں بولا تھا ۔

نہیں سر میرے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا ،، شاہ میر کے جواب پر وہ
دگمگایا تھا ۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو ۔ شک بھری نظروں سے دیکھتا ہوا شاہ میر زبیر کو
جذبہ کر گیا تھا ۔

میری بہن پڑھتی ہے سر یہاں بس اسے ہی لینے آیا تھا ۔

ہممم تمہارے چھوٹے سر بھی یہاں پر ہی پڑھتے ہیں۔ عام سے لہجے میں
کہتا متلاشی نظریں دوڑاتا ہوا شاہ میر منزہ کی ایک جھلک کی خاطر دھوپ میں
کھڑا ہوا تھا مگر شاید دل اس کی جھلک اس کے نصیب میں نہیں تھی آج

-

سوری سر،، شاہ میر کو نظریں دوڑاتے دیکھ زبیر وہاں سے سائیڈ پر ہوا تھا۔

آذر کب تک فری ہو رہے ہو تم میں باہر کھڑا ہوں،، تھک ہار کر آذر کو
کال ملا گیا تھا۔

بھائی آج آپ مجھے لینے آئے ہیں، آذر کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

نہیں آیا تو کسی اور وجہ سے تھا پھر سوچا تمہیں پک کر لوں، شاہ میر کے سچ
نے آذر کی خوشی پر پانی پھیرا تھا۔

یہ بتاؤ تم آرہے ہو یا نہیں، شاہ میر کے لہجے میں بیزاری شامل ہوئی تھی۔

بس آ رہا ہوں بھائی ایک منٹ میں، گاڑی میں بیٹھا شاہ میر سیٹ کی
پشت سے ٹیک لگا گیا تھا۔

آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا بھائی،، گاڑی میں بیٹھتے ہی آذر نے شاہ میر کی چوڑی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا تھا،،،،

بخار بھی نہیں ہے آپ کو تو،، جس پر اسے شاہ میر کی سخت گھوری ملی تھی۔

شاہ میر کی گھوری پر مسکراتا آذر شاہ میر کے یہاں ہونے پر سوچ میں غرق ہوا تھا۔

آپ خوا منخواہ میری وجہ سے پریشان ہوتے ہیں۔۔ ایک ہفتے سے مسلسل فرقان کے کبری کو ڈراپ کرنے پر کبری شرمندگی سے بولی تھی۔

ارے نہیں کبری جی اس میں پریشانی والی کیا بات ہے میرے لیے ہمدانی
 کا حکم سر آنکھوں پر ہے - ڈرائیو کرتا ہوا فرقان اپنے برابر میں بیٹھی سر پر
 ڈوپٹہ لٹکائے آف وائیٹ کلر کے نفیس ڈریس میں ملبوس سادہ طبیعت کی
 مالک کبری کو دیکھ کر سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا -

"کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل
 کوئی ہماری طرح عمر بھر سفر میں رہا چ

فرقان چلو آپ آج پھر ہمارے گھر - کبری کے پیچھے سے آتے فرقان کو
 دیکھ ارحم نے اس کی جانب دوڑ لگائی تھی -

یس مائے بوائے آج پھر - ارحم کو اپنی گود میں اٹھاتا ہوا فرقان شاہ میر کو
 مسکراتے دیکھ نگاہ جھکا گیا تھا -

پری آپ ماما کے پاس نہیں آؤ گی - پریشہ کو شاہ میر کی گود میں دیکھ کبری
اس لینے کی خاطر آگے بڑھی تھی -

ما - ماما کا بے بی پتا ہے ماما نے آپ کو بہت زیادہ مش کیا - پریشہ کے
پھولے ہوئے گالوں کو چومتی ہوئی وہ اپنی دن بھر کی تھکان دور کر گئی تھی

-

وہیں شاہ میر اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کبری اور فرقان دیکھ کر مسکرایا
تھا -

پرفیکٹ میچ - کچھ کہا تو نے - فرقان جو ارحم کو گود میں لیے کبری کے برابر
میں کھڑا تھا شاہ میر کو بڑبڑاتے دیکھ فوراً سے پہلے بولا تھا -

نہیں تو تو نے کچھ سنا کیا - شاہ میر کے جواب پر فرقان ارحم کی باتوں کو
سنتا ہوا مسکرا رہا تھا -

پتا ہے فرقان چلو ابی ہمارے ساتھ کھیل رہے تھے اور انہوں نے آج ہمارے لیے چیز پزا بنایا تھا۔ پر آپ نے اور ممانے دیر کردی آنے میں۔

ارحم کے بتانے پر کبری کی نظریں بے ساختہ ہی شانے اچکاتے شاہ میر ٹھہری تھیں جو فرقان اور ارحم کی جانب متوجہ تھا۔

ہمدانی اب تجھے میرے لیے بھی پزا بنانا پڑے گا۔

یہ منہ اور مسور کی دال کھلا ہی نا دوں تجھے میں بنا کے پزا میری جان۔

فرقان کے گال کھینچتا ہوا شاہ میر وہاں سے جانے کے لیے بڑھا تھا کہ

کبری کے پوچھنے پر رکا تھا۔

تم آفیس کیوں نہیں آرہے شاہ میر یا میں یہ سمجھوں کے جب سے میں نے آفیس جوائن کیا ہے جب سے تم آفیس نہیں آرہے کیا تمہیں میرا

آفیس جوائن کرنا اچھا نہیں لگا۔ ایک ہفتے سے شاہ میر کی آفیس نا جانے پر کبریٰ کو شک گزارا تھا جسے وہ آج لفظوں میں بیان کر گئی تھی۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔ جو اس وقت میرے لیے زیادہ ضروری اور اہم ہیں۔ نارمل تاثرات لیے وہ کبریٰ کی سلوٹ زدہ پیشانی کو بغور دیکھتا بولا تھا۔

کیا کام،،، وہ میں فلحال تمہیں تو کیا کسی کو بھی نہیں بتا سکتا۔ شاہ میر کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔

کیا آپ جانتے ہیں شاہ میر آفیس کیوں نہیں آ رہا،،،
 نہیں۔ نفی میں گردن ہلاتا ہوا فرقان کو سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہوئی کبریٰ
 شاہ میر کی پیٹھ دیکھتی رہ گئی تھی۔

ایک منٹ میں ابھی آیا، ارحم کو گود سے اتارتا ہوا فرقان شاہ میر کے پیچھے گیا تھا۔

شاہ میر - فرقان کے روکنے پر شاہ میر ایڑھیوں کے بل گھومتا ہوا اس سامنے بولا تھا۔

کیوں نہیں آ رہا آفیس۔

کل آؤں گا ان شاء اللہ، شاہ میر نے مسکرا کر کہا تھا۔
ان شاء اللہ، فرقان نے کافی کھینچ کر دہرایا تھا۔

جی میری جان ان شاء اللہ ہی کہا ہے صبح ملیں اور بہت سی باتیں ہیں جو تجھے بتانی ہے۔ فرقان کو وہیں کھڑا چھوڑ وہ اپنے روم کی سمت بڑھا تھا۔
بہت سی باتیں، شاہ میر کو جاتے دیکھ فرقان بڑبڑایا تھا۔

میرے عشق کو نڈھال کر
کبھی ہجر کو بھی وصال کر
مجھے دے سزا کوئی سخت

سی

مجھے اس جہاں میں مثال کر
تیری طلب میں ہوں میں

دربدر

کبھی اس طرف بھی خیال کر،

خاموشی سے منزہ کو پڑھنے میں مصروف دیکھتا ہوا جاذب اسے پکار گیا تھا۔
 آپ کچھ لیں گی منزہ۔ جاذب کے پکارنے پر کتاب سے منہ نکال کر اسے
 دیکھتی ہوئی وہ مسکرائی تھی۔

جاذب پلیز یہ آپ جناب کر کے مجھ سے بات مت کیا کرو عجیب لگتا ہے۔
 منزہ کے اسے کئی بار لڑکنے پر بھی جاذب اسے آپ کر کے مخاطب کرتا آیا
 تھا اور اب منزہ کے سختی سے کہنے پر سر کھجاتا ہوا مسکرایا تھا۔
 مجھے آپ کو ایسے ہی پکارنا زیادہ اچھا لگتا ہے،

اور مجھے عجیب۔ پہلے سے نرمی سے کہتی ہوئی وہ مسکرائی تھی۔

جیسی تمہاری مرضی، ہر بار کی طرح منزہ نے ہار مانی تھی۔

تو پھر سینڈوچ لے آؤں آپ کے لیے، منزہ نے اثبات میں گردن ہلائی تھی

بس میں ابھی آیا،، نوٹس پر جھکی منزہ کو دیکھ کر وہاں سے گیا تھا۔
 آیا نہیں ابھی تک جاذب۔۔ کینٹین کی جانب دیکھتی ہوئی وہ اپنے رنگ
 کرتے فون پر آتے ایک اور رانگ نمبر کو دیکھ کر کال کٹ کر کے سر میز
 پر رکھ گئی تھی۔

یار پھوپھو ہے کیا آپ کے بیٹے کو، چہرے پر فیس پیک لگائے ہوئے
 منیبہ رف سے حلیے میں دونوں ہاتھ ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے اپنی پھوپھو سے
 دو دو ہاتھ کرنے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

اب کیا کر دیا ہے میرے بیٹے نے ، وہ پھر منیبہ کی ہی پھوپھو تھیں اس سے زیادہ بلند آواز میں پوچھتے ہوئیں آرام سے ڈرامے میں نظریں جمائے ہوئے بیٹھی تھیں ۔

سر میں درد ہو رہا ہے آپ کے بیٹے کو دیکھ کر ۔ وہ غصے سے چبا کر بولی تھی

-

کیوں میرے بیٹے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہو منیبہ دو دن کے لیے آئی ہو آرام سے رہ لو ، ہاتھ نچا کر بولتی ہوئی صدیقہ صاحبہ پیچھے سے آتے اپنے چشم و چراغ ماجد کو دیکھ منیبہ کی غصے سے ہوتی چھوٹی آنکھوں سے ڈرتی ہوئی رخ موڑ گئی تھیں ۔

جوابات آپ مجھے سمجھا رہی ہیں ناں وہ اپنے اس ،، ماجد کو دیکھتی غصے سے
آنکھیں بند کر کے کھولتی ہوئی پل بھر کے لیے کی ماجد کے مسکراتے
چہرے کو دیکھ کر۔

اپنے اس ، شاہ نواز کے پوچھنے پر طویل سانس بھرتی ہوئی زچ آتی مسکرائی
تھی۔

اپنے اس کالو کو سمجھائیں جو پاگلوں کی طرح میرے پیچھے دم ہلاتا پھرتا رہتا
ہے۔ منیبہ کے کڑے الفاظوں پر بھی وہ ڈھیٹ بنا مسکرا رہا تھا۔

منیبہ تم اب تم زیادہ بول رہی ہو میرا بیٹا تمہیں پسند کرتا ہے اس کا مطلب
یہ نہیں کہ تم میرے سامنے ہی اس کی بے عزتی کرو اور اسے کالا کہوں۔
صدیقہ صاحبہ برا مناتی ہوئیں اپنے ڈھیٹ بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جواب بھی
منیبہ کو دیکھ کر مسکرائے جا رہا تھا۔

کالے کو کالا نا کہوں تو پھوپھو کیا گورا کہوں اور آپ کے سامنے مجھے کیسے
 بے غیرتوں کی طرح گھور رہے ہیں ماجد " بھائی "۔ چبا کر کہتی ہوئی وہ "
 بھائی " پر زور دیتی ہوئی بولی تھی ۔

بھبھائی میں کوئی تمہارا بھائی نہیں ہوں سمجھی تم ، ماجد کے رنگ فق ہوئے
 تمھے بھائی لفظ سن کر ۔

بھائی کو بھائی ہی کہتے ہیں ماجد بھائی ، اپنے چہرے پر لگے فیس پیک کا
 خیال آتے ہی وہ دانت دبائے بولی تھی ۔

امی یار اسے کہیں ناں مجھے بھائی نا بولے ۔ ماجد بچوں کی طرح منہ لٹکائے
 بولا تھا ۔

اب بولیں نا کچھ پھوپھو ، منیبہ کے بولنے پر صدیقہ صاحبہ نے ماجد کو چپ
 رہنے کا اشارہ کیا تھا ۔

اور ہاں پھوپھو میری ماما نہیں ہے اور بابا یہاں پر موجود نہیں ہیں تو اس کا یہ مطلب یہ نہیں کہ میں سب چپ چاپ برداشت کروں گی، اپنے اس بیٹے کی حرکتوں پر لگام ڈالیں ورنہ میں بابا کو بتا دوں گی کہ یہ کیسی اوجھی حرکتیں کر کے مجھے پریشان کرتے ہیں۔ دونوں کو تنبیہ کرتی ہوئی وہ غصے سے وہاں سے گئی تھی۔

ارے بے غیرت کچھ تو شرم کر لائے سے بھی دو حصے چھوٹی ہے منیبہ اور تو اپنی بے غیرتی سے باز نہیں آتا۔ انہوں نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کا حوالہ دیتی ہوئی ماجد کو شرم دلانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

ویسے ہی بھابھی کے مرنے کے بعد منیبہ بھائی کو کتنی عزیز ہو گئی ہے یہ تم اچھے سے جانتے ہو ماجد ایک منٹ نہیں لگائے گئے وہ ہمیں اس گھر سے نکالنے میں۔ سر پر ہاتھ رکھے وہ پریشانی سے دو چار ہوئیں تھیں۔

پرامی میں کیا کرو، باز آجاؤ اپنی حرکتوں سے یہ ہی کافی ہے پر مجھے میرے
 بھائی کے سامنے شرمندہ مت کرو اب جاؤ اور میری نظروں سے دور ہو جاؤ ماجد
 - دونوں ہاتھ جوڑتی ہوئیں وہ ماجد کو اپنی نظروں کے سامنے سے جانے کا کہہ
 گئی تھیں -

صدیقہ صاحبہ کے کہنے پر افسردہ چہرہ لیے ماجد وہاں سے گیا تھا -

دیکھیں مجھے کال کرنی بند کریں، رات کے دوسرے پہر آتی کال روم میں
 اکیلے ہونے کی وجہ سے وہ ہڑبڑا کر اٹھتی ہوئی غصے سے کال اٹینڈ کر گئی
 تھی -

مگر دوسری جانب گھور سناٹا چھایا ہوا تھا جیسے مقابل نے کال ہی اس کی
آواز سننے کے لیے کی ہو،،

آپ سن رہے ہیں ناں،، منزہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔

آواز سننی تھی تمہاری جو سن لی ہے میں نے خدا حافظ،، منزہ شاکڈ ہوئی تھی
مقابل کے فوراً سے کہہ کر کال کٹ کر گیا تھا۔

جی بھر کے اسے منیبہ کی یاد ستائی تھی جو اس بار ویک اینڈ پر اپنی پھوپھو
کے گھر چلی گئی تھی دونوں ہاتھوں میں سر گرائے وہ اس نمبر کو بھی بلاک
لسٹ میں ڈال گئی تھی۔

جس رنگ میں بھی دیکھوں خوشنالگے
اک شخص دل کے آسمان پر قوس قضا لگے

ایک ہفتے سے مسلسل آتی بلاناغہ آتی کالز محبت بھری شاعری سے منزہ کی
برداشت کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔

ابھی بھی وہ پوری طرح سے نیند سے بیدار بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا
فون رنگ کرنے لگا تھا۔

پتا نہیں کیا مثلاً ہے آخر ان لڑکوں کو،، ان نون نمبر دیکھ کر تنگ آتی وہ
آج مقابل کو اچھی خاصی سنانے کی غرض سے کال اٹینڈ کر گئی تھی۔
صبح بخیر۔ وہی رات والی آواز سن کر وہ نمبر دیکھنے لگی تھی جو کل رات والے
نمبر سے مختلف تھا۔

ویسے بہت پیاری آواز ہے آپ کی بہت اچھی نیند آئی مجھے کل رات۔ وہ
اسٹل ہوئی تھی مقابل کی تعریفی جملے پر۔

گلگون ککیا مطلب ،، گھبراہٹ میں منزہ کی بے داغ پیشانی پر پسینے کی
نخعی بوندیں ابھری تھیں ۔

ارے آپ گھبرا کیوں رہی ہیں میں تو آپ کی تعریف کر رہا ہوں بلکہ آپ کو تو
خوش ہونا چاہیے ۔ منزہ نے اپنے کمرے کے چاروں اطراف متلاشی نظریں
دوڑائی تھی ۔

ادھر ادھر دیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے مس منزہ وقار میں آپ کو دیکھ سکتا
ہوں پر آپ مجھے نہیں ۔ منزہ کی گھبراہٹ کا فائدہ اٹھاتا ہوا شاہ میر اسے ڈرا
رہا تھا ۔ جبکہ خود وہ اپنے آفیس میں بیٹھا ہوا بلیک کافی سے لطف اندوز ہو رہا
تھا ۔

کون ہیں آپ اور مجھے کیوں تنگ کر رہے ہیں لیکن یہ جان لیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہونے والا آپ کو۔ لمحے بھر کی گھبراہٹ کو دفنائی ہوئی وہ نڈر لہجے میں بولی تھی۔

نمبر بلاک کرنے کی غلطی مت کرنا منزہ وقار ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سمجھی تم۔ دانت دبائے غرلاتا ہوا اسے دھمکا رہا تھا۔

وہ جو اپنے رات والے نمبر سے منزہ کو کال کر رہا تھا مگر کال ملاتے ہوئے وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا یہ نمبر بھی میڈم کی طرف سے بلاک کر دیا گیا تھا۔

منزہ کی بلاک لسٹ میں یہ اس کا تیسرا ذاتی نمبر ہوتا جو بڑی ہی بے رحمی سے بلاک کئے گئے تھے۔

آپ ہوتے کون ہیں مجھے دھکمانے والے - لرزتے وجود پر قابو پاتی ہوئی وہ
شاہ میر کو ضبط سے مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئی تھی -

ایک بار کی کہی بات سمجھ نہیں آرہی تھیں، وہ جذباتی ہوا تھا -

میں آپ کو بلاک کیا شکایت کروں گی آپ کی ہاسٹل انچارج سے اور ضرورت
پڑی تو ایف آئی آر درج کرواؤں گی اور آپ کو مولیسٹیشن کے کیس میں اندر
بھی کرواؤں گی - شاہ میر کی بھنویں سیکڑی تھیں منزہ کی لگائی دھمکی پر -
نہیں منزہ تم ایسا مت کرنا دیکھو میں اب سے تمہیں کوئی کال یا میسج
کر کے تنگ نہیں کروں - مقابل کے ڈری سہمی آواز سن کر منزہ تھوڑی
پرسکون ہوئی تھی -

اب میرا جب بھی دل کرے گا تم سے بات کرنے کا تو میں تمہیں ملنے
 سیدھا تمہارے ہاسٹل روم میں ملوں گا اب تم چاہو تو میرا نمبر بلاک کر دو منزہ
 وقار۔ منزہ کی آنکھیں ڈر و خوف سے پھٹی تھیں۔

میں تم سے ڈرنے والی نہیں ہوں سمجھے اور میں ابھی انچارج سے تمہاری
 شکایت کرنے جا رہی ہوں۔

شوق سے جاؤ۔ کال کٹ کرتا ہوا شاہ میر دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر
 کنفرٹ صوفے پر دراز ہوا تھا اور انتظار کرنے لگا تھا ہاسٹل انچارج کے فون
 کا۔

پیروں میں چپل اڑستی ہوئی منزہ روم سے باہر نکلی تھی سیدھا انچارج روم کی
 جانب بڑھی تھی۔

سر آپ کے کسی فیملی ممبر کی طرف سے ہمارے ہاسٹل کی ایک لڑکی کو
پرینک کالز آتی رہی ہیں اور اب مسلسل دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں -
منزہ نے بڑھا چڑھا کر بات پیش کی تھی -

جس وجہ سے وہ بہت پریشان ہے - ہاسٹل انچارج کی بات سن کر وہ مبہم
سا مسکرایا تھا -

آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے انچارج صاحبہ صاف صاف کہیں جو بھی
بات کرنی ہے -

سر میرے کہنے کا مطلب ہے - شاہ میرے لہجے سے وہ دگمگائی تمہیں اپنی
ہی بات سے -

دیکھیں میڈم میری فیملی میں میرا سات سالہ بھتیجا، باون سالہ میرے والد صاحب اور اسی سالہ میرے والد کے والد صاحب ہیں جو اس عمر میں یہ کام کرنے سے رہے نیچے بچا میں اور مجھے شاہ میر ہمدانی لڑکیوں کی کوئی کمی ہے کیا جو وہ آپ کے مڈل کلاس ہاسٹل کی کسی لڑکی کو پریٹک کال کمر کے اسے پریشان کرے گا۔ وہ ایک ایک لفظ جتا کر بول رہا تھا۔

وہیں ہاسٹل کی انچارج شرمندگی سے سر جھکا گئی تھی۔

اب جب آپ سیدھے سے مجھ پر اور میرے کیریئر پر انگلی اٹھائی رہی ہیں۔

تو کیوں نا ایسا کیا جائے جو اس سال ہمدانی کنسٹرکشن آپ کے کالج اور ہاسٹل کو ڈونیشن کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اب اسے کینسل کر دیں۔

کنفرٹ کاؤچ پر اپنی ٹانگیں سیدھی کرتا ہوا ان کی دکھتی رگ پر پیر رکھتا ہوا

زندگی سے بھرپور مسکرایا تھا۔

نہیں سر ایسی کوئی بات نہیں ہے شاید۔ اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو گھورتی ہوئی وہ فوراً سے بولی تھیں۔

شاید اب بھی۔ شاہ میر نے انچارج کو بیچ میں لٹکا تھا۔

ایم ویری سوری ہمدانی سر۔۔۔

یقیناً اس لڑکی کو غلط فہمی ہوئی ہوگی ورنہ آپ جیسا شریف انسان ایسے گرے ہوئے کام تھوڑی کریں گے۔ آپ بس ڈونیشن ملتوی مت کریں۔ اپنے مفاد پر آتی ہوئی انچارج اب بھی منزہ کو گھور رہی تھیں جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے ان کے بدلتے رنگ دیکھ کر چونکی تھی۔

آپ کے کہنے سے کیا ہوگا میڈم۔ جس نے مجھ جیسے شریف انسان پر یہ بیچ الزام لگایا ہے میں ان سے ہی معذرت کے الفاظ سننا پسند کروں گا۔ لہجے میں مضمونی سچائی لیے وہ حقارت سے مسکرا رہا تھا۔

پھر ہی میں ڈونیشن کے بارے میں سوچوں گا۔ شاہ میر ہمدانی کا ایم تھا
لوگوں کی دکھتی رگ کو پیروں تلے روندنے کا۔

اور اتنا تو وہ جانتا تھا کہ ہونا ہو منزہ اس وقت انچارج کے پاس ہی موجود تھی
جب ہی تو وہ یہ ڈیمانڈ رکھ گیا تھا۔

اوکے سر وہ ابھی آپ سے ایکسکیوز کریں گی۔ وہ کہتی ہوئی فوراً حیرت کا
مجسمہ بنی کھڑی منزہ کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کر گئی تھیں۔

ہمارے کالج کے لیے ان کی ڈونیشن بہت ضرورت ہے۔ آنکھوں میں نمی
لیے وہ انچارج میڈم سے فون لیتی ہوئی لمبے سانس بھر کر خود کو پرسکون
کرنے لگی تھی۔

وہیں شاہ میر ہمدانی سیدھا ہو بیٹھا تھا اس کی سانسوں کی ہلکی سی آواز پر ہی اس کا دل چار سو چالیس والد کی اسپید پر دھڑکنے لگا تھا۔

ایسا کیا تھا منزہ میں جس نے شاہ میر ہمدانی کو زیر کر دیا تھا۔

بے صبری سے اس کے بولنے کا انتظار کرتا ہوا اپنی کیفیت پر مسکرا رہا تھا۔

ایم سوری منزہ وقار،، منزہ کے سوری بولنے سے پہلے ہی وہ بولا تھا۔ جس پر منزہ لب کاٹ گئی تھی۔

ویسے ہو گیا شوق پورا میری شکایت کرنے کا،، پل بھر میں بدلتے شاہ میر کے انداز پر منزہ کی آنکھیں پھٹی تھی جس پر انچارج میڈم نے اسے دیکھا تھا

-

منزہ بیٹا سوری کہوں سر کو،، منزہ کو خاموش دیکھ انچارج نے التجائی لہجے میں کہا تھا۔

سوری ،،، خود پر ضبط کرتی ہوئی وہ بھرائی آواز میں بولی تھی ۔

روم میں جا کر کال پک کرو میری ورنہ یاد ہے ناں تھوڑی پہلے میں نے کیا
کہا تھا ،، ضبط کے آخری مرحلے پر کھڑی منزہ اس کی دھمکی سن ریسور انچارج
کو تھماتی وہاں سے بھاگی تھی ۔ وی آر ویری سوری سر ،،
اٹس اوکے میڈم ،، اب بس منزہ بہت ہو گیا یہ چوہے بلی کا کھیل اب
وقت آگیا ہے روبرو ملنے کا ۔۔

روم میں آتے ہی شاہ میر کی کال غصے سے اٹھاتی ہوئی شاہ میر کے جھوٹ
پر عیش عیش کرتی رہ گئی تھی ۔

میں ملنا چاہتا ہوں آپ سے ،،، شاہ میر کی بات پر منزہ کلسی تھی ۔

پر مجھے نہیں ملنا ،،، مجھے انکار اپنے کی عادت نہیں ہے اس لیے میں
ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں آپ کو آجائے گا ۔۔ منزہ کو شاکڈ کر وہ مسکراتا ہوا
کال کٹ کر گیا تھا ۔

آپ اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں، منزہ کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا ۔

شاہ میر ہمدانی کو کچھ بننے یا خود کو کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے میں
اپنے آپ میں ہی بہت ہوں ، شاہ میر کا مسکراتا لہجہ منزہ کو کلسا رہا تھا ۔

ہونگے آپ شاہ میر ہمدانی پر ایک اچھے باوقار اور عزت دار مرد نہیں ہیں آپ

،

اچھا وہ کیسے پتا تمہیں، سنجیدگی سے پوچھتا ہوا وہ منزہ کے جواب کا منتظر تھا۔

کیونکہ عزت دار کبھی بھی کسی بھی لڑکی کو یوں پرینک کالز نہیں کرتے اور
نا ہی انہیں دھمکیاں دیتے ہیں۔

کل بتا دوں گا تمہیں کہ میں کتنا عزت دار ہوں اور تمہارے لیے کیا سوچتا
ہوں۔ منزہ نے سکتی سے آنکھیں میچی تھیں۔

آؤ گی کل میں، وہ کہہ کر کال کٹ کر گئی تھی۔

کیا کرنے والا ہے تو ہمدانی - فرقان جو آفیس پہنچتے ہی شاہ میر کے پاس آیا
تھا جو کہیں جانے کی تیاریوں لگ رہا تھا -

بہت کچھ ،، قہقہہ لگاتا ہوا وہ فرقان کو حیران کر گیا تھا -

ہمدانی بتائے گا کہ کیا کرنے والا ہے تو ،، آکر بتاؤں گا ابھی مجھے دیر ہو رہی
ہے - فرقان کے ساتھ بغلگیر ہوتا وہ کینبن سے نکلا تھا -

یا اللہ اس پر رحم فرما مجھے تیرا یہ بندہ کچھ بدلا بدلا لگ رہا ہے،
فرقان سر وہ کبری میڈم آگئی ہیں،، چلیں میں آ رہا ہوں - شاہ میر کے لیے
دعا کرتا وہ اسٹاف بوائے کے پکارنے پر وہاں سے گیا تھا -

گرفتہ دل ہے بہت شامِ شہرِ یاراں آج
کہاں ہے تُو؟ کہ تجھے حالِ دلبراں لکھوں

خالی ریسٹورنٹ میں ایک گھنٹے سے منزہ کا انتظار کرتا ہوا وہ بار بار اپنے بائیں
ہاتھ پر بندھی ریسٹ واچ کو دیکھ رہا تھا -

مگر پھر بھی بنا ہمت ہارے وہ منزہ کے محو انتظار میں گم تھا -

سوری دادجی، ویٹر کو وائن کا آرڈر دیتا ہوا وہ پہلی بار شرمندہ ہوا تھا دادجی کو دی ہوئی زبان توڑنے پر۔

شاہ میر جو ریسٹورنٹ کے بچوں بیچ بیٹھا ہوا گلاس کولڈ ڈرنک میں مکس وائن بے دلی سے پینے میں مشغول تھا۔

انٹرس پر کھڑی منزہ خالی ریسٹورنٹ کو دیکھ کر ٹھٹھکی تھی، وہیں سامنے بیٹھے ہوئے شخص کی پیٹھ دیکھتی ہوئی خود کو مضبوط کیے آگے بڑھی تھی۔

انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں تھیں۔ ٹیبل پر آہستہ سے ہاتھ مارتی ہوئی منزہ نے گم ان بیٹھے شاہ میر کو پیچھے سے خود کی طرف متوجہ کیا تھا جس پر سر

اٹھا اپنے پیچھے کھڑی منزہ کو دیکھ کر شاہ میر کے لب پر مسکراہٹ بکھری
تھی ۔

وہیں منزہ شاہ میر کو دیکھ کر شاکڈ ہوئی تھی ۔

آپ ،، حیرانگی سے پوچھتی ہوئی اسے ذرا دیر نہیں لگی تھی شاہ میر کو
پہچاننے میں ۔

جی میں ، شاہ میر اپنی سے اٹھا تھا اور منزہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا ۔

آئیں بیٹھیں ،، میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی ، چبا کر بولی تھی ۔

بات تو بیٹھ کر ہی کی جائے گی اس لیے پلیز بیٹھ جائیں، عاجزی سے کہتا ہوا وہ چیئر پیچھے کرتا ہوا مسکرایا تھا۔

مگر سامنے بھی منزہ وقار تھی اس کے شاہ میر کی چیئر کو چھوڑ وہ خود سے چیئر پیچھے کرتی ہوئی منزہ کو دیکھ شاہ میر کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

کیا لینا پسند کرو گی، شاہ میر کے خوشگوار لہجے سے منزہ کو اکتاہٹ محسوس ہوئی تھی۔

کچھ نہیں جو بات کرنی ہے جلدی کریں، منزہ کے تیکھے انداز پر شاہ میر نے لب دبائے تھے۔

ایز یوش ، کہہ کر شاہ میر چیئر پر بیٹھاتا ہوا منزہ کے بے زار چہرے کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ کہ منزہ کی آنکھوں میں اپنے لیے غصہ دیکھ نظریں پھیر گیا تھا۔

کچھ نہیں لینا تو چلو ایک گیم کھیلتے ہیں۔ منزہ چونکی تھی یہ سوچ کر کہ اس شخص نے اسے یہاں گیم کھیلنے کی خاطر بلایا تھا۔

میں یہاں آپ کے ساتھ کوئی گیم کھیلنے کی لیے نہیں آئی ہوں۔ اسے شاہ میر اپنے حواسوں سے غافل لگا تھا۔

پر مجھے تو کھیلنی ہے۔ وہ باضد تھا۔

مجھے نہیں کھیلنی بس مجھے یہ بتا دیں میرا پیچھا چھوڑے کے لیے کیا لیں
گیے ۔

تمہارے پاس کچھ ہے ہی نہیں مجھے دینے کی خاطر ۔ ہاں مگر ایک چیز ہے
۔ وہ دل میں سوچ کر مسکرایا تھا ۔

منزہ پریشان ہوئی تھی اسے گلاس کے ساتھ کھیلتے دیکھ ۔

پھر مجھ سے کیا چاہتے ہیں آپ کیوں تنگ کر رہے ہیں آپ مجھے ۔ وہ اپنے
مدعے پر آئی تھی جس کی خاطر وہ یہاں موجود تھی ۔

کیا اااا جی ،، وہ مسکرایا تھا۔

پاگل ہیں کیا آپ - اپنا سر تھامے وہ دبی ہوئی آواز میں چلائی تھی -

تھا نہیں ہو گیا ہوں، شاہ میر کے جواب پر وہ کلس اٹھی تھی۔

پر مجھے آپ میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے سر، ضبط سے چبا کر بولی تھی۔

مجھے تو ہے۔ اپنے بھاری ہوتے سر پر انگلیوں سے دباؤ دیتا ہوا بولا تھا۔

منزہ : میں نہیں کر سکتی آپ سے شادی ،

شاہ میر : کیوں ،

منزہ : میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں،

شاہ میر : اوووو اچھاااااا ، کھینچ کر کہتے ہوئے شاہ میر پر ہلکا ہلکا نشہ سوار ہونے لگا تھا۔

منزہ : اپنی بکواس بند کریں --

بکواس بند کر لیتا ہوں میں گیم کھیل لو میرے ساتھ اس کے بعد میری
طرف سے کوئی کال یا میسج نہیں آئے گا تمہیں - شاہ میر اپنی انگلیوں کے
پوروں سے آنکھوں دباؤ دے رہا تھا -

مجھے نہیں کھیلنی کوئی بھی گیم جان چھوڑیں میری ، وہ زچ آئی تھی ایک ہی
رٹ سے -

جب ہی تو کہہ رہا ہوں گیم کھیلتے ہیں - منزہ کی بھنویں سیکڑی تھیں -

دیکھو اگر میں جیتا تو تم میری اور اگر میں ہارا تو بھی تم میری - بھاری ہوتی
پلکوں کو زبردستی کھولے وہ خود ہی کی بات پر وہ فلک شکاف قہقہہ لگا گیا تھا

-

وہیں منزہ شاکر ہوئی تھی اپنے مقابل بیٹھے شاہ میر کو دیوانہ وار قہقہہ لگاتے
دیکھ کر -

مجھے کوئی گیم نہیں کھیلنی،، منزہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی -

بیٹھ جاؤ -۔ رئیس خالی بوتل لے کر آؤ - منزہ کو تنبیہ کرتا ہوا وہ رئیس کو بلند
آواز لگا گیا تھا -

نہیں کھیلنا مجھے کچھ بھی آپ کو سمجھ نہیں آرہی میری بات ،، منزہ زچ آتی
چلائی تھی جس پر شاہ میر بھنویں ناگواریت سے سکرٹی تھیں ۔

مت کھیلو ،، دبی دبی آواز میں شاہ میر غرلایا تھا ۔

محبت کا اظہار کر رہا ہوں اس لیے دماغ خراب ہو رہا ہے تمہارا ، شاہ میر کے
لہجے سے غصہ چھلکا تھا ۔

پر میں نہیں کرتی آپ سے محبت، وہ دو بدو بولی تھی ۔

کمی کیا ہے مجھ میں جو اس میں ہے - ، شاہ میر نے فوراً سے استفسار کیا تھا

-

یہ پوچھیں آپ میں ہے کیا ایسا جو میں آپ سے محبت کروں گی - شاہ میر
نے غصے سے آنکھیں میچی تھی سامنے بیٹھی ہوئی چھوٹی سی لڑکی اس کا ضبط
آزارہی تھی -

کیوں اچھا خاصا ہینڈسم اور ریچ ہوں اور کیا چاہیے ہونا لڑکیوں کو ، بنا لحاظ کے
وہ ڈھٹائی سے بولا تھا -

جبکہ منزہ اس کی سوچ پر تاسف سے گردن ہلا کر رہ گئی تھی -

نہیں کرتی محبت میں آپ سے اور کروں بھی کیوں آپ ہیں کون ،، بتائیں
کون ہیں آپ ،، شاہ میر کا دل ڈوبا تھا ۔

بتائیں ناں کون ہیں آپ میری پھپھو کے بیٹے یا میرے ماموں کے ،، منزہ
کے حد درجہ سخت لہجے پر شاہ میر خود پر ضبط کرنا محال لگا تھا ۔

ارے میں تو آپ کے نام تک سے واقف نہیں ہوں اور آپ بات کرتے
ہیں میں آپ سے محبت کروں گی حد ہوتی مغروریت کی ،،

کہاں سے خیال آجاتے ہیں آپ جیسوں کو کہ ہر لڑکی آپ کی پرسنلٹی دیکھ
کر پاگل ہو جائے گی مگر یاد رکھیں سر ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی ہر لڑکی

دولت اور خوبصورتی پر نہیں مرتی، منزہ کی بات کے اختتام پر شاہ میر مسکرایا تھا۔

ہر لڑکی بھی شاہ میر ہمدانی کی نگاہوں میں نہیں چڑھی مس منزہ وقار مرزا،،

تم واحد لڑکی ہو جو "اس طرح" خاصا زور دیا گیا میرے سامنے کھڑی ہو کر اپنی تیز زبان کے جوہر دیکھا رہی ہیں ورنہ کسی کی بھی محال نہیں ہے کہ شاہ میر ہمدانی کے سامنے بول بھی سکے، شاہ میر کے باور کروانے پر منزہ نے طویل سانس خارج کیا تھا۔

میرا خیال اپنے دماغ سے نکال دیں شاہ میر ہمدانی میں مر تو سکتی ہوں پر
 آپ کے بارے میں سوچنا بھی خود پر گناہ سمجھوں گی ،،، جاذب اور آپ میں
 زمین آسمان کا فرق ہے جو ہمیشہ قائم و دائم رہے گا ،، منزہ کے سلگتا لہجہ
 شاہ میر کے تن بدن میں آگ لگا تھا ۔

جاذب اوقات کیا ہے اس کی میرے سامنے ،،، منزہ کی تمخضرانہ ہنسی نے
 شاہ میر کو اسٹل کیا تھا ۔

اوقات کی بات نا ہی کریں تو بہتر ہوگا سر کیونکہ جاذب کی اوقات میری
 نظروں میں یہاں ہے ۔ اپنے قد سے اونچا ہاتھ کرتی ہوئی وہ شاہ میر کی سوئی
 ہوئی انا کو بیدار کر گئی تھی ۔

یہاں ،،، شاہ میر کا نفرت انگیز قہقہہ ریسٹورنٹ کی در و دیوار کو ہلانے کے لیے کافی تھا۔

قہقہہ لگاتا ہوا وہ اچانک روکا اور منزہ کے جانب ہلکا سا جھکا تھا۔ شاہ میر کے منہ سے آتی بو اور اس گرم سانسوں سے گھبراہٹ محسوس کرتی ہوئی منزہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی مگر بے سود شاہ میر نے واپس سے اس کی جانب قدم بڑھا کر وہ دو قدم کا فاصلہ بھی تمام کیا تھا۔

پہلے تم میری محبت تھی پھر دیوانگی کی حد تک چاہنے لگا تمہیں وہاں تک سب ٹھیک تھا مگر اب تم میری ضد بن گئی ہو منزہ وقار،

اب یہ یاد رکھنا تمہیں صرف میرا ہونا ہے شاہ میر ہمدانی کا ہونا منزہ وقار۔
 اب اسے تم دھمکی سمجھو یا پھر کچھ بھی ،،، آنکھوں میں آئی نم کو بے
 دردی سے صاف کرتا ہوا جبرے بھینچے ہوئے غرلایا تھا۔

ضد نہیں بننا چاہیے تھا تمہیں کیونکہ شاہ میر ہمدانی سب چھوڑ سکتا ہے
 سوائے اپنی ضد کے ،،، ناؤ یو ویٹ لینڈ واچ مسسز ہمدانی ٹو بی ،،، سانس
 روکے شاہ میر سے خوفزدہ ہو رہی تھی۔

اب اس جاذب کو شاہ میر ہمدانی کے قہر سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا حتیٰ
 کہ تم بھی نہیں منزہ وقار ،،، منز کے چہرے بنا نگاہ غلط ڈالے وہ اپنے اور
 اس کے درمیان میلوں کا فاصلہ قائم کرتا وہاں سے گیا تھا۔

شاہ میر کے جاتے ہی اپنی لکی ہوئی سانسیں بحال کرتی منزہ جاذب کو کال
 ملانے لگی تھی مگر اس کا مسلسل نمبر بند جاتے دیکھ فکر مند ہوئی تھی ۔
 جاذب آرائیں تجھے ایسی جگہ ماروں گا کہ ڈھونڈنے سے بھی کسی کو نظر
 نہیں آئے گا، ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا وہ مسلسل اپنی اور منزہ کی ہوئی
 کنورسیشن کو سوچ سوچ کر غصے مزید بڑھ رہا تھا ۔

سمین بیٹا ذرا آئیں بات کرنی ہے آپ سے ،،

جی ابا جان ،،، سمرین ہمدانی کو اپنے روم میں جاتے دیکھ دادجی نے انہیں پیچھے سے روکا تھا۔ دادجی کی پہلی ہی آواز پر مڑتی ہوئی سمرین ہمدانی لیونگ روم میں تنہا بیٹھے دادجی کے پاس آئی تھیں۔

شاہ میر کی شادی کے بارے میں کچھ سوچا ہے آپ نے اور جہانزیب نے ،،، جہانزیب ہمدانی کی غیر موجودگی میں سمرین ہمدانی سے بات کرنا انہیں مناسب لگا تھا۔

ابا جان شاہ میر کی شادی کے لیے میری اور ان کی آج بھی وہی رائے ہے جو دو سال پہلے تھی ،،، سمرین ہمدانی کہتی ہوئیں دادجی کے سامنے رکھے ریڈ

کمر کے کنگ اسٹال صوفے پر بیٹھی تھیں جانتی تھی کہ یہ بات جلدی ختم نہیں ہونی تھی ۔

جبکہ آپ دونوں شاہ میر کی رائے جانتے ہیں پھر بھی ،، ناک پر رکھے چشمے کو درست کرتے ہوئے دادجی کو ذرا حیرانگی نہیں ہوئی جہانزیب اور سمرین ایک جگہ ٹکی ہوئی سوئی پر ۔

مجھے یقین ہے کہ شاہ میر کبھی نا کبھی تو مان ہی جائے گا کبری سے شادی کے لیے ،،، وہ کہتے ہیں نا ابا جان امید پر دنیا قائم ہے ۔ سر جھکائے بیٹھی ہوئیں سمرین کے لہجے کھوکھلا لگا تھا دادجی کو ۔

پھر تو میں آج بھی آپ کو وہی دو سال پہلے والا جواب دوں گا۔ سمرین
ہمدانی نے نا سمجھی میں دادجی کو دیکھا تھا۔

آپ تینوں کی بے جا ضد نے شاہ میر کو ضد چڑھا دی ہے اور اب ہم سب
مرتے مر جائے گیے لیکن شاہ میر کی کبریٰ سے شادی نا کرنے کی ضد
کبھی نہیں ٹوٹے گی،، سمرین ہمدانی اچھے سے واقف تھیں اپنے بیٹے کی ضد
اور انا پرستی سے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہم بھی فقط کبریٰ اور بچوں کے لیے ہی بضد ہیں ہم غلط
تو نہیں ہیں نا ابا جان،، سمرین ہمدانی کی وہی مرغ کی ایک ٹانگ والی
بات سن کر دادجی نے نفی میں گردن ہلا رہے تھے۔

مطلب آپ لوگ پیچھے نہیں ہٹنے والے ،،

ہم کوشش کرنا نہیں چھوڑیں گے ابا جان،،، سمرین ہمدانی کی بات پر
سنجیدگی سے بیٹھے دادجی مسکرائے تھے ۔

آپ لوگ اپنی بے فضول کوششیں کریں اور شاہ میر ہر حال میں اپنی ضد
پوری کرے گا اور وہ اس ضد کی آڑ میں کچھ بھی کر گزرے گا یہ آپ اور
جہانزیب اچھے سے جانتا ہے پھر یہ مت کہیے گا کہ میں نے آپ کو وارن
نہیں کیا ۔ دادجی سختی سے کہتے ہوئے اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے
تھے ۔

پر ابا جان،،، دادجی کے اٹھتے ہی سمرین ہمدانی اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔

آپ لوگ پرور کرتے رہ جائیں گے پر شاہ میر اپنی ضد سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے گا بیٹا،،، آپ لوگ کیوں نہیں سمجھ رہے ہو شاہ میر کے لیے کبری اس کی چھوٹی بہن جیسی ہے وہ کتنی بار باور کروا چکا ہے پھر بھی آپ سب کو اپنی کوشش جاری رکھنی ہے،،، سمرین ہمدانی کا سر جھکا تھا۔

تو شوق سے رکھیں اس معاملے میں میرے ہاتھ کھڑے ہیں میں آپ تینوں کے ساتھ نہیں ہوں میں ہمیشہ آپ تینوں کے خلاف اور شاہ میر کے ساتھ

کھڑا ملوں گا اس کے ہر فیصلے میں ،،، داد جی سختی سے کہتے ہوئے وہاں سے گئے تھے ۔

جبکہ سمرین ہمدانی داد جی کی بات سے دل ہی دل میں مستفوق ہوئیں تھیں ۔

مما۔۔۔ یس بے بی ،،،، لیپ ٹاپ پر مصروف کبری نے اپنے برابر میں بیٹھے ارحم پر سرسری سی نظر ڈالی تھی ۔ آپ ابی سے ناراض ہیں ،،، کبری اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی ۔

نہیں تو آپ کو کس نے کہا،

وہ آپ ابی سے بات نہیں کرتی نا۔ کبری کو لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے دیکھ ارحم
اس کی زانوں پر سر کر لیٹا تھا۔

میں آپ کے ابی سے بات کرتی ہوں پر وہ گھر نہیں ہوتے نا زیادہ اس لیے
،، ارحم کی پیشانی پر لب رکھتی ہوئی وہ شاہ میر کو سوچ کر افسردہ ہوئی تھی۔

مما آپ ابی سے کبھی ناراض نا ہونا،، کبری کے چہرے پر اپنے ننھے ہاتھ رکھتا
ہوا وہ کبری پریشان کر گیا تھا۔

کیوں بے بی ،،،

کیونکہ ابی نا مجھے اور پری کو بالکل ڈیڈ کی طرح پیار کرتے ہیں، ہمارے ساتھ کھیلتے ہیں ہمیں کھانا بنا کر کھلاتے ہیں جب میرے ساتھ ہوتے ہیں نا مجھے ڈیڈ کی یاد نہیں آتی ماما۔ ارحم کی معصومیت بھرے لہجے پر کبری کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

میں ابی سے بہت پیار کرتا ہوں ماما جیسے ابی ہم دونوں سے کرتے ہیں۔

کیا ہوا ماما،،،، کبری کی نم آنکھیں دیکھ ارحم خاموش ہوا تھا۔

کچھ بھی تو نہیں بے بی بس ماما آپ کو سن رہی تھی - ارحم کو اپنے حصار
میں لیتی ہوئی پری کے برابر لیٹی تھی -

کیا ماما اور سب صحیح کہتے ہیں میرے ارحم اور پری کو شاہ میرے زیادہ کوئی
پیار نہیں کر سکتا،، ارحم کے سنہری ریشم بالوں میں ہاتھ چلاتی ہوئی اپنے
ذہن میں بازگشت کرتی سوچوں سے کب نیند کی وادی میں اتری تھی خبر ہی
نا ہوئی تھی -

شاہ میر کیا ہوا ہے تمہیں ،، شاہ میر کو گھر میں داخل ہوتے ہی اپنے روم کی سمت بڑھتے دیکھ دادجی پیچھے سے فکر سے پکارے تھے ۔

یار دادجی آج رہنے دیں ، زندگی میں پہلی ٹھکرائے جانے کا درد شاہ میر کو پاگل کیے ہوئے تھا بنا دادجی کی سمت مڑے وہ سیرٹھیاں چڑھتا اپنے روم میں بند ہوا تھا ۔

دو دن سے وہ کافی پرسکون محسوس کر رہا تھا، معمول کے مطابق آفیس سے آتا ہوا وہ وقار صاحب کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا ۔

اگر میں غلط نہیں تو آپ وقار انکل ہی ہیں ناں ،، آفیس سے واپسی پر شاہ میر وقار مرزا کو شفٹنگ کا سامان اتارتے دیکھ کمال کی اداکاری کا مظاہرہ کیا تھا۔ جس پر نا سمجھی میں شاہ میر کو دیکھتے ہوئے وقار صاحب پریشان ہوئے تھے اپنے سامنے کھڑے خوب رو جوان کو دیکھ جو پہلی ہی نظر میں انہیں پہچان گیا تھا۔

میں تو وقار مرزا ہوں آپ پتا نہیں کس کی بات کر رہے ہیں ، شاہ میر توقع کے مطابق وقار صاحب اسے نہیں پہچان سکے تھے ۔

ارے انکل آپ مجھے کیسے پہچانے گئے بھلا پہلے سے زیادہ ہینڈسم ہو گیا ہوں

آئی مین ٹو سے پہلے سے بڑا ہو گیا ہوں بریڈ بھی بڑھی ہوئی ہے آج کل
 ،، شاہ میر کو پہچاننے کی غرض سے اسے دیکھتے ہوئے وقار صاحب شاہ میر کی
 خود سے خود کی تعریف کرنے مسکرائے تھے، تھا بھی سچ وہ تھا ہی قابل
 تعریف ،،

ارے انکل آپ کیسے بھول سکتے ہیں مجھے میں تو وہی ہوں جس نے آپ کی
 کار کا فرنٹ شیشے توڑا تھا۔۔ وقار صاحب کے ذہن پر عکس لہرایا تھا مگر اب
 وہ پہچان ناسکے تھے۔

شاہ سلطان ہمدانی آپ کے پرانے پڑوسی وہ سامنے ہمدانی ولا ہمارا ہی تو ہے

میں شاہ میر ہمدانی جہانزیب ہمدانی کا بیٹا،، شاہ میر کے اس طرح زبردستی یاد کروانے پر بلاآخر وقار صاحب کو وہ یاد آہی گیا تھا۔

شاہ میر ہمدانی واقع بیٹا آپ تو کافی بدل گئے ہیں،،، معذرت بیٹا عمر کا تکازہ ہو گیا ہے جس وجہ سے میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔۔ خدا کا صد شکر کرتا شاہ میر وقار صاحب کے شرمندگی سے بھرے لہجے پر ان کے قریب بڑھا تھا

-

اس میں معذرت والی کیا بات ہے انکل اب اتنے عرصے بعد ملیں گے تو یہ سب تو ممکن ہے،، پیشانی پر بکھرے بال جنہیں شاہ میر نے پیچھے کرنے

کی زحمت نہیں کی تھی۔ وقار صاحب کے ہاتھ پر دباؤ دیتا ہوا وہ اپنی ٹائی
ناٹ ڈھیلی کرتا ہوا مسکرایا تھا۔

ٹرانسفر ہوا ہے انکل آپ کا، مکمل لا عملی کا ڈرامہ کرتا ہوا شاہ میر سامان
دیکھنے لگا تھا۔

نہیں بیٹا میری تو ریٹائرمنٹ ہوگئی ہے مگر میرے بیٹے منزل کا ٹرانسفر ہوگیا
ہے جب ہی تو یہاں واپس شفٹ ہو رہے ہیں۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے انکل،، شاہ میر کو مسکراتے دیکھ وقار صاحب
گردن ہلاتے ہوئے سامان کی جانب بڑھے تھے جہاں دو لڑکے سامان اٹھا
کر گھر کے اندر لے جا رہے تھے۔

انکل آپ یہ سب اکیلے کیوں کر رہے ہیں،، منزل کو ناپاکر شاہ میر نے فکر
سے پوچھا تھا۔

اکیلا کہاں ہوں بیٹا اندر تمہاری آنٹی لگی ہوئی ہیں اور باہر یہ دونوں میرے
ساتھ،،

اور منزل کہاں ہے۔،، وہ ابھی حیدرآباد ہی ہے شام تک لوٹے گا،، شاہ میر کو جواب دے کر وہ واپس دے سامان کی جانب بڑھے تھے۔

انکل آپ رہنے دیں میں کروا دیتا ہوں آپ بس مجھے بتا دیں کون سا سامان کہاں رکھوانا ہے۔۔ شاہ میر کے فکر سے ٹوکنے پر وقار صاحب نے اسے دیکھا تھا جو اشارے سے اپنے ڈرائیور کو بلا رہا تھا۔

گاڑی میں جو سامان ہے وہ ارحم بابا کے روم میں بھجوا دوں اور اسٹاف کو لے کر یہاں آؤ فوراً،، رئیس پر حکم صادر کرتا وہ وقار صاحب کی جانب موڑا تھا۔
انکل آپ اندر چلیں میں سامان اٹھواتا ہوں،، شاہ میر کو تشکرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ گھر کے اندر گئے تھے۔

جہاں شائستہ بیگم سب ایک سائیڈ پر رکھواتی ہوئی صوفے پر ڈھے ہوئی تھیں ،

آپ تینوں اندر جائیں اور میڈم کی ہیلپ کریں ، ، اور تم ادھر آؤ یہ سامان اٹھا کر میرے پیچھے آؤ ، میڈم کو اندر بھیج کر خود میل اسٹاف ہر حکم صادر کرتا ہوا گھر کی جانب بڑھا تھا ۔

کچھ بھی ناممکن نہیں ہے شاہ میر ہمدانی کے لیے منزہ وقار ، ، ابھی گھر میں قدم رکھا ہے پورے استحقاق کے ساتھ اگلا قدم تمہاری زندگی میں رکھوں گا ، فاتح مسکراہٹ لبوں پر سجائے شاہ میر نے گھر میں قدم رکھتے ہی دل ہی دل میں سوچ کر مزید مسکرا رہا تھا ۔

ٹھیک ہو آج کل یونی بھی کم آرہے ہو، جاذب کو دیکھتے ہی منزہ نے
استفسار کیا تھا۔

ہاں وہ ایکچولی میں نے جاب اسٹارٹ کی پے بس اس لیے اب دو دن ہی
شکل دیکھا پاؤنگا اپنی، (اور آپ کو بھی ہفتے میں صرف دو دن ہی دیکھ سکوں
گا) دل میں سوچتا ہوا نظریں جھکائے ہوئے تھا۔

اچھا، شاہ میر کی دھمکی جو منزہ کو پریشان کیے ہوئے تھی وہ اب کم ہوئی
تھی۔

مطلب صرف مجھے ڈرانے کے لیے دھمکی دی گئی تھی۔ شاہ میر کو سوچتے
ہی منزہ کا موڈ بگاڑا تھا۔

جی،، منزہ کو کچھ سوچتے دیکھ جاذب اس کی سمت موڑا تھا۔

آپ یاد کریں گی مجھے، لہجے میں آس لیے وہ اسے دیکھ رہا تھا جو دماغ میں
چلتی شاہ میر کی باتوں میں الجھی ہوئی تھی۔

منزہ آپ سن رہی ہیں، ہاں کیا ہوا،، جاذب کے ہاتھ ہلانے پر ہوش میں آتی ہوئی وہ بکھلائی تھی۔

کچھ کہا تھا تم نے، نہیں کچھ بھی نہیں، منزہ کے کچھ ناسننے پر جاذب نے افسردگی سے اپنے بات سے مکر گیا تھا۔

ویسے منیبہ آئی نہیں اب تک، جاذب کے پوچھنے منزہ پھیکا سا مسکرائی تھی

پتا نہیں میڈم کب تک آئیں گی کہہ کر تو دو دن کا گئی تھی اور چار دن ہو گئے ہیں اب تک واپس بھی نہیں آئی ، منیبہ کی یاد میں افسردہ ہوتی وہ جاذب کے ہم قدم ہوئی تھی ۔

کال آئے تو بتانا میں اس کی کچ کچ مس کر رہا ہوں ،

سچ بتاؤں تو مجھے بھی اس کی اور اس کی کچ کچ کی بہت یاد آرہی ہے ۔
جاذب کی بات پر مسکرائی ہوئی پہلی بار جاذب کے سامنے اپنے دل کا حال رکھ گئی تھی ۔

اب مجھے اجازت دیں منزہ مجھے آفیس جانا ہے، دل تو چاہ رہا تھا کچھ وقت
مزید منزہ کے ساتھ گزارنے کا مگر آفیس کا سوچتے ہی اجازت طلب کر گیا تھا

-

ہمم خدا حافظ اپنا خیال رکھنا۔ منزہ کا خدا حافظ کرنا جاذب کے دل کو دھلا گیا
تھا۔

آپ بھی، صدیوں کا بچھڑا ہوا لہجہ جاذب کے دل کی دھڑکنوں کو ہلچل مچا گیا

-

خدا حافظ۔ مسکرا کر کہتی ہوئی منزہ جاذب کی پیٹھ دیکھتی رہ گئی تھی۔

ارے ارے آپ لوگ یہاں ، میڈز کو دیکھ کر شائستہ بیگم حیرت سے گویا
ہوئیں تمہیں -

ارے آنٹی ذرا سا بھی فار مل ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو ، وقار
صاحب کے بولنے سے پہلے اندر آتے شاہ میر کی آواز پر شائستہ بیگم اس خبرو
نوجوان کو دیکھ کر حیران رہ گئی تمہیں جو بڑی ہی شان بے نیازی سے کہتا
ہوا ان کے سامنے آکر رکا تھا -

وقار صاحب یہ کون ہے ، شاہ میر پر نظر ٹکائے وہ اپنے پیچھے سامان سیٹ کرتے ہوئے وقار صاحب سے پوچھ رہی تھیں ۔

یہ شاہ میر ہے بیگم ہمارا پڑوسی ، شاہ میر مسکرایا تھا ۔

ہم بعد میں بات کر لیں گے پہلے سامان سیٹ کروا لیتے ہیں ، کہاں رکھوانا ہے یہ سامان ،، شاہ میر کہہ کر وقار صاحب کے پاس گیا تھا ۔

یہاں پر لے آئیں یہ سامان ،، شائستہ بیگم کے پیچھے سامان لے کر جاتے ہوئے ملازمین اپنے سر کو کارٹن سے سامان نکال کر وقار صاحب کے ساتھ سیٹ کرتے دیکھ حیرت کا شکار ہوئے تھے ۔

چائے لوگے بیٹا یا کافی آپ،، شاہ میر کو دو گھنٹے سے مسلسل اپنے ساتھ لگے دیکھ شائستہ بیگم نے بڑی محبت سے پوچھا تھا۔

جس میں آپ کو آسانی ہو، شاہ میر کا لہجہ اور اس کی فرمانبرداری کافی تھی شائستہ بیگم کو امپریس کرنے کے لیے۔

چلو پھر میں چائے بنا کر لاتی ہوں ساتھ بیٹھ کر پیئے گے ہم تینوں۔ ملازمین کے آنے پر ان کا کام کافی حد تک سمیٹ گیا تھا۔

جی ضرور آئی۔ وقار صاحب کو سامان پکڑاتا ہوا مسکرایا تھا۔

منزہ کی فریم کردہ فوٹو کو دیوار پر ٹانگنے کی خاطر کیل لگاتے ہوئے وقار
صاحب کو دیکھ وہ فوراً سے ان کے پاس لپکا تھا۔

ارے انکل یہ کیل مجھے دیں میں ٹھوک دیتا ہوں۔ لہجہ ایسا تھا جیسا وہ ماہر
ہو ان سب میں۔

رہنے دو بیٹا میں کر لوں گا۔ دیں تو سہی،، منزہ کے روم میں نظریں دوڑاتا
ہوا مسکرایا تھا۔

Novelnagri

بیٹا آپ سے نہیں ہوگا۔ ارے انکل تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کا اپنا ہی مزہ ہے، وقار صاحب اور شائستہ بیگم کی نظروں میں خود کے لیے پسندیدگی دیکھ وہ پرچوشی میں بول گیا تھا۔

کیا مطلب بیٹا، یہ لیں انکل ہو گیا،، وقار مرزا کے سوال کو اگنور کرتا ہوا وہ بلند آواز میں بولا تھا۔

آجائیں چائے بن گئی ہے۔ شاہ میر اور وقار صاحب کو آپس میں مسکراتے دیکھ شائستہ بیگم نے ہانک لگائی تھی۔

کیا کرتے ہو بیٹا آپ ، شائستہ بیگم کے پوچھنے پر شاہ میر نے وقار صاحب کو مسکرا کر دیکھا تھا ۔

ارے بیگم ہمدانی کنسٹرکشن ان کا ہی ہے ۔ شائستہ بیگم گردن ہلاتی ہوئی مسکرائی تھیں۔ کافی دیر ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے شاہ میر کو وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا ۔

ریسٹ وایچ پر ٹائم دیکھتا ہوا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔

اب انکل آنٹی مجھے اجازت دیں کافی دیر ہو گئی ہے ۔

تمہارے آنے سے پتا ہی نہیں چلا کیسے گزر گیا ،، کل پھر آنا بیٹا ۔

جی آنٹی، ، شاہ میر کی تو مانو امید بھر آئی تھی ۔

وقار صاحب بچہ اچھا ہے ، شائستہ بیگم کے بولنے پر وقار صاحب مسکرائے
تھے ۔

جی بیگم اچھا ہے پر پتا نہیں کنوارا ہے یا پھر شادی شدہ، شائستہ بیگم کی
بات سمجھتے ہوئے وہ مسکرائے تھے ۔

جی پتا کر لیں، ، بیگم تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا،، کہہ کر وہ بک ریکر کی سمت
بڑھے تھے ۔

آگئے برخوردار، دادجی کے روم کے سامنے سے گزرتا ہوا شاہ میر دادجی کی آواز
پر ان کے روم میں گیا تھا۔

جی دادجی ویسے یہ مس ورلڈ کہاں ہیں، روم میں بی جان کونا پا کر شاہ میر
نے دریافت کیا تھا۔

اپنے بہو بیٹے کے ساتھ بیٹھی ہونگی۔ دادجی کے بتانے کے انداز پر شاہ میر
مسکرایا تھا۔

بہت خوش نظر آرہے ہو ۔

جی دادجی،، بڑے دنوں بعد شاہ میر ہنستے مسکراتے دیکھ دادجی خوش ہوئے
تھے ۔

یار دادجی وقار انکل آگئے ہیں واپس،، دادجی کے برابر میں گرنے کے انداز
سے لیٹتا ہوا وہ پرجوشی سے بولا تھا ۔

ہاں اب شاہ میر ہمدانی کی کوشش رائیگاں جانے سے رہی ۔۔
یار دادجی آپ بھی ناں ۔۔ دادجی کی زانوں پر سر رکھتا ہوا شاہ میر زندگی سے
بھرپور قہقہہ لگا گیا تھا ۔

بس تم یوں ہی ہنستے مسکراتے رہو،، شاہ میر کے بالوں میں ہاتھ چلاتے
ہوئے وہ مسکرائے تھے۔

بس دادجی چند دن اور پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ خود بخود بند ہوتی شاہ میر
کی آنکھیں دیکھ دادجی مسکرا رہے تھے۔

زندگی میں پہلی بار اتنا کام کرنے کی وجہ سے تھکن سے چور ہوتے شاہ میر
کے وجود کو فقط آرام درکار تھا۔

شاہ میر سے بات کی آپ نے سمرین۔

نہیں کی اور نا ہی کرنے کا کوئی فائدہ ہے کیونکہ وہ نہیں ماننے والا ہے شاہ
میر کبری سے شادی کے لیے - سمرین ہمدانی نے صاف انکار کیا تھا اب
اسے مزید فورس کرنے کے لیے -

مجھے بھی اب یہ ہی لگتا ہے جہانزیب -
اور اب تو تمہارے ابا بھی اب شاہ میر کے ساتھ ہیں - بی جان کے کہنے پر
جہانزیب ہمدانی پریشان ہوئے تھے -

پھر ماں کبری اور بچوں کا کیا ہوگا ،، ہمدانی صاحب کے لہجے میں پریشانی
گھلی تھی -

کبری کی عمر ہی کیا ہے بچی کی اور ویسے بھی اب ہم خود غرض تو نہیں بن سکتے نا اس لیے بہتر ہے کہ اس کے لیے کوئی اچھا لڑکا ڈھونڈ لو جہانزیب ، بی جان کی بات پر حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے سمرین ہمدانی اور جہانزیب ہمدانی بی جان کی بات شکڈ ہوئے تھے ۔

ماں ، کچھ نہیں سننا مجھے جہانزیب کبری کی شادی کروانے کے بعد ارحم اور پریشہ ہمارے پاس رہیں گے جب کبھی کبری کا دل کیا تو وہ آکر ان سے مل سکتی ہے ۔ بی جان کے حتمی فیصلہ سن کر سمرین اور جہانزیب خاموش ہوئے تھے ۔

کبری نہیں مانے گی - سمرین ہمدانی کئی بات پر بی جان نے ہر سوچ انداز
میں گردن ہلائی تھی -

تھوڑا وقت لگے گا مگر مان جائے گی - بی جان کے کہنے پر جہانزیب ہمدانی
گردن جھکا کر بیٹھ گئے تھے -

کوئی لڑکا ہے آپ دونوں کی نظر میں - بی جان کے پوچھنے پر دونوں نے ہی
نفی میں گردن ہلائی تھی -

آپ کی نظر میں ہے کیا، جب وہ سب سوچ چکی تھیں سمرین کو پوچھنا
ضروری لگا تھا -

ہاں ہے - ماں ،،،، بی جان کی گھوری پر جہانزیب خاموش ہوئے تھے -

کون ہے ماں وہ لڑکا ،، سمرین ہمدانی کے پوچھنے پر بی جان مسکرائی تھیں -

اپنے شاہ میر کا دوست فرقان - جہانزیب ہمدانی نے اپنا سر پکڑا تھا -

ماں وہ کنوارا ہے اور نا ہی اسے لڑکیوں کی کمی ہے جبکہ ہماری کبری دو
بچوں کی ماں اور سب سے بڑی بات ہمارے شارق کی بیوہ ہے - جہانزیب
ہمدانی کو بی جان کو یاد دلانا ضروری سمجھا تھا -

ہاں تو شاہ میر بھی تو کنوارا ہے ہمارا ،
 ماں شاہ میر کی بات الگ ہے -- بی جان کو جواب دیتے ہوئے وہ پریشان
 ہوئے تھے سوچ کر بھی ۔

میں نے دیکھا ہے فرقان کو ہماری کبری کی بہت عزت کرتا ہے وہ ۔

ماں عزت کرنا اور شادی کرنے میں رات دن کا فرق ہوتا ہے ،، بی جان
 کا مضبوط لہجہ انہیں اکسا رہا تھا بولنے کے لیے ۔

رہنے دو پہلے ہی ناں نامت کرو بات کرو ۔

پہلے فرقان سے ے کوئی بات ہوگی پھر ہی آگے اس بارے میں بات کریں
 گئے - تم سے بات ہو جائے گی یا میں شاہ میر سے کہوں کہ وہ بات کرے
 اپنے دوست سے - بی جان نے پوچھا تھا -

مجھ سے نہیں ہوگا۔ جہانزیب ہمدانی کی بات پر گرد نہلاتی ہوئی بی کھڑی
 ہوئیں تھیں -

میں شاہ میر سے خود بات کر لوں گی آپ دونوں بے فکر رہیں - بی جان اپنا
 فیصلہ سنا کر جہانزیب ہمدانی کے روم سے باہر نکلی تھیں -

مجھے نہیں پتا ماں کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ پریشانی سے سر پکڑے
ہوئے جہانزیب ہمدانی صوفے کی پشت سے سر ٹکا گئے تھے۔

کب تک واپس آرہی ہو تم کہاں تو تم ویک اینڈ پر گئی تھی اور اگلے ہفتے کے
دو دن بھی گزار دیئے ہیں تم نے، گھبراہٹ میں پوچھتی ہوئی منزہ منیبہ کو
حیران کر گئی تھی جو فلم دیکھتی ہوئی پارپ کارن کے مزے لے رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے تجھے، آنکھیں چھوٹی کرتی ہوئی وہ فلم کا والیم میوٹ کر گئی تھی۔

کچھ نہیں یار بس تیری یاد آرہی ہے مجھے - چاہنے کے باوجود بھی بتا نہیں پائی
تھی -

سچ میں، منیبہ کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی -

ہاں، تین دن پہلے ہوئی اپنی شاہ میر کی ملاقات سوچ کر وہ افسردہ ہوئی تھی

-

اور جاذب کیسا ہے مجھے تو کال بھی نہیں کرتا کمینہ، منزہ مسکرائی تھی -

ٹھیک ہے وہ اسے کیا ہونا ہے پوچھ رہا تھا وہ بھی تمہاری واپس کا۔ بالوں کو جوڑے کی شکل دیتی ہوئی وہ مسکرا رہی تھی۔

اور کسی نے نہیں پوچھا، مطلب،، منیبہ کے پوچھنے پر وہ فوراً سے سوال دھر گئی تھی۔

کچھ نہیں، آذر کا خیال آتے ہی وہ خاموش ہوئی تھی۔

منزہ، ہمہم،، کچھ ہوا ہے کیا۔ منزہ کی گہری خاموشی اور کہتے کہتے رک جانا منیبہ کو کھٹکا تھا۔

تم آجاؤ پھر،، منزہ کے لہجے میں افسردگی محسوس کرتی ہوئی منیبہ خاموش رہی
تھی۔

منزہ میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔ منیبہ کے اچانک سے بولنے پر
منزہ نے فون کان پر ہٹا کر دیکھا تھا۔

اوکے بابا پھر بات کرتے ہیں، مسکرا کر کال کٹ کرتی ہوئی منزہ سونے
کے لیے سیدھی ہوئی تھی۔

مگر آنے والے پل اس کی آنکھوں سے نیند چھیننے کے لیے بے تاب تھے۔

اپنی دھن میں رہتا ہوں
میں بھی تیرے جیسا ہوں

او پچھلی رت کے ساتھی
اب کے برس میں تنہا ہوں

تیری گلی میں سارا دن
دکھ کے کنکر چنتا ہوں

مجھ سے آنکھ ملائے کون

میں تیرا آئینہ ہوں

میرا دیا جلائے کون

میں ترا خالی کمرہ ہوں

تیرے سوا مجھے پہنے کون

میں ترے تن کا کپڑا ہوں

تو جیون کی بھری گلی

میں جنگل کا رستہ ہوں

Novelnagri

آتی رت مجھے روئے گی
جاتی رت کا جھونکا ہوں

اپنی لہر ہے اپنا روگ
دریا ہوں اور پیاسا ہوں

فرقان تم یہاں اس وقت کیا کر رہے ہو، شاہ میر کی روٹین بدلنے کے ساتھ
فرقان کی ٹائم روٹین میں بھی خاصا فرق آیا تھا۔
آفیس کے بعد کبریٰ کو چھوڑنے ہمدانی ولا جانا اور پھر وہاں سے سیدھا گھر۔

رات کا ایک بجنے کو تھا اور وہ گارڈن میں ٹہل رہا تھا کہ اسٹڈی روم کی ونڈو بند کرتے ہوئے کاظمی صاحب نے اسے دیکھا تھا اور اب اس کے پیچھے کھڑے ہوئے فکر سے گویا ہوئے تھے ۔

کچھ نہیں ڈیڈ بس ایسے ہی ، وہ جو مسلسل خود کے اور کبریٰ کے بارے میں سوچتا ہوا آج بھی اپنے دل پر ضبط کیے ہوئے تھا ۔

آفیس کی کوئی ٹینشن ہے ، انہوں نے پھر اس سے پوچھنا چاہا تھا جس پر وہ نفی میں گردن ہلاتا ہوا اپنے دونوں بازو سینے پر باندھے ہوئے ان کی سمت پیٹھ کیے کھڑا ہوا تھا ۔

پھر،، فرقان نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

ڈیڈ ہم جس کی خواہش کرتے ہیں وہ ہمیں کیوں نہیں ملتا، پر خم لہجے میں
کہتا ہوا وہ ان کی سمت رخ کیے ہوئے تھا۔

خواہش کرنا تو ویسے ہی منع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔

کیونکہ زیادہ خواہشیں انسان کو باغی کرتی ہیں اور اپنے خدا سے دور کر دیتی
ہیں، کاظمی صاحب کے جواب پر وہ اپنی خم ہوتی آنکھوں کو ہری گھاس پر
ٹکا گیا تھا۔

پھر جو لا حاصل ہوتا ہے دل اس کی ہی چاہ کیوں کرتا ہے، مجرمانہ انداز میں
 بولتا ہوا کسی معصوم بچے کی طرح کاظمی صاحب کے سامنے آہستہ آہستہ
 اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کو بے قرار تھا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لا حاصل بھی ہمیں حاصل ہو جاتا ہے جب
 وہ خدا کن فرماتا ہے اپنے بندے کی نیت دیکھ کر، فرقان کے ہاتھ پر دباؤ
 دیتے ہوئے وہ اسے سمجھنے کی سعی کر رہے تھے۔

ڈیڈ میری نیت کیسی ہے۔ فرقان کی نم آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں۔

یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے بندے کی نیت کیسی ہے میں بھلا یہ کیسے جان سکتا ہوں ، ڈیڈ کے جواب پر لب دانتوں تلے دبا گیا تھا ۔

پر جانتے ہو فرقان کبھی کبھی اللہ اپنے کسی بندے کو بھی وصیلہ بنا کر بھیجتا ہے اپنے خاص بندوں کے لیے ،

خاص بندے ،، مطلب میں خاص نہیں ہوں ڈیڈ ،، یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے ، فرقان کی گردن جھکی تھی ۔

کس کی خواہش کی ہے تم نے ، فرقان کی جھکی گردن مزید جھکی تھی ۔

اس کی ہے جو کبھی مجھے مل نہیں سکتی، آٹھ سال کی محبت آج وہ اپنے
 ڈیڈ پر ظاہر کرنے کو تیار تھا۔ آج وہ خود کے دل کی خواہش پر ضبط کھو گیا
 تھا۔

کون ہے، فرقان کی حالت دیکھ وہ بے چین ہوئے تھے۔

کبری جی،، شاہ میر کی بھابھی،، وہ چونکے تھے۔

جی،، غلط نا ہونے کے باوجود بھی وہ شرمندہ ہوا تھا بتاتے ہوئے۔

تم کیا بول رہے ہو تم جانتے بھی ہو، جی ڈیڈ میں اچھے سے جانتا بھی ہوں
اور سمجھتا بھی ہوں جب ہی تو اپنے دل پر قابو کیے اتنے سال گزار دیئے،
بادلوں کی چادر میں چھپے چاند کو تلاش کرتا ہوا آسمان پر اپنی خالی نظریں
ٹکائے ہوئے تھا۔

سال کھل کر بتاؤ مجھے، کاظمی صاحب کے سختی سے پوچھنے پر وہ خشک لب
تر کرتا ہوا خود کو بولنے کی خاطر تیار کر گیا تھا۔

میں نے کبریٰ کو آٹھ سال پہلے جمال انکل کے گھر ہوئی پارٹی میں دیکھا تھا
ڈیڈ ہر اس وقت مجھے یہ نہیں ریلائز نہیں ہوا تھا کہ مجھے کبریٰ اچھی لگی ہے

مگر وقت گزرتا رہا اور بار بار کہیں نا کہیں وہ دکھتی رہیں اور کب اس دل کی خواہش بن پتا ہی نہیں چلا،

جب دل کو سمجھا جب وقت اور حالات رہے مانند ہاتھوں سے پھسل گئے اور میری قسمت دوکھا کھا گئی، اور میں فقط اپنے خالی ہاتھ دیکھتا رہ گیا ڈیڈ، بے بسی سے کہتا ہوا وہ بول رہا تھا اور کاظمی صاحب اسے سنتے ہوئے پاس رکھی چیئر پر بیٹھے تھے۔

یار بس تھوڑی دیر میں پہنچتا ہوں میں جمال انکل کے گھر پر ہوں، فری ہو کر آتا ہوں، جمال صاحب کے گھر منعقد ہوئی پارٹی میں موجود وہ اکتاہٹ کا شکار ہو رہا تھا کہ شاہ میر کی آتی کال اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

کیسی پارٹی ہے جو تو مجھ سے ملنے نہیں آسکتا فرقان، شاہ میر چڑا تھا۔

یار جمال انکل کے بیٹے کے اچھے گریڈ کی خوشی میں پارٹی منائی جا رہی ہے،
جمال صاحب کے چہرے کی خوشی دیکھ وہ ایک سائیڈ پر کھڑا ہوا بڑبڑایا تھا۔

ہمارے ڈیڈز نے تو کبھی نہیں رکھی پارٹیز - شاہ میر کے شکوے ہر فرقان
قمقہ لگا گیا تھا۔

کوئی نہیں تو جب کرنل بن کر آئے گا ناں پھر دیکھنا انکل اتنی پارٹی کا
اعلان کریں گے کہ تو سوچ بھی نہیں سکے گا۔

ہائےےےے بن ہی نا جاؤں میں کہیں کرنل جو ان کے حال ہیں،
ہاسٹل کے ٹیلی فون کے ریسور کان پر لگائے ہوئے شاہ میر ٹیبل پر بیٹھا تھا

-

اپنا نام لیتے ہوئے تجھے شرم آرہی ہے ،
شرم اور شاہ میر میں یہ ممکن نہیں میری جان ،
تیرا کوئی حال نہیں ہمدانی ،، شاہ میر چاہ کر بھی قہقہہ نہیں لگا سکا تھا باہر
کھڑے آفیسر کو دیکھ کر ۔

اس میں کوئی شک نہیں میں تجھ سے کل بات کروں گا یا ہوسکے تو تو ملنے
آجا مجھ سے ،، شاہ میر نے کہا تھا ۔

پوری کوشش کروں گا،، شاہ میر سے بات کر کے فرقان کاظمی صاحب کے پاس جانے لگا تھا کہ نظریں سامنے کھڑی وائیٹ کلر کے لانگ کا مدار فراک میں نک سک سی تیار کھڑی معصوم سی کبری پر ٹہر گئی تھیں جنہیں وہ چاہ کر بھی ہٹا نہیں پا رہا تھا۔

فرقان بیٹا ادھر آؤ،، کاظمی صاحب کے پکارنے پر ہوش میں آتا ہوا اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتی ہوا ان سمت بڑھا تھا۔

پوری پارٹی میں کبری فرقان کی بھٹکتی ہوئی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

کیا کہہ رہے ہو،، نیند سے بیدار ہوتا شاہ میر اپنا سر پکڑتے بھڑکا تھا۔

یس سر میڈم کی آج ہاسٹل میں آخری رات ہے کل وہ یہاں سے چلی جائیں گی۔، شاہ میر کا غصے اور کچی نیند سے اٹھنے کے باعث سر دکھ رہا تھا اور اوپر سے یہ فکر کہ منزہ اس کی پہنچ سے دور نا ہو جائے۔

فون رکھوووو،،،،

وقت آگیا ہے منزہ اب۔۔ فون بیڈ پر پھینکتا ہوا پل بھر میں فیصلہ کرتا ہوا وہ اٹھ کر کبرڈ سے پیپرز نکالتا ہوا مسکرایا تھا۔

کککوننن ہے وہاں - ڈر سے کانپتی آواز میں بولتی ہوئی وہ ہلتے ہوئے پردوں سے خوفزدہ ہو رہی تھی -

میں نے پوچھا کون ہے وہاں -- پردے پر ابھرتا سایہ نمودار ہوا تھا اس کے پکارنے پر -

ڈر سے لرزتی ہوئی وہ دونوں آنکھیں خوف سے میچے وہ ونڈو کی جانب بڑھ رہی تھی -

جننن تو نہیں ہے نہیں جن کا سایہ تھوڑی ہوگا - ونڈو کی جانب دیکھتی ہوئی وہ ڈر سے بڑبڑائی تھی -

ہمت باندھتی ہوئی وہ ونڈو کے پاس آکر کی تھی -

کہ اچانک سے سامنے کھڑے دراز قد کے حامل شخص کو دیکھ کر اس کی آواز
حلق میں پھنسی تھی ۔

کو نمنننن - منہ کی بچی کچی آواز بھی وہ اپنے بھاری ہاتھ سے دبا گیا تھا ۔

ششش - آواز بھی نائکلے تمہاری - منہ پر انگلی رکھے وہ آنکھوں میں سرخ
دورے لیے جبرے بھینچے ہوئے غرلایا تھا ۔

پیچھے ہو پیچھے ،، شاہ میر کی دبی آواز میں کہتا ہوا آگے کی سمت بڑھا تھا ۔

یہ غلط کر رہے ہیں آپ - شاہ میر کے ہاتھ ہٹانے پر اس سے دور ہوتی
سرخ آنکھوں میں ڈریے وہ غرلائی تھی -

کیا صحیح ہے کیا غلط ہے یہ تو میں نے اپنے ٹیچر سے بھی اچھے نہیں سیکھا
بہتر ہے تم بھی کوشش مت کرو مجھے صحیح غلط کا فرق بتانے کی - ہاتھ
میں پکڑی ریوالور کو دیکھتا ہوا وہ جذبات سے عاری لہجے میں بولتا ہوا اسے مزید
تو اس باختہ کر گیا تھا -

جو پہلے ہی اس کے ڈر سے کافی فاصلے پر سمٹ کر فرش پر بیٹھی ہوئی تھی -

کیا ہوا ڈر کیوں رہی ہو مجھ سے اس طرح جیسے میں انسان نہیں کوئی آدم خور
ہوں ،، اس کی سمت قدم بڑھاتا ہوا منزہ کے خوفزدہ چہرے کو دیکھ کر
مسکرایا تھا ۔

دور دور ،، رہوووو، شاہ میر کے اپنی طرف بڑھتے قدم اسے مزید خوفزدہ کر رہے
تھے ۔

سنا نہیں دور رہو ،، وہ حلق کے بل چلائی تھی ۔

اب ممکن تم سے دور رہنا ،، خمارزدہ لہجے میں کہتا ہوا شاہ میر فرش پر بیٹھی
ہوئی منزہ کے مقابل آکر زانوں کے بل بیٹھ گیا تھا ۔

یہ غلط کر رہے ہو تم ایسے زبردستی محبت نہیں کروائی جاسکتی ،، اسے
سمجھانے کی ادنیٰ سی کوشش کر رہی تھی جس کے دماغ پر محبت کا ان
دیکھا بھوت سوار تھا ۔

اپنے لبوں پر ریوا لور رکھے وہ منزہ کے خوف سے لرزتے وجود کو بڑی دلچسپی
سے دیکھتا ہوا خاموش بیٹھا ہوا تھا ۔

اس جاذب آرائیں سے محبت کرتی ہو تم ۔ شاہ میر کے اچانک سے پوچھے
گئے سوال پر وہ نفی میں گردن ہلا گئی تھی ۔

مطلب وہ تم سے محبت کرتا ہے تم نہیں کرتی۔ نفی میں گردن ہلاتی ہوئی
شاہ میر کی مسکراہٹ کو دیکھ دنگ رہ گئی تھی۔

مجھے نہیں پتا،، بھرائی آواز میں جواب دے گئی تھی۔
پھر اس کے گھر والوں سے کیوں ملنے ملانے کی باتیں کیوں ہو رہی ہیں۔

اسے کچھ مت کرنا،، منزہ کے اس طرح منت کرنے پر شاہ میر کا دل
مٹھی میں آیا تھا۔

اتنی فکر، اتنی پروا، یہ محبت نہیں ہے تو کیا ہے منزہ،،،، بھاری رویدار آواز
میں اپنے دل میں اٹھتی درد کی ٹھیسوں پر قابو پاتا ہوا وہ خود پر کمال کا ضبط
کیے ہوئے تھا۔

ہم عزت کرتے ہیں ایک دوسرے کی۔ آنکھوں میں خوف لیے وہ بے خوف
لجے میں بولی تھی۔
عزت،،،، قمقہ لگاتا ہوا وہ کوئی دیوانہ لگ رہا تھا۔

اس عزت کی میری زندگی اور میری شخصیت میں کوئی جگہ نہیں ہے منزہ وقار
،،، اور اس کی عادت تم بھی ڈال لو تو بہتر رہے گا تمہارے لیے۔ سرخ

متورم آنکھیں لیے وہ شاہ میر کو نا سمجھی میں بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی

-

یہ پیپر سائن کرو۔ اپنی جیکٹ سے پیپرز نکالتا ہوا وہ منزہ کے سامنے بڑھاتا ہوا
سنجیگی سے بول رہا تھا۔

کلکوننن سے پیپر ہیں یہ،، لڑکھڑاتے لہجے میں پوچھتی ہوئی وہ پیپرز دیکھ کر
گھبرائی تھی۔

اگر میں یہ کہوں کہ نکاح کے پیپر ہیں یہ تو،، منزہ کے چہرے کے قریب
چہرہ کیے وہ چہرے پر بلا کی سنجیگی طاری کیے ہوئے تھا۔

جس سے منزہ اسٹل ہوئی تھی ۔

ڈر گئیں تم ،،، منزہ کے ساکت چہرے کو دیکھ کر وہ قہقہہ لگا گیا تھا ۔

ویسے ڈرنا بھی چاہیے تمہیں کیونکہ یہ نکاح کے پیپرز ہی ہیں ،،، منزہ کے
چہرے کے رنگ فق ہوئے تھے ۔

مممی،،، مممیں نہیں کروں گی یہ سائن ۔۔

نہیں کرو گی پیپر سائن ،،،، منزہ کے انکار پر قہقہہ لگاتا شاہ میر لگے ہی لمحے
میں چہرے پر سنجیدگی آنکھوں میں غصے کے سرخ دوڑے لیے ریوالور اس

تھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو تھوڑا اوپر کرگیا
تھا۔

پلیززز مجھے بخش دیں،، ریوالور کے بڑھتے زور سے خوفزدہ ہوتی ہوئی وہ شاہ میر
کی غصے سے سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی منت سماجت پر اترتی
تھی مگر شاہ میر کسی بھی منت سماجت سننے کے موڈ میں نہیں لگ رہا تھا
اسے۔

بخش تو رہا ہوں تمہارے جاذب کو اور اس کی جان کو، اور کیا کروں کیسے
بخشوں تمہیں،،

ہاں تمہاری ماما، بابا اور وہ کیا نام ہے تمہارے بھائی کا،،،،

ہاں منزل ان سب کو بخش دیا تمہارے لیے ،،، ویسے اس ہی شہر میں شفٹ ہو گئے ہیں ناں اب تو تمہاری فیملی اور تمہاری یہاں اس ہاسٹل میں آخری رات ہے جب ہی تو آیا ہوں یہاں یہ پیپر لے کر۔

اب اچھی بچی کی طرح فٹ سائن کر دو، پل بھر میں بدلتے شاہ میر کے سرد گرم لہجے سے اپنی قسمت پر ماتم کناں تھی۔

اگر اس بات کی ٹینشن ہے کہ تمہارے ہاتھوں پر مہندی نہیں لگی میرے نام کی یا مایوں میں بیٹھی بنا دلہن بنے نکاح ہو رہا ہے تو بے فکر رہو اتنی دھوم دھام سے ہماری شادی ہوگی نا سب دیکھیں گے بس یہ پیپر سائن کر دو اس کے بعد سب ٹھیک کر دو گا میں ،، دیوانہ وار کہتا وہ ریوالور کو اب منزہ کے رخسار پر پھیرتا ہوا لب دبا لے ہوئے تھا۔

کرب سے آنکھیں میچے وہ اپنے رخسار پر ریوا لور محسوس کرتی ہوئی اپنی بے بسی پر کر لائی تھی۔

منز زرزہ --- خاصا زور دیتا ہوا بولا تھا۔

منزہ سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا ابھی تم سے تمہاری فیملی اس ہی شہر میں شفٹ ہو گئی ہے پر میں انہیں کچھ نہیں کروں آئی سوئیر،،
اپنی چلتی سانسوں کی قسم کھاتا ہوا شاہ میر سچ بول رہا تھا۔
آنکھیں میچے منزہ کی نفی میں ہلتی گردن کو دیکھ وہ ضبط سے لب بھینچ گیا تھا

تم مجھ سے التجا کر رہی ہونا کہ میں یہ سب ناکروں ہیں ناں ، شاہ میر کی بات پر منزہ کی فوراً سے آنکھیں کھلی تھیں ۔

میں تم سے التجا کرتا ہوں پلیز یہ پیپر سائن کردو، یہ دیکھو ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے آگے ، دونوں جڑے ہاتھوں کے بیچ میں ریوالور پر منزہ کی نگاہیں ٹکی تھیں ۔

اگر نہیں تو یہ لو ختم کردو مجھے کیونکہ تمہارے انکار سے تو ویسے ہی مر رہا ہوں ، مار دو مجھے ،، شاہ میر کے انداز پر منزہ کی متورم آنکھوں میں حیرت گھلی تھی اس کے بدلتے رنگ سے ۔

تم سائن نہیں کرو گی، منزہ نے نفی میں گردن ہلائی تھی ۔

ٹھیک ہے میں مر جاتا ہوں ، اپنی کنپٹی پر ریوالور رکھتا ہوا وہ اپنی آنکھیں بند کر گیا تھا ۔

ہر دم بھرتی سانسوں میں چلتا تیرا نام ہے
آج اس قصے کو اپنی موت سے تمام کرتے ہیں ---

پاگل ہو گئے ہیں کیا آپ، کنپٹی پر رکھی ریوالور کو دیکھ کے دم خشک ہوئے
تھے ۔

پاگل ،،، قہقہہ لگاتا ہوا وہ منزہ کو دیکھ کر لب دبا گیا تھا ۔

دیوانہ ہو گیا دیوانہ ، ، ، پر کوئی بات نہیں تم خوش رہنا بس ایک آخری خواہش پوری کر دینا میری ، ، آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں سوال ابھرا تھا ۔

بس میری قبر پر ہر زور پھول ڈالنے ضرور آنا اور اپنا بہت سارا خیال رکھنا خدا حافظ ، ریوالور پر زور دیتا ہوا منزہ کے بے داغ رخساروں پر آنسوؤں کے نشان دیکھ آنکھیں بند کر گیا تھا ۔

نیں نہیں میں کروں گی سائن شاہ میر پلیر یہ نیچے کر لیں ، ، دماغ میں بازگشت کرتی شاہ میر کی باتوں سے وہ ہامی بھر گئی تھی ۔

نہیں منزہ میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا ، بے ساختہ ہی منزہ نے
اسے شکوہ کن نظروں سے دیکھا تھا ۔

جو دل ہی دل میں شکرانے ادا کرتا وہ ڈرامائی انداز میں واپس سے ریوالور پر
دباؤ بڑھا گیا ۔

میں کوئی جبران یا تم سے ڈر کر اس پیپر پر سائن نہیں کر رہی ہوں سو پلیز
نیچے کرو اسے ،

سچ میں دل سے کر رہی ہوں ان پیپرز پر سائن ۔۔ شاہ میر کے پوچھنے پر ہاں
کرتی ہوئی فرش پر پڑے پیپرز کی جانب بڑھی تھی ۔

پین کہاں ہے - منزہ کے پکارنے پر ہوش میں آتا شاہ میر سائیڈ پاکٹ سے
پین نکال کر اس کی جانب بڑھا گیا تھا۔

آنکھوں کے سامنے اپنے بابا کا عکس لہراتے دیکھ وہ لرزتا ہاتھوں سے پیپر
سائن کرتی ہوئی اپنے سامنے بیٹھے اس سنگدل شخص کو دیکھ کر سرد آہ بھر
کر رہ گئی تھی۔

ہو گئے ہیں سائن یہ پیپر اب آپ جاسکتے ہیں یہاں سے میں کوئی تماشہ
نہیں چاہتی، منزہ کے دو ٹوک لہجے کو شاہ میر سمجھنے سے قاصر تھا۔

منزہ،، شاہ میر کے پکارنے پر کرب سے آنکھیں میچتی ہوئی اپنی پل بھر میں
بدلتی دنیا پر ماتم کرنے کا حق بھی کھو گئی تھی۔

پلیززززز شاہ میر ہمدانی جائیں یہاں سے ،، شاہ میر کی سمت پیٹھ کیے وہ
خود پر سے ضبط کھو رہی تھی ۔

اپنا خیال رکھنا ،، شرمندگی کے حصار میں بندھتا ہوا شاہ میر جہاں سے آیا تھا
اس ہی جانب بڑھا تھا ۔

انگڑائی پر انگڑائی لیتی ہے رات جدائی کی
تم کیا سمجھو تم کیا جانو بات مری تنہائی کی

کون سیاہی گھول رہا تھا وقت کے بہتے دریا میں

Novelnagri

میں نے آنکھ جھکی دیکھی ہے آج کسی ہرجائی کی

ٹوٹ گئے سیال نگینے پھوٹ بھے رخساروں پر
دیکھو میرا ساتھ نہ دینا بات ہے یہ رسوائی کی

وصل کی رات نہ جانے کیوں اصرار تھا ان کو جانے پر
وقت سے پہلے ڈوب گئے تاروں نے بڑی دانائی کی

اڑتے اڑتے آس کا پنچھی دور افق میں ڈوب گیا
روتے روتے بیٹھ گئی آواز کسی سودائی کی

شاہ میر کے جاتے ہی گھٹنوں میں سر دیئے وہ اپنے ضبط کردہ آنسوؤں پر
سے بند کھول گئی تھی ۔

وہیں نیچے گاڑی میں بیٹھتے ہی پرسکون سانس بھرتا ہوا شاہ میر مسکرایا تھا اپنی
کامیابی پر ۔

ایک ہفتے بعد ---

کیسی ہیں آنٹی آپ،،، گھر میں اکیلی ہیں کیا آپ،، گھر میں منہ کو دیکھنے کے لئے متلاشی نظریں دوڑاتا ہوا شاہ میر شائستہ کو کیوں روم اکیلے بیٹھے دیکھ پوچھ گیا تھا۔

جی بیٹا اکیلی ہی ہوں،، شاہ میر کو شائستہ بیگم کھل اٹھیں تھیں۔

کیوں انکل کہاں ہیں آپ کی بیٹی اور منزل وہ سب کہاں ہیں شائستہ بیگم کے سامنے بیٹھتا ہوا ان دونوں کے ساتھ منہ کا بھی پوچھ گیا تھا جس کی خاطر وہ صبح شام چکر لگاتا تھا۔

آپ کے انکل مارکیٹ گئے ہیں، منزہ اور منزل یونیورسٹی گئے ہوئے ہیں،،
شاہ میر کو دیکھتی ہوئی وہ مسکرا کر بولیں تھیں -

اچھا،،، جب منزہ یہاں آئی تھی اتفاق سے بھی منزہ اور شاہ میر کا سامنا
نہیں ہوا تھا - آج بھی وہ منزہ کو دیکھنے کی خاطر آیا تھا مگر یونی کاسن کر
افسردہ ہوا تھا مگر چہرے پر تاثرات دیئے بنا وہ مسکرا رہا تھا -
یہ اس کی خاص عادت تھی کہ وہ کسی پر بھی اپنا حال ظاہر نہیں ہونے
دیتا تھا -

آپ بور ہو رہی تھیں۔ ہمہم ہو تو رہی تھی پر اب تم آگئے ہو تو اب کیسی
 بوریت، چند دنوں میں شاہ میر نے ان کے گھر اور دل میں کافی اچھی
 جگہ بنا گیا تھا اور یہ کرنا شاہ میر کے لیے کوئی مشکل امر نہیں تھا۔

یہ تو آپ کا اپنا پن ہے آنٹی، آپ بھی چکر لگائیں نا ہماری طرف کبھی
 انکل تو آتے رہتے ہیں آپ ہی نہیں آئیں، وہ کہتا ساتھ دعوت دے گیا
 تھا،

ضرور بیٹا، بنا شاہ میر کے چہرے پر سے نظر ہٹائے وہ مسکرا کر بول رہی
 تھیں۔

میں چائے بنا کر لاتا ہوں تمہارے لیے ،، ان کے کہنے پر شاہمیر گردن کو جنبش دیتا مسکرایا تھا ۔

ایک یہ چائے اففففف یہ محبت بھی کیا کیا کرواتا ہے ، صدا کا چائے سے بھاگنے والا شاہ میر ہر روز شائستہ بیگم کے ہاتھ کی چائے پی کر تنگ آگیا تھا مگر ہائے اسے فرمانبرداری نبھانی تھی جو وہ ہر بار ہامی بھر دیتا تھا ۔

کافی کا نہیں پوچھ سکتیں آنٹی آپ ،، شائستہ بیگم کو کچھ کی سمت بڑھتے دیکھ شاہ میر نے سوچا تھا کہ اگلے ہی لمحے سوچ کر وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ان کے پیچھے گیا تھا ۔۔

آنٹی آج میں آپ کو اپنے ہاتھ کی کافی بنا کر پلاتا ہوں ۔
 ارے بیٹا تم کیوں تکلیف کرتے ہو میں ہی کافی بنا کر لاتا ہوں تم بیٹھو ،
 وہ مسکرا کہتی ہوئی کچن کی سمت بڑھی تھی اور شاہ میر منزہ کے روم کی
 جانب دیکھتا ہوا دے قدموں سے بڑھا تھا ۔

چند دن اور منزہ وقار پھر تم میری شاہ میر ہمدانی کی کہلاؤ گی ،، منزہ کی
 چیزوں کو چھوٹا ہوا شاہ میر جذب کے عالم میں بولتا شائستہ بیگم کے قدموں
 کی آہٹ محسوس کرتا ہوا روم لاک کرتا ہوا باہر نکلا تھا ۔

بڑے چکر لگ رہے ہیں شاہ میر کے آج کل وقار مرزا کے گھر کے ، آفیس
جانے سے پہلے وہاں پر حاضری دی جا رہی ہے ، آفیس سے آنے کے بعد
بھی ،،، دادجی سے استفسار کرتی ہوئیں دادجی کے جھریوں زدہ چہرے پر
نگاہیں جمائے ہوئیں تھیں ۔

کچھ جانتے ہیں آپ کہ کیا کچھڑی پک رہی ہے شاہ میر کے تیز دماغ میں ،
دادجی کے خاموش رہنے پر وہ صاف صاف پوچھ گئیں تھیں ۔

مجھے کیا پتا یہ تو شاہ میر ہی بتا سکتا ہے کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے ۔ کافی توقف بعد جواب دیتے ہوئے دادجی مکمل لاعلمی کا مظاہرہ کر گئے تھے ۔

شاہ میر کی کوئی بھی بات آج تک آپ سے چھپی ہے ، جب وہ کیڈیٹ کالج سے بھاگا تھا تو آپ کو بتا کر بھاگا تھا اور بات کرتے ہیں ، بی جان چڑ کر بولی تھیں ۔

بڈھالے میں بھی تم نہیں بدلی اعتبار ہی نہیں ہے اپنے مجازی خدا پر ، اپنے اسٹک سنبھالیں دادجی اپنی جان بچاتے وہاں سے گئے تھے ،

جبکہ بی جان منہ ہی منہ بڑبڑاتی ہوئی شاہ میر اور داد جی کے بچ پکتی کھچڑی
کو سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھیں۔

شاہ میر بتاؤ گے کی آخر تم کر کیا رہے ہو، کس لڑکی کے چکر میں ہو تم آج
کل،، دونوں ہاتھ کمر پر لٹکائے فرقان نے بڑے تحمل سے پوچھا تھا۔

پہلی بات میں جس بھی لڑکی کے پیچھے بھاگ رہا ہوں تو تجھے نہیں بتاؤ گا یا
کیونکہ میرا نہیں ہے خیال کسی بھی لڑکی کو ہمیں اس طرح سے ڈسکس کرنا
چاہیے اپنی باتوں کے درمیان،، شاہ میر کی بات فرقان خاموش ہوا تھا۔

اور آج یا کل نہیں پورے ایک مہینے سے ہوں ، وہ واپس سے اس کا جواب
میں دھٹائی سے دیتا مسکرایا تھا ۔

اف یار چل ایک مہینے سے پر ہے کون وہ جس کے پیچھے تو پاگل ہو رہا ہے
ہمدانی ، فرقان کے پوچھنے پر شاہ میر قمر لگا رہا تھا جس پر فرقان کو غصہ آ رہا
تھا ۔

ہمدانی ،، یار ایک منٹ میں ذرا کھل کر ہنس لوں ،، ہاتھ اسے اشارہ کرتا ہوا
شاہ میر آفیس روم میں چکر کاٹتا ہوا خود پر ضبط کرتا ہوا طویل سانس لے رہا
تھا ۔

کس نے کہا تجھے میں پاگل ہو رہا ہوں ، سنجیگی سے کہتا ہوا شاہ میر بات کی اختتام پر مسکرایا تھا ۔

تیری حرکتوں سے اندازہ لگایا ہے ، کیسے ، شاہ میر کی طرف سے سوال کیا گیا تھا ۔

ناں تو کلب آتا ہے ، کئی کئی دن تک آفیس نہیں آتا ہے تو ہر وقت فون کو دیکھتا رہتا ہے شاہ میر ،

ان سب سے تو مجھے پاگل لگتا ہے ہمدانی ،، منہ پر ہاتھ رکھے شاہ میر اسے بڑی سنجیگی سے سن رہا تھا ۔

یہ پاگلوں والی حرکتیں ہیں ،، فرقان نے اثبات میں گردن ہلائی تھی ۔

تو پھر میں پاگل ہی ہوں جو تمہاری راہ میں آسانیاں پیدا کر رہا ہو ،،
او بھائی کیسی آسانیاں ،، شاہ میر کی بات بیچ میں کاٹتا ہوا فرقان ہنسا تھا ۔

ایک مہینے سے کبری اور تمہیں ایک پروجیکٹ پر کام دے رہا ہوں ، ہر
میٹنگ دونوں کو ساتھ ساتھ بھیج رہا ہوں تاکہ تم دونوں کے بیچ انڈر اسٹینڈنگ
اور بات پسندگی تک پہنچے ،، شاہ میر کے بولنے پر ومفرقان حیران رہا تھا ۔

اب بھی میں پاگل ہوں ، شاہ میر نے سوال کیا تھا ۔

نہیں وہ ،، اب چھوڑ ان سب خاور خان کے ساتھ میٹنگ ہے کبری اور اگر
تم چاہو تو اس کے ساتھ چلے جانا ،،، لہجے میں مضمونی ناراضگی لیے شاہ میر
جانے کے لیے تھا کہ اچانک سے فرقان اس کے گلے لگا تھا ۔

آئی لوو یو ہمدانی میرے جگر ،، شاہ میر نے اپنا قمقہ دبا گیا تھا ۔

چھوڑ اور جا دیر ہو رہی ہے ۔ فرقان کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ شاہ میر
مسکرایا تھا اپنے اتنے دنوں کی کوشش پر ،

کبری کا خیال رکھنا ، خود سے زیادہ رکھو گا تو بے فکر رہے ، ، شاہ میر کو کہتا
ہوا فرقان وہاں سے گیا تھا ۔

آز تم ناراض ہو مجھ سے ، ، منیہ کے سوال پر آذر نے اسے بہت غور سے
دیکھا تھا ۔

ہمم تھوڑا سا ، ،
وجہ جان سکتی ہوں ، منیہ نے پوچھا تھا ۔

وجہ یہ ہے کہ تم مجھے بتا کر نہیں گئیں وہ سب تو ٹھیک تھا مگر تم نے تو مجھے کال تک نہیں کی ، شکوہ کرتا آخر اپنے دل کی کیفیت سے انجان تو نہیں تھا پھر بھی انجان بن گیا تھا ۔

تو پھر تم کر لیتے ،، کتنی ہی بار دونوں کی طرف سے کال کرنے کی چاہ دل میں اٹھی تھی مگر دونوں ہی عجیب سے احساس کی وجہ سے رک گئے تھے ۔

اچھا نہیں لگتا ناں ،، ہے ناں یہ ہی سوچ کر میں نے بھی نہیں کیا ،، حد درجہ معصومیت لیے منیبہ اسے اپنے دل کے بے حد قریب محسوس ہوئی تھی ۔

چلو آج دونوں ایک دوسرے سے وعدہ کرتے ہیں ،، کیسا وعدہ ،، ہری
گھاس پر چلتے ہوئے منیہ نے اپنے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑے آذر کو دیکھ
کر نا سمجھی میں بولی تھی ۔

کہ ہم دونوں کو ایک کو کال کیا کریں گے اور تم مجھے کبھی بھی نہیں بھولو
گی ،، لہجے میں انجانہ ڈر لیے وہ منیہ کو ساکت کر گیا تھا ۔

نہیں بھولوں گی تمہیں پر یہ سب اچانک سے کیوں بول رہے ہو ، آذر کے
چہرے پر مسکراہٹ رینگتی تھی ۔

اگر میں یہ کہوں کہ آج لاسٹ ڈے ہے یونی میں اور پھر کبھی میں تم سے
یونی میں نہیں مل سکوں گا، آذر کے کہنے کی دیر تھی کہ منیہ کا کھلتا چہرہ
مرجھایا تھا۔

پر تمہیں میں اپنی زندگی میں ہمیشہ دیکھنا چاہتا ہوں تمہارا ساتھ چاہتا ہوں منیہ
،، آذر کے الفاظ منیہ کو اسٹل کر گئے تھے جس پر وہ اسے یک ٹک تلکتی رہ
گئی تھی۔

رہو گی میری زندگی میں ہمیشہ ،، آذر جو سوال اس سے کر رہا تھا یہ تو اس نے
کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی اس سے ایسا سوال بھی کر سکتا ہے ،

بولو منیبہ بنو گی میری زندگی کا حصہ ،، اپنے سانس کرتے محسوس کرتی ہوئی
 منیبہ مثبت میں گردن ہلاتی ہوئی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئی تھی ۔

"ایک وعدہ دے مجھے تو ساتھ نبھانے کا

اور میں عمر گزار دوں تیرے نام پر "

تھینک یو ،، پر جوشی سے کہتا ہوا آذر منیبہ کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا
 تھا ۔

پہلی ملاقات سے لے کر کچھ بھی تو نہیں بدلا آپ میں ، بدلا ہے تو صرف یہ کہ آپ کے دو بچے ہیں ،، پھر بھی میری محبت عشق بن گئی ہے جسے ارحم اور پریشے آپ سے بھی زیادہ عزیز ہیں ،، اپنے کام میں مصروف کبری کو دیکھتا ہوا فرقان دل ہی دل میں شاہ میر خود کو شکر گزار محسوس کر رہا تھا جو اس کا ساتھ بنا کسی غرض کے دے رہا تھا ۔

کیا ہوا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ، مسلسل خود پر ٹکی فرقان کی نظروں سے خائف ہوتی کبری آخر پوچھ ہی گئی تھی ۔

ہاں جی وہ کبری جی سلیمان بزدار کی کوئی کال آئی تھی آپ کے پاس ،،،
 شاہ میر کے کہنے پر ہی فرقان اور کبری میٹنگ کے لیے کافی دیر پہلے ہی
 ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے ۔

فرقان جو کبری کے سامنے والی چیئر پر بیٹھا ہوا ویٹرز کو دیکھتا ہوا اکتاہٹ کا
 شکار ہو رہا تھا ۔

نہیں تو پرانی تھی کیا ،،، فرقان کے سوال پر کبری نے سوال کیا تھا ۔

نہیں ایسے ہی پوچھ رہا تھا ،، فرقان کے جواب پر کبری کی نظریں واپس لیپ
 ٹاپ پر نظریں جمائے بیٹھے گئی تھی ۔

کبری جی ،، فرقان جو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا بور ہو رہا تھا جب ہی اسے کسی
نا کسی طرح پکار رہا تھا ۔

آپ کو جو بھی پوچھنا ہے ابھی پوچھ لیں ،، لیپ ٹاپ بند کرتی ہوئی وہ
تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی تھی ۔

وہ کبری جی میں بور ہو رہا ہوں تو اس لیے آپ کو بار بار تنگ کر رہا تھا تاکہ
آپ کچھ بات تو کریں مجھ سے ۔ کہتا ہوا فرقان سر کھجاتا ہوا لب بھینے
مسکرایا تھا ۔

اسے اس طرح دیکھ کبری پہلی بار قہقہہ لگا گئی تھی ۔

Novelnagri

فرض کرو ہم اہل وفا ہوں فرض کرو دیوانے ہوں
فرض کرو یہ ساری باتیں جھوٹی ہوں افسانے ہوں

فرض کرو یہ جی کی بپتا جی سے جوڑ سنائی ہو
فرض کرو ابھی اور ہو اتنی آدھی ہم نے چھپائی ہو

فرض کرو تمہیں خوش کرنے کے ڈھونڈے ہم نے بہانے ہوں
فرض کو یہ نین تمہارے سچ مچ کے میخانے ہوں

فرض کرو یہ روگ ہو جھوٹا جھوٹی پیت ہماری ہو
فرض کرو اس پیت کے روگ میں سانس بھی ہم پہ بھاری ہو

فرض کرو یہ جوگ بھوک کا ہم نے ڈھونگ رچایا ہو
فرض کرو بس یہی حقیقت باقی سب کچھ مایا ہو

دیکھ مری جاں کہہ گئے باہو کون دل کی جانے 'ہو'
بستی بستی صحرا صحرا لاکھوں کریں دوانے 'ہو'

جوگی بھی جو نگر نگر میں مارے مارے پھرتے ہیں
کاسہ لئے بھبھوت رمائے سب کے دوارے پھرتے ہیں

شاعر بھی جو میٹھی بانی بول کے من کو ہرتے ہیں

Novel nagri

بنجارے جو اونچے داموں جی کے سودے کرتے ہیں

ان میں سچے موتے بھی ہیں ان میں کنکر پتھر بھی
ان میں اتھلے پانی بھی ہیں ان میں گہرے ساگر بھی

گوری دیکھ کے آگے بڑھنا سب کا جھوٹا سچا 'ہو'
ڈوبنے والی ڈوب گئی وہ گھڑا تھا جس کا کچا 'ہو'

(ابن انشا)

تو آپ پہلے کہتے ناں کہ آپ بور ہو رہے ہیں ،، کبری کو ہنستے دیکھ فرقان کھویا
ہوا ہوش میں آیا تھا ۔

ویسے بور کیوں ہو رہے ہیں آپ یہ فائل رکھی ہے ناں اسے دیکھ لیں ،، کبری
کے مشورے پر لب تر کرتا ہوا گردن ہلاتا فائل کھولنے لگا تھا ۔

یہاں آئے ہیں تو ہم کچھ آرڈر کر سکتے ہیں ، پچھلے ایک گھنٹے سے ریسٹورنٹ
میں بیٹھے ہوئے ہونے والی میٹنگ کی تیاری کر رہے تھے ، سوائے کافی
کے دونوں نے کچھ بھی آرڈر نہیں کیا تھا جب ہی کبری نے اس سے پوچھا
تھا ۔

ہاں کیوں نہیں آپ آرڈر کر لیں اپنے کچھ،، اور آپ کے لیے
 جو آپ کو اچھا لگے آپ آرڈر کر لیں،،،، کبری کے پوچھنے پر فرقان سرشار ہوا
 تھا۔

ہممم ٹھیک ہے پھر میں جو بھی آرڈر کروں گی وہی کھانا پڑے گا۔ کبری
 نے اس سے پھر سے پوچھا تھا۔

جی آپ آرڈر کر لیں،، حیرانگی سے فرقان کو مسکراتے دیکھ وہ ویٹر کو بلا گئی
 تھی۔

کدھر ہو تم بر خوردار ! دادجی کی کال دیکھ شاہ میر مسکرایا تھا ۔

کیوں کیا ہوا میرے کرائم پارٹنر، ، دادجی اپنے ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے
شاہ میر کے خوشگوار موڈ پر مسکرائے تھے ۔

ہوا یہ ہے کہ آپ کی بی جان کو آپ پر اور مجھ پر شک ہو گیا ہے ، لفظوں
پر زور دیتے ہوئے دادجی اپنے روم کا ڈور لاک کرتے ہوئے بیڈ پر نیم دراز
ہوئے تھے ۔

مطلب وقت آگیا ہے دادجی آگ لگانے کا ،، شاہ میر سیدھا ہوا تھا ۔

کیسی آگ بر خوردار،

یہ ہی کہ شاہ میر ہمدانی شادی کرنا چاہتا ہے پھر دیکھیں کیسے آگ لگتی ہے

،

سچ کہوں دادجی مجھے بس جلد از جلد گھوڑی چڑھنا ہے اب کیسے کریں میری
شادی کروادیں،،، دادجی مسکرائے تھے شاہ میر کے بے چہرے پن پر۔

ہو جائے گاناں دادجی،،، بالکل کیوں نہیں ہوگا تم سمجھو کہ ہو گیا۔ بس تم
یہ بتاؤ کہ وقار کے گھر کب جانا کل صبح یا شام،،، دادجی کے پر یقین لہجے
پر شاہ میر کی بھنویں سیکڑی تھیں۔

یار دادجی امید نا دیں بس کام کریں،،، شاہ میر کے کہنے پر دادجی قہقہہ لگا گئے تھے۔

برخوردار سمجھو کہ ہو گیا تمہاری زبان میں آگ تھوڑی دیر تک لگانے والا ہوں میں تم بس گھر آنے کی تیاری پکڑوں شام کی چائے وقار مرزا کی طرف ہی پیئے گے۔ کہتے ہوئے دادجی شاہ میر کو ساکت چھوڑ کال کاٹتے ہی روم سے باہر نکلے تھے آگ لگانے کی خاطر،،

شاہ میر ہمدانی،،،،، ماما میرے پیچھے سے کوئی گھر پر آیا تھا میرا مطلب تھا
کوئی گکیٹ آئے تھے ،،

ہمارے گھر کون آنے لگا منزہ ،، شاہ میر کے ساتھ پی گئی کافی کے برتن
صاف کرتیں ہوئیں وہ مسکرائی تھیں ۔

جی،،، منزہ کے اترے ہوئے چہرے کو وقار صاحب نے بڑے غور سے دیکھا تھا۔

تم فریش ہو جاؤ منزہ منزل بھی آنے والا ہے پھر ساتھ میں کھانا کھاتے ہیں

،،

جی ماما، منزہ کہہ کر اپنے روم کی جانب بڑھی تھی اس کے پیچھے ہی وقار صاحب بھی اس کے پیچھے گئے تھے۔

منزہ کیا ہوا ہے بیٹا آپ اتنی اداس کیوں رہنے لگ گئی ہیں، پچھلے ایک ہفتے سے منزہ گھر آنے کے باوجود بھی اس رات کو نہیں بھولی تھی۔

اب بھی منزہ کو کسی گہری سوچ میں کھوئے دیکھ وقار صاحب فکر سے گویا
ہوئے تھے ۔

کچھ بھی نہیں بابا بس ایسے ہی ، بنا نظریں ملائے وہ شاہ میر کی اس رات کی
حرکت کی وجہ سے وقار صاحب کے سامنے شرمندگی محسوس کر رہی تھی ۔

کوئی بات ہے بیٹا جو آپ اپنے بابا سے کہہ نہیں پا رہی ہیں ، منزہ کو اپنے
پاس بیٹھاتے ہوئے وقار صاحب اس کے اداس چہرے کو دیکھ رہے تھے
جہاں برسوں کا کرب صاف عیاں ہو رہا تھا ۔

بابا آپ کو مجھ پر اعتبار ہے ناں، وقار صاحب کو دیکھتے ہوئے وہ بھرائی آواز
میں بولی تھی۔

خود سے زیادہ پر یہ سوال اس طرح اچانک کیوں،،

ایسے ہی بابا،،،

وقار صاحب کے جواب پر ان کے سینے پر سر رکھتی ہوئی وہ اپنے ضبط کردہ
آنسوؤں کو رہائی دے گئی تھی۔

منزہ بابا کی جان کیا ہوا ہے بیٹا،،، منزہ کو روتے دیکھ وہ پریشان ہوئے تھے۔

ایسے ہی بابا، ان سے الگ ہوتی ہوئی وہ اپنے آنسو صاف کرتی ہلکا سا مسکرائی
تھی ۔

میری بہادر بیٹی،، جی بہادر تو میں ہوں ۔۔ منزہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے
ہوئے وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے مسکرا رہے تھے ۔

تم نے مجھ سے میرا سیلف کانفیڈنس چھین کیا ہے مجھ سے میرے بابا سے
نظریں ملانے کا حق تک چھین لیا ہے تم نے شاہ میر ہمدانی ۔

میری خوشیاں میرا سکون تک چھین لیا ہے اللہ تمہیں کبھی معاف نہیں
کرے گا تمہیں اور ان ہی میں ،،، آنسو پیتی ہوئی وہ اپنے بابا کے سینے پر سر
رکھے ہوئی پرسکون ہو گئی تھی ۔

یہ فائل یہاں رکھو اور بلیک کافی لے کر آؤ میرے لیے ، لیپ ٹاپ پر نظریں
گاڑے وہ بنا لڑکے کو دیکھے ہی حکم صادر کر گیا تھا۔

جی سر،، اپنے خوبرو باس کو کام میں مصروف دیکھ وہ مسکراتا ہوا باہر گیا تھا
- کچھ ہی منٹوں بعد اپنے باس سے اجازت لے کر اندر داخل ہوتا ہوا وہ اپنے
باس کے سر پر آکر رکا تھا۔

سر آپ کی کافی،، لڑکے کی آواز پر مسکرا کر اسے دیکھتا ہوا شاہ میر کپ پکڑ گیا تھا۔

سر یہ فائل تھی،، یار کسی کام کی کافی نہیں ہے یہ ایک کام کرو اور جا کر چائے لے آؤ،،

ارے چھوڑو تم یہ سب تم بھی کیا سوچتے ہو گے کہ سر نے مجھے اپنا ملازم بنا لیا ہے میں یہ کافی ہی پی لوں گا، برا سا منہ بنائے ہوا شاہ میر کپ کو لبوں سے لگا گیا تھا۔

اُس اوکے سر بلکہ مجھے تو آپ کا کام کرنا اچھا لگتا ہے۔۔،

ابھی وہ لڑکا چیئر پر بیٹھا بھی نہیں تھا کہ اس نے پھر سے حکم صادر کر دیا
تھا جس پر وہ مسکرا کر اٹھتا ہوا شاہ میر کی گہری مسکراہٹ کو تشرانہ انداز
سمجھتا وہاں سے گیا تھا ۔

سنو،،، پیچھے سے پکارا گیا تھا ۔

جی سر،،،،، چائے گرم ہونی چاہیے،،،،، کہونیاں ٹیبل پر رکھے اپنے دونوں
ہاتھ آپس میں الجھا کر تھوڑی کے نیچے رکھ کر بیٹھا ہوا شاہ میر مسکرا کر بولا
تھا ۔

جس پر وہ لڑکا گردن ہلاتا وہاں سے گیا تھا ۔

گاڑی روکیں ،، فرقان نے چونک کر کبری کو دیکھا تھا ۔

سب ٹھیک ہے ناں کبری جی ،، فرقان پریشان ہوا تھا اس کے اچانک سے
گاڑی روکنے کے کہنے پر،

پتا ہے یہاں میں اور شارق پہلی بار ملے تھے ،، کھوئے ہوئے لہجے میں کہتی
ہوئی وہ آبدیدہ ہوئی تھی ۔

کیسے بھول سکتا ہوں کبری جی اس جگہ کو یہ ہی تو وہ جگہ ہے جہاں پر مجھے
آپ کی قسمت اور دل سے نکال کر پھینک دیا گیا تھا، لب دبائے وہ دل
ہی دل میں خود سے مخاطب تھا۔

جبکہ دل حد درجہ رفتار پکڑے ہوئے دھڑک رہا تھا۔

یہاں پر تھا میرا ہینڈسم کرنل شارق ہمدانی جسے دیکھتے ہی میں زیر ہو گئی تھی
اور اپنا دل ہار بیٹھی،،، وہ کافی حد تک فرقان کے ایزی فیل محسوس کرنے
لگ گئی تھی۔

ہممم،، کبری کو کار سے اترتے دیکھ فرقان نے سرد آہ بھری تھی۔

فرقان آپ بھی آجائیں ،،، کبریٰ کی چمکاہٹ ہی الگ تھی مگر آنکھوں کے
کنارے ہلکے ہلکے سے بھیگے ہوئے تھے جو فرقان کی آنکھوں سے مخفی نارہے
تھے ۔

آپ چلیں میں آتا ہوں ،،، خود کو کمپوز کرتا ہوا فرقان کبریٰ کی پیٹھ دیکھتا ہوا
اس دن کی یاد میں کھویا تھا ۔

دل کا عالم میں کیا بتاؤں تجھے
اک چہرے نے بہت پیار سے دیکھا مجھے

دل کا عالم میں کیا بتاؤں تجھے
وہ میرے سامنے بیٹھی ہے

مگر اس سے کوئی بات نا ہو پائی ہے
میں اشارہ بھی کرتا ہوں اگر

اس میں ہم دونوں کی رسوائی ہے
دل کا عالم میں کیا بتاؤں تجھے

اک چہرے نے بہت پیار سے دیکھا مجھے

اپنی دھن میں گنگناتا ہوا فرقان مال کے پارکنگ ایریا میں کھڑا ہوا مسسز کاظمی
کا انتظار کر رہا تھا۔

کہ سامنے سے آتے ہوئی کبریٰ کو دیکھ کر وہ اس کا دل دونوں ہی
جھوم اٹھے تھے۔

یہاں دو زندگیوں کا ملنا طے تھا جبکہ تیسری زندگی کو خالی ہاتھ لوٹنا تھا،،

پاک آرمی آفیسر، ڈرائیور تم یہاں پر روکو میں بس ابھی آئی۔۔ روڈ کی سائیڈ پر
سدا کی دیوانی آرمی آفیسر کو دیکھ وہ کار سے اترتی ہوئی اس کی جانب بڑھی
تھی۔

کبری،، کبری کا نام زیر لب بڑبڑاتا ہوا وہ اس کی جانب بڑھا تھا کہ اسے شارق کے پاس روکتے دیکھ اس کے قدم جامد ہوئے تھے۔

ہائے،، زندگی میں پہلی بار کبری کے ساتھ آج کسی فوجی سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا جس پر اپنی خوشی اور خوش قسمتی کی خوشی پر قابو پاتی ہوئی شارق سے مخاطب ہوئی تھی جو کسی شخص کے ساتھ محو گفتگو تھا مگر اسے اس کی کہاں فکر تھی اسے تو فقط شارق سے ملنا تھا اور اس کے فوٹو بنوانا تھی۔

جی،،، وہیں اپنی پروقار وجاہت اور آرمی یونیفارم کی سحر انگیز کشش لیے
 شارق ہمدانی اس خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوا تھا کہ کیا اس نے
 اسے ہی پکارا تھا۔

جی،،، شارق کی گرے حیرت زدہ آنکھوں میں خود کو ڈوبتے ہوئے محسوس
 کرتی ہوئی وہ سب فراموش کر گئی تھی دکھ رہا تھا تو فقط شارق اور اس سحر زدہ
 حصار جس میں وہ اچانک سے بندھ گئی تھی۔

شارق،،، کبری کی آنکھوں میں شارق کے لیے پسندگی دیکھ فرقان اپنے قدم
 سے دگمگایا تھا یہ جرم اور کیسا ستم تھا کہ سب پل بھر میں بدل گیا تھا۔

محترمہ آپ نے مجھے پکارا تھا،، کبری کے سامنے ہاتھ ہلاتا ہوا وہ مسکرایا تھا۔

ہاں میں نے آپ کو بلایا تھا کیا آپ میرے ساتھ فوٹو بنوائیں گے،، کبری کے کھوئے ہوئے انداز پر شارق کے دائیں گال پر ابھرتے گہرے گڑھے کو دیکھ کبری کی سانیس حال میں اٹکی تھیں۔

شیور،، آپ بہت ہینڈسم ہیں سر،، شارق کو دیکھ وہ خود کو کہنے سے باز نا رکھ سکی تھی۔

شکریہ،، سر کو خم کرتا ہوا وہ اس لڑکی کو دیکھ کر خود کو مسکرانے سے روک نہیں پارہا تھا۔

تھینک یو،، ویسے کہاں رہتے ہیں آپ،، شارق اس لڑکی کی ہمت کو داد دیتا
ہوا اپنی آئبرو رب کرتا لب دبا لے کھڑا تھا۔

بارڈر پر،، شرارت سے کہتا ہوا کبری کے کھولتے منہ کو دیکھ کر قہقہہ لگا گیا
تھا۔

بارڈر پر تو ہر آرمی آفیسر رہتے ہیں۔ وہ چڑ کر بولی تھی۔

کبری ہاشمی،، کبری کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تمہیں شارق کے اس
کا نام لینے پر۔

آپ کو میرا نام کیسے پتا چلا ،، شارق مسکرایا تھا اس کے چونکنے پر۔

آپ کے ڈرائیور آواز لگا رہے ہیں کب سے آپ کے نام کی اس لیے ،،
کبری کے پیچھے کھڑے ڈرائیور کو دیکھتا ہوا شارق کبری کو ریلکس ہوتے دیکھ
دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑا ہوا تھا۔

سوری ،،

کس لیے ،،

ایسے ہی خدا حافظ ،، کبری کو جانے کے لیے مڑتے دیکھ شارق واپس سے
اس شخص کی جانب مڑا تھا جو کب سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سر،،

جی،، کبری کے پکارنے پر وہ فوراً سے موڑا تھا جیسے اس کی پکار کے انتظار

میں ہو۔

فی امان اللہ،، شارق کو حیران چھوڑ وہ وہاں سے گئی تھی۔

کبری کے بارے میں جاننے کا ارادہ کرتا ہوا شارق اسے سوچ کر مسکرا رہا تھا

-

شارق اور کبری کی ملاقات سے یہ تو طے تھا کہ اب فرقان کا ان دونوں کے

درمیان آنے کا سوال ہی پیدا نہیں تھا۔

جب ہی وہ خالی بادل کی طرح کبری اور شارق کی زندگی سے دور ہو گیا تھا۔

شارق اور کبری کی ایک آدھ ملاقات کے بعد وہ شارق ہمدانی کے نام لکھ دی گئی تھی۔

دونوں ایک دوسرے کا ساتھ پا کر خوش تھے،، خوش تو فرقان بھی تھا آخر محبت تو محبوب کی خوشی سے مکمل ہوتی ہے۔

کیوں،، آذر نے اچانک پوچھا تھا۔

کیا کیوں،،، منیہ جو اس کی کال اٹینڈ کرتی ہوئی ابھی پوری طرح سے خوش بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کے کیوں پر چونکی تھی۔

ایسے ہی،،، ایسے ہی کیا،،، وہ کہاں چھوڑنے والی تھی۔

بابا کب آرہے ہیں تمہارے،،، آذر کے سوال پر منیہ خاموش ہوئی تھی۔

پتا نہیں،،، پتا کرو،،، کیوں،،،

کیونکہ مجھے شادی کرنی ہے تم سے،،، آذر کے اس طرح سے بولنے پر منیہ حیران ہوئی تھی۔

بلواس بند کریں اپنی ،،، آذر کا قہقہہ اس کے کان کو چیرتا ہوا گزرا تھا ۔

کیا بلواس کی ہے میں نے ،، مسلسل قہقہہ لگاتا ہوا وی بیچ میں رک کر بولا تھا

-

کچھ نہیں ،، خود کو کمپوز کرتی وہ کال کٹ کر گئی تھی ۔۔

کیا چاہتے ہو تم سب ،، کہ شاہ میر یہ گھر چھوڑ کر چلا جائے ،،

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ سلطان ہم ایسا کیوں چاہیں گے بھلا،، بی جان
 فوراً سے گویا ہوئیں تمہیں -

جبکہ آذر اور کبری پریشان ہوئے تھے دادجی کی بات پر -

تو بس پھر آپ سب جا کر تیار ہو جائیں میں نے شاہ میر کے لیے لڑکی پسند
 کر لی ہے رشتہ لے کر چلنا ہے ہمیں،، دادجی کے حکم صادر کرنے پر کبری
 کے اوسان خطا ہوئے تھے -

شاہ سلطان،،، تیار ہو جائیں،،، بی جان کو جواب دیئے بنا وہ جہانزیب کے
 پریشان چہرے کو دیکھ انہیں اٹھنے کا کہتے ہوئے خود کنفرٹ پر بیٹھے تھے -

ابا،، جہانزیب شارق کی شادی کبری سے طے کرنے پر میں نے کوئی اعتراض کیا تھا۔ جہانزیب نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

تو بس پھر شاہ میر کی شادی کا فیصلہ میرا ہوگا وہ کہاں اور کس سے شادی کرے گا۔ سمرین بیگم تو سکتے ہیں بی تھی ہوئی جہانزیب ہمدانی کو دیکھ رہی تھیں جو خود اس وقت صدمے میں تھے کہ اچانک دادجی کو شاہ میر کی شادی کا خیال کیسے آگیا تھا۔

آذر تم اور کبری فلحال گھر پر ہی روکو ہم سب جائیں گے پہلے،، کبری نے فقط گردن ہلانے پر اتفاق کیا تھا۔

یار دادجی آپ سب جائیں گے اور ہم یہاں پر بور ہونگے،، آذر کے لٹکے
ہوئے منہ کو دیکھ کبری کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی -

ٹھیک سب چلتے ہیں،، کبری بیٹا آپ ارحم اور پریشے کو بھی تیار کر لیں،،
کبری کو مسکراتے دیکھ بی جان نے ہامی بھری تھی -

بیگم ہم برات لے کر نہیں جارہے رشتے لے کر جارہے ہیں،، دادجی چڑ کر
بولے تھے -

جہاں سارے فیصلے آپ لے رہے ہیں تو یہ فیصلہ میرا ہوگا،، بی جان کے
حتمی انداز پر دادجی خاموش ہوئے تھے -

سنو یہ سب تم فائز فرقان سر کو دے کر آؤ پھر تم جاسکتے ہو۔ سیل فون
میں مصروف شاہ میر نے اسے بلا آخر اسے اجازت دی تھی جانے کی جو آج
کافی تھک گیا تھا۔

تھینک یو سر،، صد شکر کرتا ہوا وہ وہاں سے گیا تھا۔

بولیں داد جی، اسے جانے کا کہتا ہوا شاہ میر چیئر پر ڈھے سا گیا تھا۔

سچ کہہ رہے ہیں بس سمجھے میں آیا گیا آپ کے پاس ،، خوشی میں پھولتا ہوا
شاہ میر آفیس سے نکلا تھا ۔

ٹھیک دس منٹ بعد وہ مرزا ہاؤس باہر کھڑا ہوا اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتا
ہوا انہیں سیٹ کر رہا تھا ۔

اف ،، بس اللہ آج اور ساتھ دے دیں میرا باقی میں خود سنبھال لوں گا ہاں
ہاں مدد کی ضرورت پڑے گی میڈم کو منانے کے لیے ۔ خدا سے مخاطب ہوتا
ہوا دورد شریف کا ورد کرتا ہوا اندر داخل ہوا تھا ۔

ارے آپ لوگ یہاں ،، انجان بنتا ہوا شاہ میر کمال کی اداکاری کرتا ہوا وقار
صاحب کے برابر میں آن بیٹھا تھا ۔

ہاں بھئی ہر روز تم آتے ہو یہاں تو ہم نے سوچا کیوں ناں آج ہم بھی پہنچ جائیں،، دادجی شاہ میر کی اداکاری پر مسکراتے ہوئے بی جان کو دیکھ کر مسکرائے تھے جو جواب میں ہلکا سا مسکرائیں تھیں -
جبکہ جہانزیب ہمدانی سمیت سب خاموش بیٹھے تھے -

آج سے تم وقار کے بیٹے اور منزہ ہماری بیٹی بن گئی ہے،، دادجی کے لہجے میں الگ ہی لچک تھی -

کیا مطلب دادجی،، شاہ میر نے نا سمجھی کے تاثرات دیئے تھے -

مطلب یہ کہ ہم سب نے مل کر تمہارا اور منزہ کا رشتہ پکا کر دیا ہے اور تم سے انکار نہیں سنو گا میں ،، دادجی کی آنکھوں میں خوشی کی چمک دیکھ شاہ میر گردن ہلاتا ہوا مسکرایا تھا ۔

مگر سب اچانک کیسے ،، شاہ میر نے وقار صاحب کو دیکھ کر پوچھا تھا ۔

ابا جان نے کہا اور ہم نے ہاں کر دی تمہیں اپنا بیٹا بنانے کے لیے ۔ وقار صاحب کے لہجے میں خوشی کی رمق دیکھ شاہ میر ابھی پرسکون ہوا ہی تھا کہ راہداری سے آتی ہوئی منزہ کو دیکھ کر اپنے خشک لبوں کو تر کرتا ہوا زندگی میں پہلی بار گھبرایا تھا ۔

منزہ جو اپنے خیالوں میں گھر میں داخل ہوئی تھی شناسائی خوشبو نکتوں سے ٹکرائی تھی جس پر بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس اپنی پروقار وجاہت سمیت شاہ میر کو خود کو دیکھتے پا کر شاکڈ ہوئی تھی ۔

ابھی یہ کون ہیں ۔ ارحم کی معصومیت بھرے سوال کو سن کر شاہ میر سر جھکا کر مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا ۔

منزہ کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت و غصہ دیکھ کر بھی وہ مسکرایا تھا ۔

منزہ بیٹا آؤ یہاں اور ان سے ملو یہ سلطان ہمدانی ہمارے پڑوسی اور تمہارے ہونے والے دادجی ، ، منزہ ہوش و حواس میں لانے والی آواز ارحم کی تھی ۔ جس پر وہ نا سمجھی میں وقار صاحب کو دیکھ رہی تھی ۔

دادجی ،، زیر لب بڑبڑاتی ہوئی وہ ان کی سمت بڑھی تھی ۔
جبکہ کبری اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ کر پھیکا سا مسکرائی تھی ۔

السلام و علیکم ،، ان سب کے قریب آکر منزہ نے ہلکی آواز میں سلام کیا تھا
جو وہاں موجود سب کو آسانی سے سنائی دے گیا تھا ۔

کیسی ہو منزہ ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو ،، سمرین ہمدانی جب سے آئی تھیں
خاموش بیٹھی تھیں مگر منزہ کو دیکھتے ہی مسکرا کر بولی تھی ۔

سمرین ہمدانی کی نظروں میں منزہ کے لیے پسندگی دیکھ شاہ میر اور دادجی خوش
ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے تھے ۔

بی جان ، سمرین ہمدانی اور کبری کے منزہ کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرتے آذر جو ارحم اور پریشے کے ساتھ ایک سائیڈ پر بیٹھا ہوا کب سے منزہ کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا جس میں وہ ناکام ٹھہرا تھا ۔

منزہ بیٹا ایک کام آپ کریں آپ ہمارے لیے چائے بنا کر لائیں ،، دادجی کی فرمائش پر منزہ نے شاہ میر کو گھورا تھا جو اس کی موجودگی سے بھی انجان بنا بیٹھا تھا ۔

ہاں یہ اور بات تھی اس کی نگاہیں بھٹک کر بار بار منزہ کے چہرے پر رک رہی تھی،

جی ضرور داد جی،،

میں بھی چائے لوں گا،، آذر کے اچانک بول اپنی موجودگی کا احساس دلانے
پر منزہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

منزہ بیٹا شاہ میر سے تو پوچھ لو کہ وہ چائے لے گا یا نہیں،،، مسسز وقار کے
بولنے پر منزہ نے خاموش بیٹھے شاہ میر کو دیکھا تھا۔

کیا آپ بھی چائے لیں گے۔۔ لیا دیا ساتلخ لہجہ بھی شاہ میر کو سرشار کر گیا
تھا۔

چائے کا پوچھا ہے حسینہ نے.....

اس کا مطلب ہے مجھ پہ مرتی ہے..

جی اگر آپ بنا کر لائیں گی تو ضرور لوں گا ،، شاہ میر کا پرشوخ لہجہ کبری
نے خاصا نوٹ کیا تھا۔

زہر نا ڈال کر دے دوں،، مسکراتے ہوئے شاہ میر کو دیکھ وہ دل ہی دل
میں اس کی ہاں کرنے پر سخت بد مزہ ہوئی تھی۔

ایکسیوزمی، منزہ کو جاتے دیکھ شاہ میر اس کے پیچھے جانے کے لیے کھڑا ہوا
تھا۔

ہم سے پوچھوں کہ کیسے گزرے ہیں دن ہمارے
کبھی دیدار تو کبھی تجھ سے تکرار کو ترسے ہیں

دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں دیئے وہ منزہ کے پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔
شاہ میر کے لیے شعر کو ان سنا کرتی ہوئی وہ خود کو چائے بنانے میں
مصروف ظاہر کر رہی تھی۔

بدل گیا کیوں مزاج تیرا کچھ ہی مدت میں۔
تو تو کہتا تھا بدلتے لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے۔

ایک اور شکوہ کن شعر کہا گیا تھا شاہ میر کی جانب سے مگر اب بھی خاموشی
طاری تھی ۔

سنو،، وہ بلا آخر تھک کر بولا تھا جس منزہ نے گھورا تھا اسے ۔

رشتہ لے کر آیا ہوں تمہارا،، شاہ میر کی بات پر وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی
تھی۔

تمہیں رشتہ لے کر آنے کی ضرورت کب اور کیوں پڑی شاہ میر ہمدانی،،
جبکہ تم اپنی مرضی کرچکے ہو،، ہاسٹل میں اپنی آخری رات یاد کرتی ہوئی وہ
کرب سے بولی تھی ۔

ضرورت تو ابھی بھی نہیں پڑی ،، وہ ڈھٹائی سے ہنسا تھا ۔
جس پر منہ کلک اٹھی تھی ۔

پھر پوچھ سکتی ہو آپ سے یہ رشتہ لے کر آنے کی وجہ ،، وہ چبا کر بولی تھی

-

رشتہ لے کر آنے کی وجہ آپ کو دیا ہوا وعدہ ،
کونسا وعدہ ،،، وہ چونک کر بولی تھی ۔

یہ ہی کہ ہماری شادی بہت دھوم دھام سے ہوگی ، وہ پر سکون انداز میں
 ابلتے ہوئے پانی میں چائے پتی ڈالتا ہوا مسکرایا تھا ۔

ویسے کتنے اچھے لگ رہے ہیں نا ہم دونوں بالکل رومینٹک کیپلز کی طرح کچن
 میں کھڑے ہوئے ،، میں تمہاری محبت چائے بنا رہا ہوں اور تم مجھے محبت
 سے نہار رہی ہو ،، منزہ کی نظروں پر ٹوک کرتا ہوا شاہ میر مخمور لہجے میں گویا
 ہوا تھا ۔

شاہ میر کے کھوئے ہوئے لہجے پر وہ سر جھٹک گئی تھی جس پر شاہ میر
 اپنے اور اس کے درمیان موجود فاصلے کو تمام کر گیا تھا ۔

ایک بات یاد رکھنا سوئیٹ ہارٹ ،، سیپ کے ساتھ لگی ہوئی منزہ کے گرد
دونوں ہاتھ رکھ کر اس کی راہیں بند کرتا ہوا وہ منزہ پر ہلکا سا جھکا تھا۔

وقار انکل آئے گے تم سے تمہاری مرضی پوچھنے تو جانم انکار نہیں ہونا چاہیے

-

ورنہ تو تم اچھے سے جانتی اور سمجھتی ہو آنٹی بیمار ہیں انکل ہارٹ پیشنت ہیں
اور بھائی تمہارا ایک ہی ہے ،، تو ان سب کا اور تمہارا خیال کرنا مجھ پر فرض
ہے جانم ،، منزہ کے گال پر چٹکی کاٹتا ہوا مسکرا کر کہتا وہ منزہ کو اسٹل
کر کے جانے کے لیے بڑھاتا تھا کہ کچھ سوچ کر واپس سے منزہ کی سمت مڑا
تھا۔

تمہارے ہاتھ کی چائے پیوں گا آج تو میری چائے میں میٹھا تھوڑا کم ہی رکھنا
اگر اس میں میٹھا زیادہ ہو گیا تو مجھے شوگر ہو جائے گی۔

ایک آنکھ دبا کر کہتا ہوا وہ وہاں سے گیا تھا۔

شاہ میر کو گھورتی ہوئی اسے جاتے دیکھ طویل سانس خارج کرتی ہوئی وہ اپنی
بے بسی پر ماتم کناں ہوئی تھی۔

آنٹی چائے،، اسے اب ان سب کی موجودگی کا مقصد پتا چلا تھا۔

شکریہ بیٹا،، منزہ کے سماءل پاس کرتی ہوئی سمرین ہمدانی کی آنکھوں میں منزہ
کے لیے پسندگی دیکھ کبری کی نظریں ارحم کے ساتھ ہنستے ہوئے شاہ میر پر
اٹھی تھیں،

جس کے چہرے پر رقم خوبصورت مسکراہٹ اس کی خوشی کا پتا دے رہی تھی ،

بھابھی ،، منزہ کے بھابھی کہہ کر پکارنے کر کبری نے چونک کر اسے دیکھا تھا ۔

تھینک یو منزہ ،، نا چاہتے ہوئے بھی کبری کے چہرے پر مسکراہٹ رینگتی تھی جو منزہ کے اسے بھابھی کہنے پر ادڑ آئی تھی ۔

میں تو دو کپ لوں گا ،، آذر کو بغور دیکھتی ہوئی منزہ پہلی بار کھل کر مسکرائی تھی ۔

آپ دو کیا تین لے لیں ،، اسے ہنس کر جواب دیتی ہوئی شاہ میر کو چونکنے پر مجبور کر گئی تھی ۔

کبھی مجھ سے ایسے بات نہیں کی ہر وقت کاٹنے کو تیار رہتی ہے جنگی بلی ،، ارحم کے بال سیٹ کرتا ہوا وہ بڑبڑایا تھا ۔

مما یہ رشتہ ڈن کریں مجھے بھا بھی بہت پسند آئی ہیں ،، بلند ہانک لگا کر کہتا ہوا آذر کپ لیتا ہوا پر جوشی کا مظاہرہ کر گیا تھا ۔

خوشگوار موڈ میں کھانا کھانے کے بعد ہمدانی فیملی وہاں سے گئے تھے ۔

کچھ توقف بعد منزل اور مسسز وقار سے بات کرنے کے بعد وقار صاحب منزہ کے کمرے میں گئے تھے ۔

بابا آپ مجھے بلا لیتے آپ میں آجاتی آپ کے پاس ،، بیڈ پر کتابیں پھیلائیں بیٹھی ہوئی منزہ سوچوں میں گم تھی کہ اچانک وقار صاحب کے آتے ہی وہ ہڑبڑا کر بیٹھ گئی تھی ۔

آپ اچھے سے جانتی ہیں بیٹا کہ آج ہمدانی فیملی ہمارے گھر کیوں اور کس مقصد سے آئی تھی ۔ وقار صاحب نے لفظوں کو ترمیم دینے کی سعی کی تھی

جی بابا،، شاہ میر کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے تھے ۔

پھر آپ کا کیا فیصلہ ہے منزہ ،، بغور منزہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ اس کے تاثرات پڑھنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے ۔

بابا آج تک میں نے آپ کے کسی بھی فیصلے پر سوال نہیں اٹھایا اور نا ہی آج اٹھاؤں گی ۔ مسکرا کر کہتی ہوئی وہ آبدیدہ ہوئی تھی ۔

مجھے پتا میری بیٹی میرا مان ہمیشہ رکھے گی ۔ منزہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے وہ وہاں سے گئے تھے ۔ جبکہ منزہ شاہ میر کی جیت پر لب بھینچے اپنی سسکی دبا گئی تھی ۔

دل جو دیوانہ نہیں آخر کو دیوانہ بھی تھا
بھولنے پر اس کو جب آیا تو پہچانا بھی تھا

مرزا ہاؤس سے آنے کے بعد کبریٰ ارحم اور پریشہ کو لیے سیدھا اپنے روم میں
گئی تھی ۔

جانے کس شوق میں رشتے بچھڑ کر رہ گئے

کام تو کوئی نہیں تھا پر ہمیں جانا بھی تھا

کیوں میرے ذہن میں ایک پل کے لیے بھی شاہ میر کا خیال آیا،، پریشے کو
چینج کرانے کے بعد اسے سلانے کی کوشش میں ناکام ٹھہری تھی۔

اجنبی سا ایک موسم ایک بے موسم سی شام
جب اُسے آنا نہیں تھا جب اُسے آنا بھی تھا

چائے کا لگ پکڑے اپنے لیے ہوئے فیصلے پر وہ خود سے ہی شرمندگی
محسوس کر رہی تھی۔

وہ کیسے شاہ میر کو جیتنے دے سکتی تھی مگر وہ کر بھی کیا کر سکتی تھی۔۔

جانے کیوں دل کی وحشت درمیاں میں آگئی
بس یونہی ہم کو بہکنا بھی تھا بہکانا بھی تھا

وہیں دوسری طرف شاہ میر ہمدانی جو اپنی زندگی میں ہر بار کی طرح آج بھی
سرفہرست ٹھہرنے والا تھا۔

اپنے جیتنے کا سکون کا قدر خوبصورت ہوتا ہے یہ شاہ میر ہمدانی سے بہتر
کون جان سکتا تھا۔

اک مہکتا سا وہ لمحہ تھا کہ جیسے اک خیال
اک زمانے تک اسی لمحے کو تڑپانا بھی تھا

جون ايليا

خوبصورت تو بہت ہو تم منزہ وقار ایسے ی تو میں دیوانہ نہیں ہوا تمہارا مگر
تمہاری ایک غلطی میری محبت کو ضد میں بدل گئی،،
تمہیں حاصل کرنا ہی میری زندگی کا وہ مقصد ہے منزہ وقار جس کے لیے میں
کچھ بھی کر سکتا ہوں -

چند روز بعد:

منیبہ ادھر آؤ ذرا، آذر جو منیبہ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوا تھا اسے سائیڈ ہر

آنے کا کہتا ہوا خود بھی سائیڈ پر آیا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو،، منیبہ اس سے زیادہ حیرت میں تھی۔

کیا مطلب میرے بھائی کی شادی ہے اور تم یہاں کیا کر رہی ہو،، آذر منیبہ

کی سنگت میں دن بدن منیبہ کی طرح لڑاکا ہونے لگا تھا۔

میری دوست کی شادی ہے، وہ خوشی سے چمکی تھی مگر اگلے ہی پل وہ خوشی

اڑن چھو ہوئی تھی آذر کے پہلے جملے پر غور کرنے کے بعد۔

تمہارے بھائی کی شادی ہے اور تم نے مجھے بلایا بھی نہیں۔ صدمے سے

کہتی ہوئی کاٹ کھانے کو دوڑی تھی۔

ہاں تو تمہاری بھی تو دوست کی شادی تھی،، آذر نے خود کو بچانے کی خاطر

کہا تھا۔

دوست کی شادی اور بھائی کی شادی میں دن رات کا فرق ہوتا ہے۔ دیکھنا اب میں بھی تمہیں اپنے بھائی کی شادی میں نہیں بلواؤں گی۔ منیبہ کے صدمے سے کہتا الفاظ پر آذر قہقہہ لگا گیا تھا۔

اچھا مگر تمہارا تو کوئی بھائی ہے ہی نہیں، آذر نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا

-

بھائی نہیں تو کیا ہوا میں تمہیں اپنی شادی میں نہیں بلاؤں گی۔ چڑ کر کہتی ہوئی منیبہ آذر کے لبوں سے مسکراہٹ چھین گئی تھی۔

جھٹکے سے منیبہ کا ہاتھ پکڑنا ہوا آذر اسے اپنے روبرو کر گیا تھا جس پر منیبہ کے دم خشک ہوئے تھے آج تک آذر کو اتنا سنجیدہ کہاں دیکھا تھا اس نے۔ مجھے نہیں بلاؤ گی تو نکاح کس کے ساتھ پڑھو گی۔ منیبہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ نہایت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

بولو،، جس سے بابا کہیے گے اس سے کم از کم وہ اپنی فیملی کے ساتھ تو
 آئے گا مجھے اپنا بنانے تمہاری طرح تو نہیں،، آذر کی اپنے لیے حد درجہ
 سنجیدگی دیکھ منیبہ سرشار ہوئی تھی مگر اسے چھیڑنے کی خاطر بولی تھی۔
 ایسی بات ہے،، منیبہ کا ہاتھ پکڑے وہ سائیڈ سے نکلتا ہوا مہمانوں کے بیچ
 سے نکلتا ہوا سیدھا اسٹیج کی سائیڈ پر کھڑے سمرین ہمدانی اور جہانزیب
 ہمدانی کے پاس جا پہنچا تھا۔
 مام، ڈیڈ مجھے آپ لوگوں کو کسی سے ملوانا تھا،، ایک نئی آفت کو دعوت
 دے دی دی منیبہ تو نے سوئے ہوئے شیر کو جگا دیا۔ آذر کے رد عمل پر
 منیبہ کی سانس رکی تھی۔

میٹ منیبہ ماے مام اینڈ ڈیڈ اینڈ مام شی از منیبہ صفر میری بیسٹ فرینڈ -
 آذر کے انداز سے صاف ظاہر تھا سامنے کھڑی لڑکی اس کی صرف بیسٹ فرینڈ
 نہیں تھی -

السلامو علیکم - منیبہ کا ہاتھ اب بھی آذر کی گرفت میں تھا جس کے باعث
 منیبہ کی آواز کسی گہری کھائی سے آتی دے رہی تھی -
 وعلیکم السلام بیٹا کیسی ہیں آپ، سمرین ہمدانی آذر کا انداز دیکھ کر مسکرائی
 تھیں -

میں ٹھیک آنٹی، آذر سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتی ہوئی وہ خبراں
 مسکرائی تھی -

بیٹا ہاتھ چھوڑ دو بچی کا ہمیں پتا چل گیا جو بتانا چاہتے تھے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جہانزیب ہمدانی کے کہنے پر منیبہ کی پہلے آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں مگر اگلے ہی پل شرمندگی سے گردن جھکی تھیں۔ آئی نوڈیڈ جب ہی تو آپ لوگوں کے پاس منیبہ کو لے کر آیا تھا کیسی لگی دادجی اور بی جان آپ کی چھوٹی بہو، آذر نے ڈھٹائی کی حد پار کی تھی۔ جس پر منیبہ عیش عیش کرتی رہ گئی تھی۔

شاہ میر نے راستہ صاف کر دیا تمہارا برخوردار، دادجی مسکرائے تھے۔ یہ ہی سمجھ لیں دادجی، بی جان کی جانب بڑھتا ہوا آذر منیبہ کو اپنے ساتھ لے کر جاتا ہوا اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

جو سیاہ لانگ فراک پہنے ہوئے شرم و غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔

خوش رہو،، منیبہ کے سر پر ہاتھ رکھتی ہوئیں بی جان منیبہ کو دیکھ کر داد دینے کے انداز سے مسکرائی تھیں۔

آذر ہاتھ چھوڑو میرا،، منیبہ کی برداشت ختم ہوئی تھی۔

بیٹا ہماری فیملی میں اپنے منگیترا اور شوہر کا نام نہیں لیتے۔ منیبہ شرم سے چور ہوئی تھی جبکہ آذر کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہا تھا آخر کار اس کی پسند سب کو پسند جو آئی تھی۔

چھوڑ دوں گا پہلے بھائی اور بھابھی سے مل لیتے ہیں۔ بی جان سے ایکسیوز کرتے ہوئے وہ دونوں اسٹیج پر گئے تھے۔

مبارک ہو بھائی،، شاہ میر کے گلے لگتا ہوا چمک کر بولا تھا۔

جس پر منرہ جو بننا تاثر دیئے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

جیٹھ جی یا اللہ یہ تو وہ ہی ہیں ،، اپنی کی گئی حرکت یاد کرتی ہوئی منیبہ اپنے
چہرہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی ۔

بھائی یہ منیبہ ہیں ۔ شاہ میر کے مسکرا کر دیکھنے پر منیبہ بھی جواب میں
مسکرائی تھی ۔

نالس ٹو میٹ یو ،، شاہ میر نے مسکرا کر کہا تھا ۔

منزہ ،، منیبہ کے پکارنے پر منزہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا ۔

بے جا محبت کے تقاضے ہم لڑکیوں کی ذات کو روند کر رکھ دیتی ہے ، اس
لیے ہمیں اس محبت اور اس کے چنے محبوب سے اپنا دامن بچا کر رکھنا چاہیے
، ہم لڑکیوں کی عزت بالکل سفید رنگ کے کپڑے کی مانند ہوتی ہے ، جس پر
ہلکا سا بھی داغ سب کو دکھتا ہے منیبہ ، اور اس کے برعکس مرد بالکل سیاہ
پوش ہوتے ہیں ، ہر داغوں کو باآسانی ڈھانپ لیتے ہیں ۔

شکر ہے انہوں نے پہچانا نہیں مجھے ۔

کہاں کل تک وہ منزہ اور جاذب کی شادی کئی خواب دیکھتی آئی تھی اور آج
کہاں وہ منزہ کو شاہ میر ہمدانی کی دلہن بنے دیکھ رہی تھی کچھ دن پہلے ہوئی
اپنی اور منزہ کی کنور سیشن یاد کرتی ہوئی وہ جاذب کے اچانک سے کہیں گم
ہونے پر غم و ملال میں مبتلا ہوئی تھی مگر شاہ میر کو منزہ کے ساتھ دیکھ کر
وہ بہت حد تک پرسکون و خوش بھی ہوئی تھی ۔

مبارک ہو جانم ، منیبہ اس کے برابر میں آکر بیٹھی تھی ۔

دیکھ لیں بھابھی اس لڑکی کو غور سے یہ آپ کی ہونے والی دیورانی ہیں ۔
شاہ میر نے سوالیہ نظروں سے آذر کو دیکھا تھا جس نے مسکرا کر گردن ہلائی
تھی ۔

منہ جواہر ہلکا مسکرائی تھی منیبہ کو خوش دیکھ کر ۔

ابی،، اچانک سے اسٹیج پر آتے ارحم نے شاہ میر کا ہاتھ پکڑا تھا۔
 جی ابی کی جان، ارحم کو گود میں اٹھاتا ہوا شاہ میر ارحم کے گال پر بوسہ
 دیتا ہوا مسکرایا تھا۔

یہ دلہن آپ کی ہیں،، جی۔۔ منزہ کی جانب دیکھتا ہوا شاہ میر مسکرا کر
 اسے جواب دے گیا تھا۔

پھر یہ میری کیا ہوئیں،، ارحم کے سوال پر شاہ میر نے سوچ میں لب
 بھینچے تھے۔

چاچی ہیں آپ کی،، پریشے کا ہاتھ پکڑے کبری نے ارحم کے سوال کا
 جواب دیا تھا اور منیبہ اور منزہ کی جانب بڑھی تھی۔

بہت پیاری ہو تم، کبری نے دل سے تعریف کی تھی منیبہ کی۔

آپ سے کم،، کبری کے خوبصورت نقوش اور اس کا ڈیسٹ اسٹائل منیبہ کو دل سے قائل کر گیا تھا۔

منیبہ کی تعریف پر کبری فقط مسکرائی تھی اور اس کی مسکراہٹ کو اسٹیج سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے فرقان کے دل کو اپنی مٹھی میں جکڑا تھا۔

اپ بت پالی او،، (آپ بہت پیاری ہو) پریشے کے سرگوشیانہ انداز اور گال پر پیار کرنے پر منزہ کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سبھی تھی جسے شاہ میر ہمدانی نے بڑے غور سے دیکھا تھا جب سے وہ اس کے پاس آکر بیٹھا تھا تب سے وہ سر جھکائے مجسمے کی مانند بیٹھا تھا۔

بہت خوش لگ رہا ہے تو ہمدانی ، شاہ میر کے لبوں پر ٹھہری مسکراہٹ کو نوٹس کرتا فرقان بلاآخر اس سے پوچھ رہا تھا جس پر شاہ میر کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی ۔

یہ محبت ملنے کی خوشی ہے یا اپنی جیت کی ، شاہ میر کے جواب نا دینے پر فرقان نے پھر سوال کیا تھا ۔

جیت ، ، وہ تمسخرانہ انداز میں ہنسا تھا ۔

یہ وہ جیت نہیں ہے فرقان جو مجھے سرور بخشے یہ تو وہ خوشی جو منزہ کو اپنا سوچ کر ہو رہی ہے ۔ اسٹیج پر دلہن کے روپ میں بیٹھی منزہ کو دیکھ شاہ میر نے کہا تھا ۔

کیا مطلب میں سمجھا نہیں منزہ تو پچھلے ایک مہینے سے تیرے نکاح میں تھی پھر ۔ ہلکی آواز میں فرقان نے استفسار کیا تھا ۔

آج کی تاریخ میں ہی میرا اور منزہ کا نکاح ہوا ہے، بڑے ہی تحمل سے کہتا
 ہوا شاہ میر سنجیگی سے بول رہا تھا۔
 کیااااااااا،، فرقان شکڑ ہوا تھا سن کر۔

کیاا کیا سچ کہہ رہا ہوں وہ پیپرز جو اس رات منزہ نے سائن کیے وہ جعلی
 پیپرز تھے۔۔ شانے اچکاتا ہوا وہ اپنی کی حرکت پر مسکرایا تھا۔

میں کچھ سمجھا نہیں! سلوار گولڈن کلر کی شیروانی پہنے شاہ میر کی سفید و
 گلابی رنگت کی آج معمول کے حساب سے سرخ مائل ہوئی تھی جس
 سے فرقان کی ذہانت کچھ بھی سمجھنے سے جواب دیئے ہوئے تھی۔

اس رات میں کوئی منزہ سے نکاح نہیں کرنے گیا تھا بس ویسے ہی اسے
 دور سے دیکھنے کی خاطر جا رہا تھا کہ مجھے منزل مرزا کی کال آئی پہلے پہل تو
 میں سوچ میں پڑ گیا کہ یا یہ مجھے کیوں کال کر رہا ہے جبکہ ہم دونوں کی تو

سرسری سی ہی ملاقات ہوئی ہے پھر وجہ کیا ہو سکتی ہے کال کرنے کی،،
میں ابھی سوچ رہا تھا کہ پھر سے کال آنے لگی پھر میں نے بنانا خیر کیے
کال پک کر لی پھر پتا ہے منزل نے مجھے کیا کہا۔۔

کیا کہا؟ شاہ میر کے بیچ میں بات روکنے اور ساتھ پوچھنے پر فرقان نے فوراً
سے پوچھا تھا۔

کیسے ہو شاہ میر۔۔ سوال کیا گیا۔

بالکل فٹ اینڈ فائن، اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتا ہوا شاہ میر کار کو
سائیڈ پر لگا کر خود سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا منزل کو سننے کی خاطر

-

گڈ بزی تو نہیں تھے تم،، ایک اور سوال تھا شاہ میر سمجھنے سے قاصر تھا۔
نہیں گھر کی طرف جا رہا تھا۔ شاہ میر نے جھوٹ کہا تھا۔

ہمہم ،، کوئی کام تھا تمہیں مجھ سے ،، منزل کے ہمہم کرنے پر شاہ میر
نے رسما پوچھا تھا ۔

ہے پر کیا تم وہ کام کردو گے ،، منزل کی بات پر شاہ میر نے آئبرو ریس کی
تھی ۔

اگر کرسکا تو ضرور ،، شاہ میر کو تجسس ہوا تھا جاننے کا کہ آخر ایسا کیا کام تھا

-

میری بہن تو تم نے دیکھ لی ہوگی ۔ شاہ میر پہلی بار کسی کے سوالوں میں
الجھ رہا تھا ۔

جی ، مختصر سا جواب دیا تھا ۔

اس کے پیچھے ایک لڑکا لگ گیا ہے اسے بس میری بہن سے دور کرنے میں
مدد کرنے میں میری مدد کرسکتے ہو ۔ شاہ میر دم سادے سن رہا تھا ۔

Novelnagri

ککوننن لڑکا،،، شاہ میر کو خود پر شک ہو رہا تھا -

اس کی ہی یونیورسٹی کا ہے،، شاہ میر طویل سانس خارج کیا تھا -

نام کیا ہے اس کا،، شاہ میر کے ذہن میں جاذب کا خیال آیا تھا -

جاذب آرائیں،، زندگی سے بھرپور مسکراہٹ شاہ میر کے لبوں پر رہینگی تھی -

تنگ کیا ہے اس لڑکے تمہاری بہن کو،، شاہ میر نے پوچھنا ضروری سمجھا

تھا -

نہیں -

پھر،، شاہ میر کنفیوز ہوا تھا -

میں نہیں چاہتا میری بہن کسی کی بھی باتوں میں آکر غلطی کرے،، وہ

سنجیدگی سے گویا تھا -

میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا تمہیں یہاں آئے ہوئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں اور
تم نے اس لڑکے کو بھی دیکھ لیا کب اور کہاں ،، شاہ میر کے سوال پر
مزل مسکرایا تھا۔

مجھے آج ہی پتا چلا ہے۔۔۔ پل بھر میں مسکراہٹ سمٹ گئی تھی مزل کے
لبوں پر سے۔

کیا، کہ وہ شخص میری بہن کو چاہتا ہے۔
تو اس میں تمہیں کیا برائی دکھی۔۔۔ شاہ میر اس شخص کو سمجھنے سے قاصر تھا

-

وہ میری بہن کو فقط چاہتا ہے اور زندگی چاہت سے نہیں چلتی ،، شاہ میر کی
بھنویں سیکڑی تھیں۔

اور میں اپنی اکلوتی اور جان عزیز بہن کی ساری زندگی فقط چاہت کی خاطر
 برباد نہیں ہونے دے سکتا۔ پھر چاہے کوئی مجھے خود غرض ہی کیوں نا
 سمجھے۔ شاہ میر بنا کوئی تاثر ادا دیئے اسے سن رہا تھا جسے ہر لفظ میں اپنی بہن
 کے لیے محبت پھوٹ رہی تھی۔

ایک سوال پوچھوں،

ہاں ضرور،، شاہ میر کے پوچھنے پر منزل نے ہامی بھری تھی۔
 اگر منزہ جاذب کو پسند کرتی ہوئی تو، دل میں آئے سوال کو شاہ میر پوچھنے
 ضروری سمجھا تھا۔

اگر ایسا سب ہوتا تو وہ مجھے سب سے پہلے بتاتی، منزل کے لہجے میں اعتبار
 صاف چھلک رہا تھا۔

ویسے میں کیا کر سکتا ہوں ان سب میں،،

بابا نے بتایا تھا تمہاری بہت جان پہچان ہے اس شہر میں ،، شاہ میر کی آنکھیں پھٹی تھیں منزل کی بات پر ۔

تم اسے مروانا چاہتے ہو ،، شاکی انداز میں شاہ میر نے پوچھا تھا ۔
 نہیں بس اسے کچھ دن کے لیے اس شہر دے دور کرنا ہے ، منزل شاہ میر کے چونکنے پر مسکرایا تھا ۔

او شکر ، شاہ میر نے خود کی تھمی ہوئی سانس بحال کی تھی ۔
 کر سکتے ہو ۔

ہو جائے گا تم بس ایک دن دو مجھے ،،

بہت شکریہ شاہ میر ۔ شاہ میر کے کہنے پر منزل مسکراتا ہوا کال کٹ کر گیا تھا ۔

یہ کیا کیا منزل تم نے خود مجھے منزہ کے قریب کر دیا اور اس جاذب کو تو میرا
بس چلے تو اس دنیا سے ہی غائب کر دوں مگر کیا کروں بیچ میں اس کی ماں
اور بہنیں آجاتی ہیں۔ جاذب کی بیوہ ماں دو بہنیں اور سب سے چھوٹے
بھائی کو دیکھ شاہ میر نے منزہ کو چھوڑنا کا فیصلہ کیا تھا مگر اب منزل کے
کہنے ہر وہ سرشار ہوا تھا اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھ رہا تھا۔

گولڈن کلر کا فرشی لینگا بیڈ پر بچھانے کے باوجود بھی فرش پر بکھرے سرخ
گلاب کی پنکھڑیوں کو سلامی پیش کرتا ہوا پورے کمرے میں اپنے جگمگاتے
نگوں سے خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔

جبکہ منزہ کسی بھی احساس سے عاری کسی مجسمے کی مانند بیٹھی ہوئی تھی۔
 لڑکیاں چاہیں کتنی ہی مضبوط کیوں نا ہوں انہیں اپنے والدین کی خاطر اپنی
 زندگی کے اہم ترین فیصلے میں کمزور ہونا پڑتا ہے۔ زندگی ہمیں اس موڑ پر لے
 آتی ہے جہاں سے واپسی مشکل ترین عمل بن جاتی ہے اور ہم خاموشی
 سے کسی بھی کھنٹے سے باندھ دی جاتی ہیں۔

ان سب میں میں ہار گئی ہوں یا یہ کہوں کہ میں نے اپنی قسمت کے آگے
 گھٹنے ٹیک دیئے ہیں،، تازے پھولوں سے سجایا گیا شاہ میر ہمدانی کے
 کمرے کو دیکھ رہی تھی جہاں آج وہ اس کی بیوی ہونے کے حق سے موجود
 تھی۔

یہ قسمت کی سمت ظرفی تھی یا شاہ میر کی جیت وہ اس وقت الجھی بیٹھی
 تھی کہ اچانک ڈور ناب کھولنے کی آواز پر وہ الرٹ ہو بیٹھی تھی۔

ریلکس منزہ میں جانتی ہوں تم اس وقت شاہ میر کو ایکسپیکٹ کر رہی تھیں ،
کبری کی مدہم آواز نے منزہ کی گھبراہٹ کو کم کیا تھا ۔

نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے بھابھی ، اپنی نجل مٹاتی ہوئی منزہ اپنی
انگلیوں کو آپس میں الجھانے لگی تھی ۔

رہنے دو منزہ ،، میں اچھے سے جانتا ہوں ،، ویسے چھوڑو ان سب کو تم نے
کچھ کھایا ہے ۔ کبری فکر سے گویا ہوئی تھی ۔

بھوک نہیں ہے مجھے ۔ سر جھکائے منزہ نے کبری کو بنا دیکھے کہا تھا ۔
کسی چیز کی بھی ضرورت ہو تو مجھے بنا کسی جھجھک کے کہہ سکتی ہو تم اپنی
بڑی بہن سمجھ سکتی ہو منزہ ۔ کبری کے کہنے پر منزہ کی آنکھیں نم ہوئیں
تھیں ۔

شکریہ بھابھی ،، کبری مسکرائی تھی ۔

یہاں ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ پتا نہیں شاہ میر کو آنے میں کتنی دیر لگ جائے
- منزہ کے پیچھے گاؤ ٹیک لگاتی ہوئی کبری مسکرا کر وہاں سے گئی تھی -

ڈرائنگ روم میں پریشان کھڑی کبری کو دیکھ فرقان اس سمت آیا تھا -
آپ پریشے کو مجھے دے دیجئے میں اسے سنبھال لیتا ہوں کبری جی،، کبری
کو پریشے اور ارحم کو سنبھالتے دیکھ فرقان کو اس کی فکر ہوئی تھی -
نہیں شکریہ میں سنبھال لوں گی،، ہمیشہ کی طرح لیا دیا لہجہ تھا کبری کا
،، مگر وہ آج بھی ہر بار کی طرح اس پر نثار ہوا تھا -

اتنے مہربان کیوں ہیں آپ مجھ پر،، کبریٰ کے اچانک سوال پر فرقان کی آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔

مہربان نہیں ہوں آپ پر فدا ہوں،، وہ آج بھی خود کو باز رکھ گیا تھا کچھ بھی ایسا کہنے سے جس سے کبریٰ اس سے دور ہو جاتی۔

ہمدانی کی بھابھی ہیں آپ،، شانے اچکاتے ہوئے وہ بڑے ہی ضبط سے کہتا ہوا رحم کو اپنی محفوظ گود میں اٹھا کر مسکرایا تھا۔

آپ کی کیا لگتی ہوں میں اور میرے بچے کیا لگتے ہیں آپ کے جو آپ انکی اتنی فرق کرتے ہیں،، نجانے کبریٰ اس سے کیا جواب چاہتی تھی۔

اتنی تو وہ بے خبر نہیں رہی تھی جو فرقان کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت نا دیکھ پائی ہو مگر آج وہ جواب چاہتی تھی فرقان سے اس کی نظروں، اس کے بے جا خیال، احترام اور فکر کا۔

فرقان کی گردن جھکی تھی وہ ان سوالات کے لیے کب تیار تھا۔

بتائیں فرقان ،، وہ اسرار کر رہی تھی۔

کبری جی میری نظروں میں آپ کا مقام بہت بلند ہے ، آپ پتا نہیں میری

کیا ہو مگر ارحم میں جان بستی ہے اور پری میری مجھے میری جان سے زیادہ

عزیز ہے ،،

کیوں ،، کبری نے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔

کیونکہ یہ دونوں آپ کے وجود کے حصے ہیں اور آپ سے جڑی ہر چیز مجھے اپنی

جان سے زیادہ عزیز ہے اور ہمیشہ رہیں گے۔ وہ جذب کے عالم میں کہتا ہوا

آخر میں اپنی نم ہوتی آنکھوں سے کبری کے ساکت چہرے کو دیکھ رہا تھا،

جہاں کرب اور حیرت کا ایک جہاں آباد تھا۔

جانتے اور سمجھتے بھی ہیں آپ کہ آپ کیا بول رہے ہیں - غصے و غم کے
 عالم میں غرلائی ہوئی وہ فرقان مسکرانے پر اکسا گئی تھی -

میں آپ سے عشق کیا ہے کبری جی ، بنا کسی غرض بنا کسی مفاد بس آپ
 کو چاہا ہے آپ ہمیشہ خوش رہیں یہ ہی دعا ہر حال میں کی ہے میں نے بنا
 آپ کو پانے یا حاصل کرنے کی کوشش کیے ،، ارحم کے گرد ہاتھ پھیلائے
 وہ دانت دبائے بول رہا تھا - -

تمہاری نظریں نگل گئیں میری خوشیوں کو، جو مجھ سے میرا شارق ہمیشہ کے
 لیے دور ہو گیا - بھرائی آواز میں بولتی وہ فرقان کے ضبط کو آزما تی ہوئی اس کی
 محبت پر الزام لگا گئی تھی - جس فرقان تڑپ اٹھا تھا -

سات سال سے محبت کرتا ہوں آپ سے کبری جی ، کبھی آپ کو غلط اٹیشن
 سے چھواتک نہیں ہے میں نے ،، ورنہ

میں چاہتا تو آپ کو اپنا بنانے میں مجھے دیر نہیں لگتی مگر نہیں میں نے ایسا نہیں کیا، کیونکہ زبردستی کے رشتے بنانے فرقان کاظمی کو گوارا نہیں،، وہ کچھ توقف کے لیے رکا تھا۔

جتنا کرب میرے دل اور میں نے دن رات جھیلنا ہے ناں کبری جی کوئی نہیں جھیل سکتا۔

جتنی بار یہ آنکھیں آپ کو دیکھنے کی خواہش کرتی تھیں اتنا ہی میرا دل تڑپتا تھا کرب جھیلتا تھا۔ کیونکہ آپ میرے جان عزیز دوست کی بھابھی تھیں، پر کبھی بھی غلط نگاہ تو دور کی بات ہے کبھی غلط سوچا تک نہیں آپ کے بارے میں۔ آپ کی خوشیاں سلامت رہیں یہ ہی دعا کی میں نے ہر وقت جب تک سانسیں ہیں جب تک کرتا رہوں گا۔

ارحم کوندا کے حوالے کرتا ہوا وہ جانے لگا تھا کہ اچانک سے مڑا تھا۔

خدا حافظ کبری جی ،، وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔

کبری کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا ویسے ویسے کبری کی تکلیف بڑھ رہی تھی۔

کیا غلط کہا تھا اس نے سب سچ ہی کہہ کر گیا تھا وہ کبھی ناں واپس آنے کے لئے۔۔

بہت کوشش کی تمہیں محبت سے پانے کی ،، مگر تم نے مجھے قابل ہی نہیں سمجھا اپنی محبت کے مزہ ،،

سمجھا تو اس جاذب کو،، بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سوئی ہوئی منزہ کو دیکھ کر وہ سرخ آنکھیں اس پر گاڑے ہوئے وہ سوچ کر تلخی سے مسکرایا تھا۔
اسے سوتے چھوڑ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

اپنی ریسٹ واچ رکھتا ہوا شیشے میں ابھرتے منزہ کے عکس کو دیکھ شیروانی کو سائیڈ پر پھینکتا ہوا اس کی سے بڑھا تھا۔

اس کی چوڑیوں سے لبریز کلائی کو اوپر کی جانب کھینچتا ہوا اسے سیدھا بیٹھا گیا تھا۔

جبکہ منزہ نیند میں ہوئی اپنے ساتھ سختی پر بڑی طرح گھبرا شاہ میر کو دیکھ رہی تھی جس کی لہو رنگ آنکھیں کچھ غلط ہونے کی نشاندہی کر رہی تھیں۔

عجیب کیفیت ہے تمہیں پا کر بھی میں خوش نہیں ہو پا رہا

کیا کچھ نہیں کیا میں نے منزہ تمہیں منزہ وقار سے منزہ شاہ میر ہمدانی بنانے
کی خاطر، بنا کوئی تاثر دیئے منزہ اسے حیرت سے دیکھا رہی تھی جو اپنے ہوش
و حواس میں نہیں لگ رہا تھا۔

پہلے پہل میری خوشی اور محبت تھیں تم مگر اس دن تم نے اپنے جذبات کا
اظہار کر کے تم نے خود میری محبت کو ضد میں بدل دیا،، اگر تم صرف میری
محبت ہوتی تو شاید میں آج تمہیں پا کر اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش
قسمت انسان تصور کرتا مگر تم نے میری خوشی چھین لی،، اور دیکھو تم آج
میری ہو کر بھی میری نہیں ہو اور مجھے وہ خوشی وہ سکون نہیں مل رہا جو

تمہیں پہلی بار دیکھ کر میرے دل کو ملا تھا۔ منزہ کی آنکھوں کی نمی میں وہ

خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کر رہا تھا جس سے وہ نظریں موڑ گیا تھا۔

کیا کمی ہے مجھ میں، وہ منزہ کو جھٹکے سے کھڑا کرتا ہوا دھاڑا۔

وہ جاذب کہاں ہے پتا ہے،، شاہ میر کے سوال پر وہ اسے بت بنی دیکھ

رہی تھی بنا کچھ کسے خاموش تھی۔

تمہیں کیسے پتا ہوگا میں بتاتا ہوں تمہیں،، منزہ کے چہرے کو دیکھ کر وہ تلخی

سے مسکرایا تھا۔

میرا نوکر ہے تمہارا جاذب،، منزہ نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

تھوڑے سے پیسوں میں بک گیا،، تمہیں بھول گیا

چچ ایسی تھی تمہاری محبت جو چند پیسوں کے پیچھے فراموش کیے وہ تمہیں
چھوڑ کر چلا گیا۔ واہ ایسی ہوتی ہے محبت،، تالی بجاتا ہوا وہ بیڈ پر گرنے
کے انداز سے لیٹا تھا۔ جس پر منزہ سمٹی تھی۔

میں نے اس سے محبت نہیں کی،، منزہ بیڈ پر اتر کر وہ مسمنائی تھی۔
کچھ بھی کہہ لو مجھے یقین نہیں آئے گا،، تھکے ہارے لہجے میں کہتا ہوا شاہ
میر ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا۔

مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں مسلسل اپنے کردار کی گواہی دوں۔
ایک ایک کر کے اپنے تن سے جیولری جدا کرتی ہوئی وہ نم لہجے میں بڑبڑائی
تھی۔

ایک ہفتہ گزر گیا تھا شاہ میر اور منزہ کی شادی کو مگر دونوں ایک دوسرے سے لا تعلق برت رہے تھے ۔

ایک ساتھ تھے مگر ایک دوسرے سے میلوں دور کے فاصلے پر ۔

عشق بھی کرتے ہو پھر اس سے انکاری بھی ہو

تم انسان نہیں ہو فقط پیسوں کے پجاری ہو ،،،

شاہ میر بڑا گہرا طنز کیا تھا ۔

نامیں نے کبھی محبت کی اور رہی بات پیسوں پر مرنے کی تو آپ کے

پیسوں پر تھوکتی ہوں ،

جس شخص میں انسانیت ہی نا ہو میں اس کے سائے سے بھی دور رہنا پسند کرتی ہوں شاہ میر ہمدانی - وہ دوبدو بولی تھی جس پر شاہ میر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا -

سایہ ! یہ ہی کہاناں مسسز تم نے ،، شاہ میر کے پوچھنے پر منزہ نے اسے حیرت سے دیکھا تھا -

خود سے پوچھو کیا میرے سائے کے قابل ہو تم - - منزہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں -

کیا میں کبھی راہ یار پر ہونے کے باوجود بھی تم یعنی اپنے پیار پر یقین کرپاؤ گا بولو منزہ ،، تمہکے ہارے لہجے میں پوچھتا ہوا شاہ میر منزہ کو جھنجھوڑ رہا تھا -

میں تم پر یقین کرنا چاہتا ہوں منزہ ،، شانے سے پکڑتا ہوا شاہ میر منزہ کو ساکت دیکھ اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی مس کر گیا تھا -

یہ سوال میں پوچھتی ہوں آپ سے جو جو آپ نے کیا کیا میں آپ کبھی آپ
 پر اعتبار کرپاؤ گی اس رشتے کو نبھاپاؤ گی - شاہ میر کی آنکھوں میں دیکھ وہ
 برہم لہجے میں بولی تھی -

کیا ساری رات یہاں پر گزرنے کا ارادہ ہے تمہارا ، فرقان نے شاہ میر کو
 آفیس میں بیٹھے دیکھ پوچھا تھا -

بہت کھٹن راہ ہے راہ یار جو نہیں ملے تو تڑپ رہتی ہے مل جائے تو کہیں نا
 کہیں کمی رہتی ہے - آنکھیں موندے شاہ میر کو فرقان نے نا سمجھی میں دیکھا
 تھا -

کیا مطلب ، فرقان نے پوچھا تھا ۔

میں اسے حاصل بھی کرچکا ہوں مگر پھر بھی میں خوش نہیں رہ پارہا

عجیب ہے یہ راہ یار بھی حاصل کے بعد بھی انسان لا حاصل رہتا ہے ۔ منزہ

کو سوچ کر سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا ۔

جب اس سے شادی کی تھی جب سوچنا چاہیے تھا تمہیں یہ سب ۔ فرقان

کے کہنے پر شاہ میر بے بسی سے مسکرایا تھا ۔

یہ تو میں سمجھ نہیں پارہا ہوں کہ وہ میری ہے اب میرے پاس ہے مگر مجھے

خوشی کیوں نہیں ہو رہی میں خوش کیوں نہیں ہو پارہا ۔ بے بسی سے کہتا ہوا

وہ فرقان کو قابل رحم لگا تھا ۔

Novelnagri

غلط طریقے سے کیے گئے کاموں کا انجام اکثر یہ ہی ہوتا ہے شاہ میر،،
 بھابھی سے معافی مانگ لے۔ فرقان کو بغور دیکھتا ہوا شاہ میر دونوں ہاتھوں
 میں سر گرا گیا تھا۔

وہ معاف کر دے گی کیا،، کیا میری ایک معافی مانگنے سے جاذب کا وجود ختم
 ہو جائے گا ہمارے بیچ سے بتانا فرقان ایسا ہوسکتا ہے تو میں ابھی آیا وقت
 جاکر منزہ سے اپنے کردہ ناکردہ جرم کی معافی مانگ لوں گا۔ شاہ میر کا لہجہ
 بھڑکا ہوا تھا۔

جس پر فرقان خاموش رہا تھا۔

چل چھوڑ سن سب فالتو کی باتوں کو کلب چلتے ہیں ڈرنک کرے گا تو ان
 سب باتوں کو بھول جائے گا تو،، فرقان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

اٹھ جایا تجھے میں گود میں لے کر چلوں ،، فرقان کے کہنے پر شاہ میر تلخی
سے مسکراتا ہوا اس کے ساتھ ہوا تھا ۔

یہ اچانک سے لندن جانے کیا خیال کیسے آگیا تجھے ۔ ڈرائیو کرتا فرقان کبری
کو سوچ کر افسردگی سے مسکرایا تھا ۔

پاکستان میں بہت کر لیا کام یار اب باہر بھی اپنے نام کے جھنڈے گاڑتے
ہیں ۔

اچھا ،، مطلب کبری کو اپنا بنانے کا ارادہ ملتوی کر دیا یا خود پر یقین نہیں
ہے تمہیں ۔ شاہ میر نے عام سے لہجے میں اسے اکسایا تھا جس پر فرقان نے
اس دیکھ کر لب دبا لئے تھے ۔

میں نہیں چاہتا کہ ہم دونوں ایک ہی راہ کے مسافر بن جائیں راہ یار پر چل
کر خالی ہاتھ رہ جائیں ۔ شاہ میر سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا ۔

کبری کا ساتھ مکمل ساتھ ہوگا تمہارے لیے ،، شاہ میر نے اسے دیکھ کر مضبوط لہجے میں کہا تھا ۔

ساتھ مکمل کرنے والی بھی تو مانے نا ۔ فرقان نے لاچاگی سے کہا تھا ۔
اگر مان جائے تو ،، شاہ میر کو حیرت سے دیکھتا ہوا فرقان بریک پر پیر رکھتا ہوا گاڑی روک گیا تھا ۔

میں کچھ سمجھا نہیں ہمدانی ، حیرت زدہ ہوتا فرقان کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا ۔

یہ ہی کہ میں ڈیڈ سے بات کروں گات
بارے اور کبری کے بارے میں ۔ شاہ میر نے حتمی فیصلہ سنایا تھا ۔
کبری جی ہرٹ ہونگی ۔ فرقان کے کہنے پر شاہ میر مسکرایا تھا ۔
وہ نا نہیں کرے گی ،، پر یقین لہجہ تھا ۔

تو تو ایسے بول رہے ہو جیسے تو نے کبریٰ جی سے بات کر لی ہے۔ فرقان
کے انداز پر شاہ میر مسکرایا تھا۔

تو تو یہ ہی سمجھ لے، شاہ میر گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

اب اپنے گھر جا اور پوری رات اس ہی بارے میں سوچنا۔ فرقان کو گاڑی
سے باہر نکلتے دیکھ شاہ میر اسے باہر آنے سے روکا تھا۔

شاہ میر۔ فرقان پیچھے سے پکارا تھا۔

گھر جا۔۔ شاہ میر بنا مڑے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

کیا سچ میں کبریٰ جی مان جائیں گی۔ شاہ میر کو جاتے دیکھ فرقان سوچ کر
مسکرایا تھا۔

دُور ناب پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ نشے کی زیادتی سے اپنی سرخ و دکھتی آنکھوں کو

زور سے میچ کر کھولتا ہوا نیم اندھیرے روم میں داخل ہوا تھا۔

جہاں اس کی مسسز دنیا جہاں سے غافل سوئی ہوئی تھی۔

دبے پاؤں چلتا ہوا دائیں کندھے پر اپنے ہاتھ میں پکڑی جیکٹ رکھے ہوئے

تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں اپنے شوز پکڑے ہوئے وہ نظریں اپنی سوئی ہوئی

مسسز پر ٹکائے ہوئے تھا اس ڈر میں کہیں وہ اٹھنا جائے۔

شششش۔۔۔۔۔ لبوں پر انگشت کی انگلی رکھے وہ روم میں بچھی مٹھی کا پیٹ

کو خاموش کرواتا ہوا لب دبا لے مسکرایا تھا۔

کنگ سائز بیڈ پر سوئی ہوئی مسسز کو دیکھتا ہوا وہ ایک ایک قدم بڑے احتیاط سے چل رہا تھا کہ اچانک ہی کمرے میں چھناکے کی آواز سے وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔

ہاتھ میں پکڑی جیکٹ کاؤچ پر پھینکتا ہوا وہ غصے سے زمین پر کڑچی کڑچی ہوئے واز کو دیکھ کر اپنی پیشانی پیٹ گیا تھا۔

اب واپسی ہوئی ہے آپ کی۔ اسے طرح دیکھ وہ روہانسی ہوئی تھی۔
واپسی نہیں مسسز جانے کی تیاری تھی۔ گردن پر ہاتھ پھیرتا ہوا جھوٹ بول گیا تھا۔

کہاں۔ اس کے جواب پر اچانک ہی اس کی آنکھوں میں نمی اتر گئی تھی۔
میں تمہیں جوابدہ نہیں ہوں مسسز۔ لفظوں پر زور دیتا ہوا وہ پل بھر کے لیے اپنے مضبوط قدموں سے لڑکھڑایا تھا۔

اتنے آرام سے دبے پاؤں جا رہا تھا کہ کہیں تم کالی بلی میرا رستہ ناروگ لے
- آنکھوں میں پانی لیے وہ اپنے مجازی خدا کو دیکھ رہی تھی جو نشے میں بھی
اس کی عزت افزائی کرنے سے نہیں چوک رہا تھا -

مگر ساری کاوشوں پر پانی پھیر دیا اس منحوس واز نے - خونخوار نظروں سے
کمزجی ہوئے واز پر نگاہیں ٹکائے دانت دبائے بول رہا تھا -

سائیڈ پر ہو سارا مزہ خراب کر دیا اب کہیں جا بھی نہیں سکتا - بدک کے پیچھے
ہوتی ہوئی سوالیہ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی -

اس کی سوالیہ نظروں کو دیکھ وہ خود سے جواب دے گیا تھا -

مذاق ہے کالی بلی نے پیچھے سے ٹوک دیا ہے مجھے کہیں راستے میں کوئی
حادثہ پیش آگیا میرے ساتھ تو تمہارے پیچھے سے ٹوکنے پر - آبرو اچکاتا ہوا وہ
اس کے حواس باختہ چہرے کو دیکھ کر بول رہا تھا -

خونخواہ بھری جوانی میں بیوہ ہوجاؤ گی۔ ایک آنکھ دبائے وہ کہتا ہوا وہ بیڈ پر
 گرنے کے انداز میں اس کی ہی زانوں پر سر رکھ لیٹ گیا تھا۔
 وہیں وہ اسے نم آنکھوں سے دیکھتی ہوئی لب دبائے اپنی سسکی کا گلا
 گھونٹ گئی تھی۔

ایم سوری منزہ،، نیند میں بڑبڑاتے ہوئے شاہ میر کے منہ کے سامنے کان
 کیے تھے منزہ نے اسے مزید سننے کی خاطر جو نیند میں مسلسل بول رہا تھا
 - میں نے صرف سوچا تھا مگر سب میں نے خود نہیں کیا،، وہ بولتا ہوا رکا تھا

ہممم اچھا،، ہلکی آواز میں منزہ نے اسے پکارا تھا جو نیند میں بھی ماتھے میں
 بل دیئے ہوئے تھا۔

وہ نکاح جعلی تھا منزہ،، منزہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں۔

میں نے تمہیں معاف کیا شاہ میر ہمدانی - شاہ میر کو دیکھتی ہوئی وہ اپنے
آنسو ضبط کر گئی تھی -

* * * * *

آج تو ہمارے گارڈن میں بہار آگئی تم یہاں کیسے ،، کبری کی چمکتی سن کر
منزہ مڑی تھی ۔

کچھ نہیں بھا بھی ایسے ہی ،، منزہ کو ہمدانی ہاؤس میں اسے ایک ہفتے سے
اوپر ہو گیا تھا اور منزہ ہر وقت کمرے میں رہنے کے سے تنگ آگئی تھی ۔
وہ آج کمرے سے باہر گارڈن میں کھڑی ہوئی تھی لیونگ روم کی گلاس
وال سے منزہ کو گارڈن میں کھڑے دیکھ کبری فوراً سے اس کے پاس آئی
تھی ۔

بہت کم بولتی ہو تم ،، کبری نے منزہ کی خاموشی پر چوٹ کی تھی ۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے ۔ منزہ ہلکا سا مسکرائی تھی ۔

مسکراتی رہا کرو زیادہ پیاری لگتی ہو ،، کبری کے کہنے پر منزہ نے نظریں جھکائی
تھیں ۔

ویسے روم سے بہت کم باہر نظر آتی ہو تم شاہ میر نے منع کیا ہے کیا ،،
کبری نے سوال کیا تھا ۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے دل کرتا ہے بھا بھی اور ایک دفعہ میں لیونگ روم
تک بھی آئی تھی مگر کوئی دکھا نہیں تو میں پھر سے اپنے کمرے میں چلی
گئی ۔ انگلیاں چٹختی ہوئی وہ شرمندگی سے بولی تھی ۔

اوو ہاں مام تو بوتیک جاتی ہیں میں آفیس جانے لگ گئی ہوں اور بی جان
اپنے اپنے روم میں ہی ہوتی ہیں زیادہ تر ۔ منزہ کے جھکے سر کو دیکھتی ہوئی
اپنے پیچھے سوال پر خود شرمندگی ہوئی تھی ۔

مام ، ارحم کی آواز پر وہ دونوں ایک مڑی تھیں ۔

یس بے بی ،، ارحم کے پاس جاتی ہوئی کبری فی اس کی ناک دبائی تھی
جس پر ارحم کے چہرے پر ناپسندگی کے تاثرات صاف عیاں تھے ۔

ارحم کے ناراض ناراض سے انداز دیکھ منزہ مسکرائی تھی -

مام ابی کہاں ہیں میں ان کا کب سے انتظار کر رہا ہوں - دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ خفگی سے بول رہا تھا -

یہ تو اب آپ اپنی چاچی سے پوچھیں کہ آپ کے ابی اور ہی کدھر ہیں ، مسکرا کر کہتی ہوئی کبری منزہ کے چہرے کی مسکراہٹ انجانے میں چھین گئی تھی -

کاں ہیں آپ کے ہی،، ارحم کے غصے سے پوچھنے پر منزہ نے کبری کو دیکھا تھا جو جواب میں مسکرا رہی تھی -

مجھے کیا دیکھ رہی ہو جواب دو اسے -

آپ کے ابی کہاں ہیں یہ تو مجھے بھی نہیں پتا ارحم ، گھٹنوں کے بل بیٹھتی ہوئی وہ مسکرا کر بولی تھی -

آپ کو نہیں پتا،، معصومیت سے بولتا ہوا ارحم منزہ کے گردن ہلانے پر مڑا
تھا مگر اگلے ہی پل وہ واپس سے اس کہ جانب لپکا تھا۔

آپ میرے سات کھیلے گی،، اس کے پوچھنے پر منزہ مثبت میں گردن ہلاتی
ہوئی کھڑی ہوئی تھی۔

آپ اتنی بری بھی نہیں ہیں جتنی مجھے لگی تھی۔ منزہ کو حیرت ہوئی تھی۔
مطلب میں بری ہوں۔ ارحم سے پوچھتی ہوئی وہ افسردہ ہوئی تھی۔

ناچاپو کو پسند ہوں اب جو گھر لا کر بھول گئے ہیں اور نا ہی بھتیجے کو،، سوچ
کر اداس ہوتی ہوئی وہ ارحم کو دیکھ رہی تھی۔

اچھی ہیں اب آپ میرے سات کھیلے گی ناں اب آپ میرے ساتھ اس
لیے۔ کبری اور منزہ کا ہاتھ پکڑے وہ مسکرایا تھا۔

کبری کے بارے میں کیا سوچا ہے ڈیڈ آپ لوگوں نے ، شاہ میر بنا کوئی بات
بنائے سیدھی سی بات کی تھی ۔

کیا سوچنا ہے ، سمرین ہمدانی نے پوچھا تھا ۔

یہ ہی نام کہ کیا وہ ساری زندگی بھائی کے بیوہ بن کر گزارے گی ۔ شاہ میر
کا لہجہ سخت ہوا تھا سمرین ہمدانی کے پوچھنے پر ۔

تو اس میں غلط بھی کیا ہے دو بچے ہیں اس کے اس کے بعد دوسری
شادی کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا ۔ سمرین ہمدانی کا جواب سن کر دادجی نے
تاسف سے گردن ہلائی تھی جبکہ بی جان سمرین ہمدانی خود دیکھتی رہ گئیں
تھیں ۔

یہ خیال آپکو جب کیوں نہیں آیا تھا جب آپ میری شادی کروانا چاہ رہی تھیں مام کبری کے ساتھ - شاہ میر کا لہجہ مزید سخت ہوا تھا -

وہ اس لیے تاکہ ارحم اور پریشہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں،، اگر کبری کی شادی کہیں اور کرتے ہیں تو ہمیں اپنے شارق کی اولاد سے دور ہونا پڑے گا جو میں کبھی ہوتے نہیں دیکھ سکتی - سمرین ہمدانی کا لہجہ نم ہوا تھا جس پر جہانزیب ہمدانی سر جھکائے بیٹھے رہے تھے -

صرف یہ بات ہے جو آپ کبری کی دوسری شادی سے انکاری ہیں - شاہ میر نے سب کو دیکھا تھا جس پر جواب گہری خاموشی ملی تھی -

دادجی،، شاہ میر نے امید سے پکارا تھا انہیں -

میں تمہارے ساتھ ہوں،، دادجی اس کی پکار سمجھتے فوراً سے بولے تھے -

اس کا حل ہے میرے پاس - شاہ میر کے کہنے پر سب نے شاہ میر کو دیکھا تھا -

کیسا حل - جہانزیب ہمدانی نے اس سے حیرت سے پوچھا تھا -

میری نظر میں ایک قابل اور ہونہار لڑکا ہے ویسے تو وہ ارحم اور پریشے کو باپ کی طرح پیار کرے گا وہ کبریٰ کو ارحم اور پریشے کے ساتھ قبول کرے گا مگر جیسا کہ آپ سب چاہتے تو ارحم اور پریشے کی سرپرستی میں لوں گا انہیں باپ کے نام کے علاوہ ہر وہ آرائش و سکون دوں گا جو ایک باپ دیتا ہے - اور ماں، بی بی جان نے شاہ میر کی بات کاٹی تھی -

منزہ انہیں ایک ماں سے زیادہ پیار دے گی - شاہ میر کے مضبوط لہجے پر داد جی مسکرائے تھے -

کبری کبھی نہیں مانے گی - سمرین ہمدانی نے اب بھی اپنی ایک ہی کہی تھی -

وہ ماں جائے گی آپ بس تیاری کیجئے - شاہ میر اپنی کہہ کر اٹھا تھا -
 لڑکا کون ہے یہ تو بتا جاؤ، شاہ میر کو جاتے جہانزیب ہمدانی نے پوچھا تھا -
 آپ کل مل لیجئے گا اس سے، یہ کہہ شاہ میر وہاں رکا نہیں تھا سیدھا اپنے
 کمرے کی جانب بڑھا تھا -

ہر دن محبت کا، ہر رات محبت کی
 ہم اہل محبت میں، ہر بات محبت کی -

بنا کوئی شور یا آہٹ کے شاہ میر خاموشی سے منزہ کو سوئے ہوئے دیکھتا ہوا
تاسف سے مسکرا رہا تھا کہ اچانک بجتے فون کی رنگ سے شدید بد مزہ ہوا تھا۔
اسے فون کی رنگ ٹون سے کسمساتے ہوئے دیکھ وہ فوراً سے اپنی جگہ پر
سیدھا ہوا تھا۔

مسلسل بجتے فون کی وجہ سے وہ بالآخر اٹھی تھی۔

وہیں وہ جو اس کے برابر میں ہی دازا سے سوتے ہوئے نہا رہا تھا فوراً سے
آنکھیں بند کر کے سونے کی اداکاری کرنے لگا تھا۔

ہیلو۔۔ نیند سے بھاری آواز سے وہ اپنی نشست سے ذرا برابر بھی نہیں ہلاتھا

جاذب کیا تم ہو۔ جاذب کے نام پر وہ بمشکل خود پر کنٹرول کرتا ہوا ہنوز آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔

کون مرد رات کے دوسرے پہر اپنی بیوی کو کسی نامحرم کے ساتھ بات کرتے برداشت کر سکتا تھا مگر وہ پھر بھی خود پر ضبط کیے لیٹا ہوا تھا۔ ایک منٹ۔ برابر میں لیٹے ہوئے اپنے نام نہاد شوہر کو دیکھتی ہوئی وہ بیڈ سے اتر کر روم سے باہر نکل گئی تھی۔ وہیں وہ بے چین ہوتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔

منزہ کو باہر گئے ہوئے تقریباً بیس منٹ ہونے کو آئے تھے اور ایک ایک سیکنڈ اس کی جان نکال رہا تھا۔

بیڈ کروان سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا اس کے انتظار میں سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔

جب اسے نا آتے دیکھ وہ کبرڈ سے وائن کی بوتل نکال کر اپنے سامنے رکھ کر بیٹھا تھا۔

کچھ دیر بعد گیٹ کھولنے کی آواز پر وہ سرخ آنکھوں میں نفرت لیے اسے اندر آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

جو روم میں موجود سگریٹ کے دھوئیں کی وجہ سے ناک پر ہاتھ رکھے ہوئی اسے کاؤچ پر وائن پیتے ہوئے دیکھ چونکی تھی۔

ہوگئی اپنے عاشق سے پیار بھری باتیں۔ شاہ میر کا لہجہ عام سا تھا مگر اس کے الفاظ کسی خنجر کی طرح اس کے سینے میں چبھے تھے۔

بنا جواب دیئے وہ مضبوط قدم لیتی ہوئی بیڈ کی سمت بڑھی تھی جب ہی وہ برق رفتاری سے اس کے راستے میں آکھڑا ہوا تھا۔ میرے راستے سے ہٹیں۔ ناک سکرٹتی ہوئی رخ موڑ گئی تھی۔

کیوں - تمسخرانہ انداز میں مسکراتا ہوا اس کا رخ واپس سے اپنی سمت موڑ گیا تھا۔

مجھے آپ کے منہ سے یہ حرام شے کی بو زہر لگ رہی ہے اس وقت - وہ خود سے پیچھے ہوئی تھی۔

یہ تو پھر بہت اچھی بات ہے مسسز تمہیں میرے منہ سے آتی یہ سمیل نہیں اچھی لگ رہی اور مجھے اس وقت تم - بے یقینی سے اسے سن رہی تھی۔

مجھے آپ کے منہ ہی نہیں لگنا - آنکھوں میں نمی لیے وہ غصے سے بولی تھی۔
مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہیں یعنی اس حلال رشتے والی بیوی کو منہ لگانے سے زیادہ میں ان حرام چیزوں کو ترجیح دینا پسند کرتا ہوں مسسز۔
سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا ہوا نفرت سے ہنکارا تھا۔

وائن کی خوبصورت بوتل پر لب رکھتا ہوا وہ روم کی تمام لائٹس آن کرگیا تھا۔
 مجھے سونا ہے۔ اسے لائٹس آن کرتے دیکھ وہ بھرائی آواز میں بولی تھی۔
 تو کس نے روکا ہے سو جاؤ۔ ڈھٹائی سے کہتا ہوا وہ گلاس میں وائن ڈالتا ہوا
 مسکرا کر بولا تھا۔

وہ اسے غصے اور بے بسی سے گھورتی ہوئی وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔
 ویسے تم اور یہ شراب بالکل ایک جیسے ہو،، کرڑے، تمسخر سے کہتا ہوا وہ
 اندر جلتی آگ سے سے جھلس رہا تھا۔
 بنا شاہ میر کو جواب دیئے وہ اسے گلاس اور بوتل کے ساتھ کھیلتے دیکھ رہی
 تھی۔

جو کبھی گلاس کو دیکھ رہا تھا تو کبھی بوتل پر انگلی پھیرتا ہوا اچانک سے کھڑا
 ہوا تھا جس پر منرہ کی پیشانی میں بل پڑے تھے۔

شاہ میر کو اپنی سمت آتے دیکھ وہ ذرا پیچھے کو کھسکی تھی ۔

مجھے اپنے حق لینے بہت اچھے سے آتے ہیں اس لیے گھبراؤ نہیں جب اپنا حق وصول کرنا ہوگا تو تمہیں سانس لینے کی بھی مہلت نہیں دوں گا ۔ سخت گیر لہجے میں بولتا ہوا شاہ میر منزہ کو ساکت چھوڑ روم سے باہر گیا تھا ۔

تھینک یو کبری جی ،، فرقان اور کبری کا نکاح سادگی سے ہوا تھا ۔ جس میں سب انتظام شاہ میر نے خود کروائے تھے ۔

نکاح میں ہمدانی فیملی کے علاوہ فرقان کی فیملی اور کبری کے والدین شامل تھے ۔

کس لیے - فرقان کے خوشی سے پھولتے چہرے کو دیکھ کبری نے استفسار کیا تھا -

مجھے خوش نصیب بنانے کے لیے - فرقان کو مسکرا دیکھتی ہوئی کبری دو دن پہلے ہوئی اپنی اور شاہ میر کی ہوئی بات سوچتی ہوئی مسکرائی تھی -
آج وہ مسکرا رہی تھی تو شاہ میر کی وجہ سے -

کبری ،، وہ روم سے باہر آیا تو اسے کبری کچن کے باہر کھڑی دکھی تو اسے پکار گیا تھا -

کیا ہوا شاہ میر - کبری نے اسے بغور دیکھا تھا -

تم سے بات کرنی تھی مجھے اگر تمہارا پاس تھوڑا وقت ہو تو -

ہممم کیوں نہیں - شاہ میر کا انداز اسے کچھ بدلا بدلا سا لگا تھا جس پر اسے نوٹس کرتی ہوئی وہ دونوں لیونگ روم کی جانب بڑھے تھے -

عجیب لگے گا تمہیں مگر میں تمہاری بھلائی چاہتا ہوں - شاہ میر نے بات کا آغاز کیا تھا -

دیکھو تمہاری زندگی میں شارق بھائی کی کمی ہم میں سے کوئی بھی پوری نہیں کر سکتا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم اپنے بارے سوچا بلکل چھوڑ دو - کبری نے شاہ میر کو نا سمجھی میں دیکھا تھا -

شاہ میر کیا کہنا چاہ رہے ہو صاف صاف کہوں ، الجھتی ہوئی کبری کنفیوز ہوئی تھی -

فرقان سے شادی کرلو کبری ہم سب یہ ہی چاہتے ہیں ، ایک سانس میں کہتا شاہ میر کبری کے بگڑے تنفروں کو دیکھ رہا تھا -

اتنا آسان نہیں ہوتا شاہ میر میرے دو بچے ہیں - کبری نے باور کروانے کی کوشش تھی -

اس لیے ہی کہہ رہا ہوں - شاہ میر پر سکون تھا اتنا تو اسے پتا تھا کہ کبری اتنی آسانی سے نہیں مانے گی -

میرے بچوں کا کیا ہوگا کیا انہیں کسی غیر کی سرپرستی میں دوں صرف اپنے مفاد اور خوشیوں کے لیے ہر گز نہیں اگر میرے لیے اور میرے بچوں کے لیے اس گھر میں جگہ کم پڑ گئی ہے تو میں صبح ہوتے انہیں لے کر اپنے گھر چلی جاؤں گی - کبری بھڑک کر کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی - کہاں جاؤ گی اپنے گھر وہاں پر بھی تو سب یہ چاہتے ہیں کہ زندگی میں آگے بڑھ جاؤ - شاہ میر کے الفاظوں نے اس کے قدم جکڑے تھے -

رہی بات ارحم اور پریشے کی تو ان کے لیے میری جان حاضر ہے یہ گھر کیا چیز ہے اور دوسری باتیں نے یہ کب کہا کہ میں انہیں کسی غیر کی

سرپرستی میں دے رہا ہوں ان دونوں کا سرپرست ان کا ابی رہے گا ہمیشہ

-

میرے اپنے بچے تو نہیں ہیں مگر وہ مجھے اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رہیں گے
ہمیشہ تو ان کی فکر تم چھوڑ دو اور بارے میں سوچو۔ کبری نے حیرت سے
شاہ میر کو دیکھا تھا۔

مطلب تم مجھے میرے بچوں سے الگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ کبری کی
آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

بالکل بھی نہیں ہم بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں پہلے کی طرح اور ارحم
پریشہ تمہارے بچے تمہیں ان سے کون دور کر سکتا ہے۔ نرم لہجے میں کہتا ہوا
شاہ میر کبری کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر افسردہ ہوا تھا۔

اگر فرقان مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی حرج نہیں مگر میری
ایک شرط ہے - طویل خاموشی کے بعد کبری بولی تھی -
کیسی شرط --

یہ ہی کہ انہیں - میرے بچوں کو بھی اپنانا ہوگا - شاہ میر نے اپنے بالوں
میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے آپ پر ضبط کرگیا تھا -

وہ انکاری نہیں ہے - دانت دبائے قدرے آرام سے بولا تھا -

پھر تم کیوں مجھے میرے بچوں سے الگ کرنا چاہتے ہو شاہ میر -

انہیں الگ نہیں کرنا چاہتا تم سے انہیں میں اپنا پیار دینا چاہتا ہوں کوئی

روک ٹوک نہیں ہوگی تم پر جب چاہے ملو جب چاہے انہیں اپنے ساتھ لے

جاؤ مگر صرف کچھ دن کے لیے - کل تک کا ٹائم ہے تمہارے پاس اچھے

سوچ لینا اس بارے میں ورنہ میرے دوسرا راستہ ہے جس تمہاری اور فرقان

کی شادی ہونا لازمی ہے مگر ارحم اور پریشے سے کبھی نہیں ملنے دوں گاتمہیں
 - شاہ میر اسے ساکت چھوڑ وہاں گیا تھا۔۔

یہ کیسی الجھن ہے اللہ پاک،، آنکھوں میں نمی آنسو کی شکل میں بہہ نکلی تھی

-

ابی ماما کہاں جارہی ہیں - منزہ نے شاہ میر کو دیکھا تھا جو ارحم کے سوال پر
 اسے دیکھ رہا تھا -

آپ بتادیں مام کہاں جا رہی ہیں وہ بھی فرقان انکل کے ساتھ - شاہ میر کے جواب نا دینے ہر ارحم نے منزہ سے پوچھا تھا جو پریشے کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہوئی تھی -

آپ چاہتے ہیں ناں آپ کی خوش رہیں ،، منزہ نے پوچھا تھا -
یس ، تو بس یہ سمجھیں کہ آج کے بعد سے آپ کی مام ہمیشہ خوش رہیں گی

-

ہم دونوں بھی جائیں گے مام کے ساتھ - کبری کو تو شاہ میر نے سمجھا لیا
تھا مگر ارحم کے سوالوں سے وہ خود خوفزدہ ہو رہا تھا -

اگر آپ دونوں مام کت ساتھ چلیں جائیں گے تو دادو والے آپ کو یاد
کر کے سیڈ ہو جائیں گے اور آپ کے ابی تو سب سے لڑے گئے کہ میرا ارحم
مجھ چھوڑ کر چلا گیا پری بھی چلی گئی تو پھر انہیں ہگ کون کرے گا -

ارحم نے شاہ میر کو دیکھا تھا جو گردن ہلا کر منزہ کی بات کی تصدیق دے رہا تھا۔

اور اب تو مجھے آپ سے پیار ہو گیا ہے تو میں کیسے رہوں گی آپ کے بغیر،
منزہ نے ارحم کے کھینچتے ہوئے معصومیت سے کہا تھا۔
آہستہ بولیں ابی سن لیں گے اور ابی کو تو میں چھوڑ بھی جاؤں مگر آپ کو
کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا،، ارحم کو مانتے دیکھ شاہ میر اس کی شرارت پر
مسکرایا تھا۔۔

تو بس پھر ہم چل کر مام کو کس کرتے ہیں اور انہیں خوشی خوشی جانے
دیتے ہیں جب ہمیں ان کی یاد آئے گی تو ہم ان سے ملنے چلے جائیں گے۔
لوو یو مام،، مسکرا کر منزہ کی بات مانتا ہوا ارحم کبری کو ہگ کرتا ہوا اس کے
رخسار پر لب رکھ کر واپس سے منزہ کے پاس آن کھڑا ہوا تھا۔

آپ آرام سے اپنی زندگی کا آغاز کریں یہ دونوں میری زندگی میں سب سے اولین ترجیح رہیں گے،، کوشش کروں گی کہ میں انہیں ماں سے زیادہ پیار دینے کی،، وہ شاہ میر کے فیصلے کو سنے بغیر ہی ارحم اور پریشے کو اپنا گئی تھی۔ جس پر شاہ میر کو اپنے فیصلے پر فخر محسوس ہوا تھا۔

مام مجھے ضروری کام ہے کیا ڈرائیور کے ساتھ جاسکتی ہوں۔ پریشے کو سلانے کے بعد وہ فری ہوتی ہوئی جاذب کے بلانے کے اسرار پر بلا آخر اس سے ملنے کو تیار ہو گئی تھی۔

ٹھیک ہے بیٹا آپ ہو آؤ ویسے بھی تھوڑی دیر میں منیہ بھی آنے والی ہے
آز سے ملنے کے لیے پھر ہم سب کو چلنا بھی آز کو سی آف کرنے کے
لیے ایئرپورٹ تک۔ آز نے ہائر اسٹڈیز کے لیے ملک باہر جانے کا فیصلہ
کیا تھا جس پر سب نے اس کا ساتھ دیا تھا۔

جی مام۔ سمرین ہمدانی کو پریشے کے پاس چھوڑ وہ گھر سے نکلی تھی۔
جاذب کے بتائے گئے ایڈریس پر پہنچتے ہی اسے ریسٹورنٹ کے بچوں پچ رکھی
گئی ٹیبل پر جاذب اسے بیٹھا دیکھائی دیا تھا۔

میں تمہارا زیادہ وقت نہیں لوں گا منزہ،، منزہ کو بیٹھتے دیکھ جاذب خوشی سے
کہتا ہوا بولنے لگا تھا۔

میں خوش ہوں کہ تم اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی ہو،، ویسے بھی میں
تمہارے قابل نہیں تھا۔ جاذب کو سنتی ہوئی منزہ خاموش رہی تھی۔

ایک سوال پوچھوں تم سے؟؟

جلدی پوچھو مجھے گھر جانا ہے - منزہ نے بے زاری سے کہا تھا -

کیا تمہیں کبھی مجھ سے ایک منٹ کے لیے بھی محبت نہیں ہوئی تھی -

جاذب کے بے بس چہرے کو دیکھتی ہوئی منزہ مخفی تھی اپنے اوپر جہی نم آنکھوں سے -

نہیں ہوئی ہمارے درمیان محبت نہیں تھی جاذب صرف ایک عزت اور

احترام کا رشتہ تھا جو آج بھی قائم ہے - ریسٹورنٹ میں میٹنگ کی غرض سے

آتا ہوا شاہ میر کو منزہ کو جاذب کے ساتھ بیٹھے دیکھ میٹنگ کینس کیے اٹے

قدم واپس مڑا تھا -

شاہ میر سے محبت ہوگئی تھی - جاذب کا لہجہ تلخ ہوا تھا -

تم جیسا چاہے سمجھو یہ تمہاری سوچ پر مبنی کرتا ہے اور رہی بات شاہ میر سے
 محبت کی تو ہاں میں کرتی ہوں اس سے محبت اور مجھے یہ کہنے میں ذرا عار
 نہیں کہ میں اپنے محرم سے محبت کرتی ہوں - وہ کہہ کر اپنی نشست سے
 کھڑی ہوئی تھی -

ایک بات اور جاذب میں نے ہمیشہ تمہاری عزت کی ہے اور ہمیشہ کرتی
 رہوں گی مگر میری دی گئی اس عزت کو محبت سمجھنے کی بھول مت کرنا --
 وہ کہہ کر وہاں کی نہیں تھی -

پہلے تو تم کلب میں ہوتے تھے مگر اب تو تمہاری شادی ہو چکی ہے اب تمہاری ،، اور کیا یہ اب تم نے نیا کام شروع کر دیا ہے جو تم رات رات بھر گھر نہیں آتے ،،

یہ یاد رکھو شاہ میر ہمدانی کہ تمہارا تعلق ایک عزت دار گھرانے سے ہے جہاں یہ سب نہیں چلتا ،،

تمہاری بیوی اس کی کیا غلطی ہے جو ساری رات جاگ کر تمہارا انتظار کرتی ہے -

معمول کے خلاف داد جی نہایت سنجیدگی سے بول رہے تھے جبکہ شاہ میر گردن جھکائے مجرموں کی طرح بیٹھا ہوا تھا کہ داد جی کے منہ سے نکلے لفظ بیوی پر شاہ میر کا کھوکھلا قہقہہ گونجا تھا -

بیوی سیر سلی داد جی بیوی وہ بھی میری ،

سوری دادجی آئی ڈونٹ کنٹرول مائے سیلف،،

پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بولتا ہوا وہ طویل سانس لے رہا تھا اور دادجی اسے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے جو بظاہر ہنس رہا تھا مگر آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

شاہ میر تم ٹھیک ہو،، دادجی کے پوچھنے پر وہ لب بھینچے گردن ہلا گیا تھا۔

وہ میری بیوی ہے دادجی پر میں اس کا شوہر نہیں ہوں،،

کیا بکواس کر رہے ہو غیرت کھاؤ تھوڑی،، دادجی برہم ہوئے تھے شاہ میر کی

بے تکی بات پر۔

اور کتنی غیرت کھاؤ کتنی اور دادجی،،۔

کیا کسی غیرت مند شخص کی غیرت یہ گورا کرتی ہے کہ اس کی بیوی جو اس کی عزت ہوتی ہے اسے کسی دوسرے مرد کے ساتھ ہنستے مسکراتے پھوری چھپے بات یا ملتے دیکھ سکے،،

دادجی نا سمجھی میں شاہ میر کو دیکھ رہے تھے جو کنفرٹ کی پشت سے سر ٹکائے خود کے اندر چلتی جنگ سے اب تک اکیلا لڑتا تھک چکا تھا۔

صاف صاف کہو برخوردار جو تم کہنا چاہتے ہو،،،، دادجی الجھے تھے۔

میری یہ غیرت نہیں ہے دادجی جو اپنی ہی بیوی کو اس کے عاشق سے ملتے دیکھ کر بھی خاموش ہوں میں۔

ورنہ کون غیرت مند شخص ہے جو اپنی بیوی کو کسی اور کے ساتھ دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے،،

اپنی نام نہاد غیرت پر قاتل کر دیتے ہیں لیکن یہ میرا شاہ میر ہمدانی کا ہی جگرا ہے،،

جو سب دیکھنے کے بعد بھی خاموش ہے صرف اپنی عزت اور اس عزت کے لیے جو کبھی میری عزت بنی ہی نہیں،، آنکھیں میچے درد سے دل میں اٹھی ٹھیسوں کو مٹھیاں بھیج کر خود پر ضبط کر رہا تھا مگر پھر بھی آنکھوں سے آنسوؤں اپنا راستہ بنائے بہہ نکلے تھے جنہیں اس نے صاف کرنے کی زحمت نہیں کی تھی -

دادجی کے پاس سے اٹھ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا جہاں منزہ کو سوتے دیکھ وہ اس کی سمت بڑھا تھا -

مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ مگر میرے ساتھ رہ کر مجھے اندھیرے میں مت رکھو منزہ - دروازے کی آواز پر منزہ نے شاہ میر کو دیکھتے ہی آنکھیں موند کر سوتی بنی

تھی مگر شاہ میر کو سنتی ہوئی اسے مشکل پیش آرہی تھی مزید دیر آنکھیں بند کیے رکھنے پر۔

تم اگر ایک بار کہوں گی تم اس جاذب سے محبت کرتی ہو میں تمہیں جانے دوں گا مگر مجھے اس طرح مت ترپاؤ میں جانتا میں نے غلط طریقہ استعمال کیا ہے تمہیں حاصل کرنے کے لیے مگر میں سے بہت محبت کرتا ہوں۔ سوئی ہوئی منزہ کو دیکھ وہ اس کے برابر میں آکر لیٹا تھا۔

شاہ میر،، وہ اچانک سے اٹھ کر شاہ میر کو اپنے برابر میں لیٹے دیکھ بولی تھی

-

کیا ہوا ہے، شاہ میر نے سرد لہجے میں استفسار کیا تھا۔

میں کہیں بھی نہیں جاؤں گی سمجھے آپ اور جاذب کہاں سے آیا اب۔ منزہ نے نم لہجے میں پوچھا تھا۔

وہ گیا ہی کب تھا ہمارے درمیان سے تم نے جانے ہی کب دیا اسے

- شاہ میر بھڑک کر کہتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا -

میں اسے کبھی بچ نہیں لائی ، تو چھوڑ بھی نہیں سکی تم اسے - خود پر ضبط

کرتا ہوا وہ ہلکی آواز میں دھاڑا تھا -

پہلی بات وہ تھا ہی میری زندگی میں اور دوسری بات اگر تھا بھی تجھے اس کا

ہونے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا تھا پھر میں یہاں مسسز شاہ میر ہمدانی

کی نا ہوتی - دوبدو بولتی ہوئی وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جو تنفر سے

گردن ہلا کر مسکرا رہا تھا -

اس سے زیادہ اپنے کردار کی کوئی صفائی نہیں دوں گی - وہ کہہ کر کنفرٹ

سرتک تان گئی تھی -

میرے ساتھ ایسے کیوں رہتی ہو جیسے تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ منہ پر سے کنفرٹ کھینچتا ہوا شاہ میر دانت دبائے ہوئے بولا تھا۔

یہ رویہ اختیار آپ نے خود کیا تھا میرے ساتھ میں نے نہیں،، وہ واپس سے کنفرٹ کھینچتی ہوئی ترخ کر بولی تھی۔

اچھا تو مطلب سارا قصور میرا ہے۔ شاہ میر نے حیرت سے پوچھا تھا۔
ہاں آپ کا۔ کنفرٹ سے منہ باہر نکال کر کہتی ہوئی واپس منہ چھپا گئی تھی۔

ٹھیک ہے غلطی میری تھی تو میں ہی ٹھیک کروں گا سب۔ کہتا ہوا وہ کنفرٹ کھینچ کر خود اوڑھتا ہوا بڑبڑایا تھا۔
مجھے سردی لگ رہی ہے۔ مسمنائی تھی۔

تو وہ تو مجھے بھی لگ رہی ہے۔ لاجواب کرتا کنفرٹ دبا گیا تھا۔

شاہ میر،، منزہ کے پکارنے پر اسے دیکھ کر اسے اپنی طرف کھینچتا ہوا منزہ کو ساکت کر گیا تھا۔

کیا کر رہے ہو،، چپ چاپ سو جاؤ، کروٹ بدلتا ہوا وہ منزہ کو اپنے قریب کرتا ہوا آنکھیں بند کیے سوتا بنا تھا۔

یہ کیا ہے،، شاہ میر بیڈ پر رکھے اپنے کپڑے دیکھ کر حیرت سے بڑبڑایا تھا۔
منزہ کی اپنے رشتے کی طرف پہلی پیش قدمی تھی۔
بیڈ کے پاس کھڑی ہوئی منزہ شاہ میر کے تاثرات سمجھنے سے قاصر تھی۔

میرا کل کوئی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا،، وہ ہلکا سا بڑبڑایا تھا جسے سننا منزہ کو مشکل درپیش آرہی تھی ۔

اوہ میرے تو ہاتھ سلامت ہیں اور ٹانگیں بھی ماء شاللہ سے کام کر رہی ہیں اچھے سے، آگے کی طرف بڑھ کر واپس سے پیچھے قدم لیتا ہوا وہ منزہ کو بنا دیکھے بولا تھا جس منزہ اسے حیرت دیکھ رہی تھی جو اچانک سے اپنے ہاتھوں کو حرکت دے رہا تھا تو کبھی اپنی ٹانگوں کو ۔

آنکھوں سے دکھ بھی رہا ہے مجھے،، منزہ کے چہرے پر انگلیاں پھیرتا ہوا وہ اسے لرزتے دیکھ بغور دیکھ رہا تھا جو بلیو کلر کی کامدار فراک پر ہم رنگ نیٹ کا ڈوپٹہ سر پر ٹکائے وہ میک اپ سے پاک چہرہ لیے ہوئے شاہ میر کی گہری نظروں سے گھبراہٹ محسوس کر رہی تھی ۔

جب میرے ہاتھ پیر سلامت ہیں تو آپ کو کیا ضرورت پڑی تھی میرا کام کرنے کی۔ شاہ میر نرمی سے بولتا ہوا آخر میں دھاڑا تھا۔
جس پر کانپتی ہوئی منزہ نے آنکھیں میچی تھیں۔

میں اپنا کام خود سے کر سکتا ہوں مسسز،، منزہ کی کمر ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچتا ہوا شاہ میر منزہ لے کان میں سرگوشی کرتا ہوا اس کی لرزتے وجود سے مزہ لیتا ہوا اسے مزید قریب کر گیا تھا۔

ویسے یہ اچانک سے بیویوں والی رگ کیسے بیدار ہو گئی تمہاری۔ منزہ کے سر پر سے اترے ڈوپٹے کو دیکھتا ہوا اس کے کیچر کیے بالوں کو آزاد کر گیا تھا۔
منزہ خاموش رہی تھی۔

بیویوں کے اور بھی بہت سے حقوق ہوتے ہیں ان کے علاوہ وہ تو جانتی ہی ہوگی تم۔ منزہ کی ناک سے اپنی ناک مس کرتا ہوا وہ شرپر ہوا تھا۔

بہم ویسے تو بہت زبان چلتی ہے تمہاری اب کیوں بولتی بند ہو گئی ہے ۔

سانس روکے شاہ میر کو سنتی ہوئی اسے دیکھنے سے گریزاں تھی ۔

تمہاری خاموشی مجھے اکسار ہی ہے ایسا کرنے کے لیے جس کے لیے تم تیار

نہیں ہو ۔ شاہ میر کہتا ہوا اس چہرے پر جھکا تھا شاہ میر کی سانسیں اپنے

چہرے پر محسوس کرتی ہوئی منزہ فوراً سے شاہ میر کے سینے پر سر رکھتی ہوئی

اسے دنگ کر گئی تھی ۔

مجھ سے بچنے کے لیے بھی تمہیں میری مدد چاہیے ۔ اس کے گرد حصار قائم

کرتا ہوا وہ منزہ کے اقدام پر سرشار ہوا تھا ۔

ایم سوری ،، منزہ کو خود سے لگائے وہ آنکھیں بند کیے ہوئے بوکا تھا ۔

میں نے تو آپ کو کب کا معاف کر دیا ۔ شاہ میر نے حیرت سے اسے دیکھا

تھا جو اس کے حصار میں مسرور سی تھی ۔

رئیلی پھر مجھے بتایا کیوں نہیں ،، شاہ میر نے شکوہ کیا تھا ۔
بتا دیتی تو آپ مجھے سوری تھوڑی کہتے ،، شاہ میر کو دیکھتی ہوئی وہ ہنوز اس
کے حصار میں تھی ۔

ایم سوری منزہ شاہ میر ہمدانی ہر اس غلطی کے لیے اور اس کے لیے جو میں
اب کرنے والا ہوں ۔ شاہ میر کے کہنے پر منزہ کو حیرت ہوئی تھی کیا وہ
کبھی نہیں بدل سکتا تھا منزہ سوچ کر پریشان ہوئی تھی ۔
منزہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ وہ اس کے رخسار پر لب رکھتا ہوا اسے ساکت
کر گیا تھا ۔۔

پاگل ،، منزہ کی دونوں آنکھوں پر باری باری لب رکھتا ہوا منزہ کی پریشانی تمام
کر گیا تھا ۔

تین سال بعد----

زندگی اتنی بھی مشکل نہیں ہوتی جتنا ہم انسان سمجھ لیتے ہیں۔ زندگی تو خوبصورت ہوتی ہے جسے دیکھنے کے لیے ہمیں پہلے خود خوبصورت ہونا پڑتا ہے پھر اپنے آپ ہی سب چیزیں نظر آنے لگتی ہیں، سچ کہتے ہیں شاہ میر عجیب ہے یہ راہ یار بھی جب لگتا ہے کہ ہم خالی ہاتھ رہ گئے ہیں راہ یار کے اس سفر پر پھر اچانک ہمارا دامن خوشیوں دے بھر دیتی ہے۔

میں خود حیران ہوں میں کب اس راہ کی مسافر بنی مسافر بنی بھی تو بس
اس ہی کی ہو کر رہ رہے گئی۔ ساحل سمندر پر کھڑی ہوئی وہ شاہ میر کو ارحم
پریشے اور دو سالہ سعدان کے کھیلتے دیکھ وہ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ لیے
انہیں دیکھ رہی تھی۔

منزہ،، منزہ کو آنے کا کہتا ہوا شاہ میر سعدان کو گود میں اٹھاتا ہوا پریشے کے
پیچھے بھاگنے لگا تھا۔

ڈیڈ، خوشی سے چلاتا ہوا سعدان پریشے کے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ رہا تھا۔
ابی یہ چیٹنگ ہے۔ پریشے کی دہائی پر پیچھے سے آتی ہوئی منزہ مسکرائی تھی۔
بلکل یہ چیٹنگ ہے سعدان کو نیچے اتاریں۔ شاہ میر کو کہتی ہوئی منزہ پریشے
کا ہاتھ پکڑے بولی تھی۔

مما،، یس مما کی جان،، پری کے پکارنے پر منزہ نے اس کے گال کھینچے
تھے۔

یس ابی یہ چیٹنگ ہے ہم نہیں رہے آپ کے اور سعدی کے ساتھ۔

دوسری طرف سے مڑ کر آتا ہوا رحم منزہ کا ہاتھ پکڑے بولا تھا۔

سعدی،، شاہ میر نے سعدان کو دیکھا تھا جو منزہ کو ان دونوں کے ساتھ

کھڑے دیکھ رہا تھا۔

ایک ہاتھ سے آنکھیں مسلتا ہوا سعدان رونے کو تیار تھا۔

مما،، منزہ کی گود میں آنے کے لیے پرتول کرتا سعدان شاہ میر کو تنہا چھوڑ

منزہ کی ٹیم میں شامل ہوا تھا۔

اب آپ اکیلے ہو گئے ہیں اس لیے اب بھاگے گیے اور آپ پکڑے گیے ۔
 تینوں کے پیچھے بھاگتی ہوئی منزہ مسکرا کر شاہ میر کو دیکھ رہی تھی جو دونوں
 سے کمر پکڑے ہوئے حیران و پریشان ہوا ان تینوں کو منزہ کے ساتھ ۔
 ماما، پریشے کے پکارنے پر منزہ نے رخ ان کی سمت کیا تھا جس پر بر رفتاری
 سے شاہ میر نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں مقید کیا تھا ۔
 چیئر،، منزہ چڑ کر بولی تھی ۔

منزہ کو شاہ میر کی قید میں دیکھ وہ تینوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے بھاگ
 رہے تھے ۔

بہت شکریہ منزہ میری زندگی کو مکمل اور خوبصورت بنانے کے لیے ۔ ان تینوں
 کو دیکھ شاہ میر مسکراتا ہوا منزہ کے شانے پر تھوڑی ٹکائے بولا تھا ۔

تھینکس ٹو یو شاہ میر ہمدانی اس راہ یار کے سفر میں میرا ہمسفر بننے کے لیے
، ایک دوسرے کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے ایک دوسرے کی
گمراہی میں اپنے بچوں کی سمت بھاگے تھے ان سے کافی فاصلے پر کھڑے
انہیں پکار رہے تھے ۔

ختم شد